قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب متضمن تقلید شخصی مشتمل بر جواب سوالات الزامی غیر مقلدین خسر الدنیا والدین الموسوم بہ

ما احسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الوہابیۃ

از تصنیفات فاضل اجل عالم باعمل حاجی حرمین الشریفین زائر روضہ رسول الثقلین جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب لازالت شموس افاضتہ علی العالمین برکتہ واحسانہ

در مطبع [illegible] باہتمام غلام [illegible] الدین صاحب طبع شد

فہرست مااحسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الوہابیۃ

تمام شد فہرست مضامین

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب متضمن تقلید شخصی مشتمل بر جواب سوالات الزامی

غیر مقلدین خسر الدنیا والدین الموسوم بہ

ما احسن الادلۃ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ

از تصنیفات فاضل اجل عالم باعمل حاجی حرمین شریفین زائر روضہ رسول الثقلین

جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب لازالت شموس افاضاتہ علی العالمین بجودہ واحسانہ

در مطبع میڈیکل پریس آگرہ باہتمام عاصی امام الدین احمد طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ الطیبین۔ واصحابہ الطاہرین۔ والائمۃ المجتہدین المقبولین اجمعین۔
امّا بعد واضح ولائح ہووے کہ جب مجکو تذکرۃ المذاہب کی تصنیف سے فراغت حاصل ہوئی۔ اور بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب عرصۂ قلیل مین ہر ہر شہرون وضلعون و دیارون وامصارون مین شایع و ذایع ہوگئی۔ تب جسطرح سے علماے محققین کی طرف سے مبارکبادی آنے لگی۔ اور فضلاے مدققین کی جانب سے مدحیہ چٹھی پہونچنے لگی۔ اوسی طرح سے بعض غیرمقلدون کی طرف سے بھی سوالون کی گولے میری طرف آنے لگے اور اعتراضون کی تلوارون کے وار ہمپر پڑنے لگے۔ مین بھی خدا پر بھروسا

کرکے اس جنگ کی آمادگی مین کمرِ ہمت باندھ کر اور دوات و قلم و کاغذ
وغیرہ ذلک سلحون سے مسلح ہو کر چاہتا تھا کہ مفسدون کے سرون کو
نیزۂ قلم پر دھرلون - اور تقریرات کی تلوارون سے انھین تہ تیغ
کرکے میدان مارلون - اور تحریرات کے گھوڑون پر تقلید شخصی کو سوار
کراکر مطلق العنان کردون - اور باغیون کے فساد کے خیمون کو مضامین کے بارود
وگولے سے پھونک دون - اور اس جہاد سے شریعت کے میدان کو
لامذہبون کے خس و خاشاک سے پاک و صاف کرلون - کیونکہ حسب منشا ہو

تیغ مفسد شجرۂ ایمان برید - ہچو عنقا ملت از عالم پرید -

ملت کی خرابی دیکھتا ہون - لیکن کیا کرون مشیت الٰہی سے لاچار ہون
کہ ناگاہ مجھے بیماری نے آگھیرا - حتّٰی کہ رخصت کا لیناضرور پڑا - پھر اس
عرصہ مین مضمون سہ - جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دُکھ بھرتے نہین -
ایک لڑکی نے ہماری اپنی فنا کو بقا سمجھ کر اور کل من علیہا فانٍ کے معنی پر
غور کرکے قضا کی - پھر دوسری نے بھی بندائے یاایتہا النفس المطمئنۃ
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ لبیک کہکر وہی راہ لی - چنانچہ
جناب مولوی محمد رضا علی صاحب بنارسی ادام مجدہ الواہب نے ایک کی
موت مین یہ تاریخ لکھی ہے

بتاریخ دخول باغ فردوس — کلی مین تھی لٹا فرمود رضوان -
۱۳۰۰

معہذا - مین نے لیٹے لیٹے اُنکے سوالون کے جواب مین یہ رسالہ لکھا -
اور اسکا نام - ما احسن الادلۃ القویہ -

لدفع الحیل الوھابیہ رکھا۔ اور اسکو کئی فصلوں مین
منفصل کیا۔ خالق الانام۔ اپنے فضل و کرم و انعام سے اس گمنام کو
افراط و تفریط و تعصب مذہبی عوام کالبہائم سے محفوظ و مصئون رکھے۔
اور توفیق جوابدہی باصواب کی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین

تنبیہ مین بنگالی ہون۔ اردو دانی پر ناز نہین کرسکتا ہون ؎

نازم بسرمایۂ فضل خویش — بدریوزہ آوردہ ام دست پیش

کہ بنگالی کا علماء ہند کے مقابلہ مین اردو مین جواب لکھ بھیجنا۔ کیسا جیسا
گل کو گلستان کی طرف اور فلفل کو ہندوستان کی طرف تحفہ لیجانا ؎

گل آورد سعدی سوے بوستان — بشوخی و فلفل بہ ہندوستان

اور ہندوستان مین بنگالے کے اردو کی اتنی بقدری ہی جتنا ختن مین مشک کی ؎

ہمانا کہ دربارس انشاے من — چو مشک است بے قیمت اندر ختن

باوجود اسکے مین نے اس رسالہ کو اردو ہی مین لکھا۔ کہ اسمین عوام کا فائدہ منظور
تھا۔ اصلا ہندوستانیون کے عیب چینی کی پروانہ کی۔ اور افتلی السراج کی
نقل صاحب قاموس سے یاد رکھی۔ بلکہ امر شریعت کے اظہار مین اپنے تئین معیوب
گردانے کو بھی بہتر سمجھا۔ کہ حضرت موسیٰ عم باوجود تتلاپن کے بھی دعوت الی الحق سے
باز نرہے۔ پھر مین کیونکر بنگالیت کے عیب سے امر حق کے اظہار سے باز رہون
کیا مضمون حدیث الساکت من الحق شیطان اخرس یاد نہین چپ رہکر شیطان
اخرس بنون۔ العیاذ باللہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اوّل در جواب سوالات غیر مقلد دہلوی کہ نام خود را ظاہر نہ کردہ

(۱) سوال

تقلید شخصی کی کیا تعریف ہی؟ اسکو قرآن اور حدیث سے فرمائے؟

جواب

سوء ادبی معاف حضرت بڑی حسرت وافسوس کی بات ہی کہ آپ کے سوال سے آپکی جہالت وحماقت پیدا ہی۔ اور غباوت و بلادت ہویدا۔ ؎

بے کمالیہاے نادان از سخن پیدا شود
پستہ بے مغز چون لب واکند رسوا شود

سوال کرنے سے نا کرنا اچھا تھا ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب وہنرش نہفتہ باشد ؎

نہ گفتی ندارد کسی با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ؎

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوے ۔ چیزے کہ نہ پرسند تو از پیش مگوے ۞
چو مردم سخن گفت باید بہوش ۔ وگرنہ شدن چون بہائم خموش

کیا حضرت! آپ کے نزدیک قرآن و حدیث۔ اصول منطق فلاسفہ وغیر ذلک کی کتابین ہین جنسے اشیاء کی تعریف کا ثبوت چاہتے ہین مصرع برین عقل و دانش بباید گریست۔ اجی صاحب! فقط اسمین قصص و احکام الٰہی و ارکان شرعی ہین۔ اسمین تقلید شخصی کی تعریف کیونکر ملیگی۔ آپ کو اگر اس بات کا دعویٰ ہے تو پہلے آپ ہی حدیث صحیح یا مرفوع یا مقطوع یا موقوف یا مرسل یا متفق علیہ وغیر ذلک کی تعریف جنپر آپ لوگون کا عمل ہے قرآن و حدیث سے بیان فرمائے بلکہ فرائض و واجبات وغیرہا ہی کی تعریف تو قرآن و حدیث سے ثابت کیجئے بعد اسکے تقلید شخصی کی تعریف قرآن و حدیث سے ثابت کرنیکو مجھ سے پوچھیے ۞ تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہے۔ وگرنہ مستورانہ برقع منھ پر ڈالکر پردہ مین محجوب رہا کیجے مردانہ مناظرہ مین منھ نہ دکھلائیے کہ آخر کو ننگ و ناموس کھوئیگا۔ اور پھر خود ہی پچھتائیگا۔ حضرت! آپ کا سوال کرنا نہین مگر شیطان کی شادی رچاتا اور وہمی گلگلے یا خیالی پلاؤ پکاتا ہے ۞ بھر رنگے کہ می آید شناسم وہ خیالی پلاؤ یہ ہے کہ آپنے اپنے دل مین یہ ٹھہرا رکھا ہے کہ جب مقلد تعریف تقلید شخصی کی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کرسکیگا تب آپ یہ کہیگا کہ بے قرآنی و حدیثی بات پر عمل کرنا جائز نہین۔ لیکن آپ جس ہتھیار سے لڑنے آئے تھے اُسی سے ہی مارے پڑے۔ خوب ہی منھ کی کھائی۔ ۞

شد غلامے کہ آب جو آرد   آب جو آمد و غلام بہ بُرد

ابتو سوال آپ کا آپ پر پلٹا اِسکا جواب آپ پر واجب ہوا۔ ؎
دعوی جو آپکا تھا وہ برعکس ہو گیا۔

سوال (۲)

تقلید شخصی کس زمانہ سے جاری ہی؟

جواب

قبل تدوینات صحاح ستہ زمان مبشر بالخیر سے جاری ہی۔ نہین تو بخاری و مسلم و نسائی وغیرہم رح کو امام شافعی رح کا مقلد ہونا کیونکر ثابت ہوتا۔ کیونکہ یہ امر تواریخ و سیر کی کتابون کی سیر سے دریافت نہ کیا کا تسکے آپکو اُنکی تقلید کی آگاہی ہوتی۔ اور جو جو کتابین حنفی مذہب مین قبل تدوینات صحاح کے مثل جامع صغیر و جامع کبیر امام محمد رح کی جو شاگرد رشید امام اعظم رح اور اُستاد امام شافعی رح کے ہین تصنیف ہوئین اُنکی خبر ملتی۔ تو بیشک آپ کی زبان سے ایسی بات نہ نکلتی اور جو اُنکی تقلید کا حال دریافت کرنے کی قدرت و علم نہین تو آپکے سامنے بیان کرنا اس مثل کا مصداق ہونا یعنی اندھے کے سامنے رونا اپنی آنکھین کھونا ہی۔

جب آپکو محدثین کی تقلید سے جو اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہی اتنی بیخبری ہی پھر آپکو رموز شریعت و غوامض طریقت سے کیا خبر ہوگی ؎

تو خود می نشنوی بانگ دُہل را   رموز سر سلطان را چہ دانی

(۳) سوال

تقلید عالم حی کی افضل ہے یا مُردہ کی ؟

جواب

ہان ! روافض کے نزدیک عالم حی کی تقلید مُردہ کی تقلید سے افضل ہے
کما فے کتبہم قول المیت میت ۔ کیا بدبو چھپانے سے چھپتی ہے
آخر کو نکل ہی پڑتی ہے ۔ کیون حضرت ! آپکے سوال نے آپکے
اعتقاد مافی الضمیر کی کیسی خبر دی ۔ اور بمضمون ۔ کل اناء یترشح بما فیہ
آپکی ظرفیت کھل گئی ۔ کیون خواہ نخواہ تقیہ سے سُنی بنکر تقلید و عدم تقلید
کی بحث کرتے ہین ۔ آپ خود رافضی ہین کہانتک رفض کو چھپائیگا ۔
آخر کو نکل ہی پڑا ۔ جسطرح سے قَے کرنے سے ماکولات مسروقہ مُبطنی نکل
پڑتے ہین اسی طرح آپکی مُبطنی بات نکل پڑی ۔ بخوبی رافضیت ثابت ہوگئی
لیکن آپنے اپنے پندار مین بڑا ہی فسا دبو یا ۔ یعنی بسبب موت کے ائمہ
اربعہ کی تقلید سے لوگون کو برگشتہ کرانے کو اچھا ڈھنگ نکالا بلکہ خوب ہی
دموکے کا رنگ جمایا ۔ لیکن یہان وہ گڑ نہین کہ مکھی بیٹھے ۔ خیر جو ہو سو ہو
اب مین یہ کہتا ہون کہ مُردہ کی تقلید سے عالم حی فی زماننا کی تقلید ہرگز
افضل نہین ۔ بلکہ سراسر ضلالت و اتباع ہوائے نفسانیت ہے ۔ نہین تو

مضامین حدیث ۔ عن ابی مسعود رض ۔ قال قال رسول اللہ صلعم
خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجیئ قوم تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ و یمینہ شہادتہ اخرجہ البخاری و المسلم

فی روایۃ خیر الناس قرنی کذا فی تحفۃ الاخیار۔ و حدیث عن عمر قال قال
رسول اللہ صلعم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم
ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا
یستحلف ویشھد ولا یستشھد الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ
فلیلزم الجماعۃ الخ کذا فی المشکوٰۃ۔ اور بخاری نے جو بات (لا یاتی زمان
الا الذی بعدہ شر منہ) ص ۱۲۷ باندھا ہی منعکس ہوگا۔ اگر آپ کہتے ہین کہ افضل ہی
تو آپکو مناسب ہی کہ امام شوکانی و نسائی و دراسی و ابن جوزی و داؤد ظاہری
و اصفہانی و بخاری و ترمذی و دارقطنی و دارمی وغیرہم رح کی تقلید نفرمائے
کہ وے مردے ہین۔ نہ روافض کو مناسب ہی کہ محمد ابن یعقوب الکلینی و ابن
بابویہ و ابن مطہر حلی و شیخ مفید و شریف مرتضیٰ کی تحریرات پر تقلید کرین کہ یہ
بھی مردے ہین۔ مگر آپکے کل پیشواے دین انھین بزرگوارون کی تقلید کرتے
آئے ہین اور کرتے جاتے ہین۔ باوجود اسکے تقلید عالم حی کو افضل کہتے پھرتے ہین
اور لما تقولون ما لا تفعلون کا مصداق بخوبی ہوتے ہین۔ اگر انصاف
کیجیے اور اعتساف نفرمائیے تو اس افضلیت مین بڑی قباحت لازم آتی ہی
کیونکہ جس عالم حی کو آپ لوگون نے افضل جانکر تقلید کی انھون نے کسی کی
تقلید کی یا نہ کی۔ اگر نہ کی احکام شرعی کیونکر سیکھے۔ کیا انکو نبوت ملی۔ یا
وحی انپر نازل ہوئی۔ یا نفس امارہ کی تقلید کی۔ اول تو بحدیث لا نبی بعدی
سے منقطع ہی ثانی آیہ کریمہ۔ ان النفس لامارۃ بالسوء۔ سے مذموم
و منہی عنہ ہی۔ اور اگر کی تو کسی مردہ کی کی یا زندہ کی۔ مردہ کی صورت مین

تو بقول آپ لوگون کے افضلیت جاتی رہتی ہے - اور زندہ کی صورت مین وہی
اوپر کی قباحت مع تسلسل لازم آتی ہے - بہرصورت آپکے سوال پر اضلال کا
زوال ہے - نہ اسکی افضلیت پر کسی ائمہ وغیرہ کا مقال ہان یہ فقط رافضی النسل
سرگروہ غیر مقلدین کا قیل و قال ہے - کیون نہو انکی سرشت کا یہی خصال ہے -

درختے کہ تلخ ہست او را سرشت | گرش در نشانی بباغ بہشت
ور از جوے خلدش بہنگام آب | بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سر انجام گوہر بکار آورد | ہمان میوۂ تلخ بار آورد

(۴) سوال

تقلید کا واجب ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائے امام صاحب وجوب کے قائل
ہین یا نہین - اگر قائل ہین تو کس کتاب مین ہے اسکے سند بیان فرمائیے؟

جواب

اس سوال کا جواب ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ سند
محدثین کی مسند ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائیے تو کسی شارع نے اس سند کو مسند
گردانا ہے یا نہین اگر گردانا ہے تو اسکی سند بیان کیجیے - اگر آپ یہ فرماوین کہ
عبد اللہ ابن المبارک نے بقولہ (الاسناد من الدین ولولا الاسناد
لقال من شاء ماشاء حکذا فی مقدمۃ المسلم) سند کو دین سے گردانا ہے تو اسکا
جواب کئی وجوہ سے دونگا اولاً ابن مبارک رح جو شاگرد امام اعظم رح کے ہین
شارع نہین کلام میرا شارع کے سند گرداننے مین ہے - ثانیاً اگر قول ابن المبارک
کو سند کے سند ہونے مین اسناد اور اعتبار ہو تو پھر انکے قول کو جو اپنے استاد

(۲۵ ۱۲ تفسیر سورہ لا یجب)

امام اعظم رح کی تقلید اور مدح مین موجود ہی کیون اعتبار نہو۔ فنعم
ما قال اللہ تعالی۔ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن
يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا۔ ثالثاً مجرد قول ابن المبارک کو دین مین
داخل کرنا اور اُنکے اُستاد کے اقوال مستنبطہ نصیین کو دین سے خارج سمجھنا
کسقدر نفسانیت اور عداوت کی بات ہی۔ بمضمون استفت عن نفسک
اپنے ہی نفس سے پوچھ لیجے۔ رابعاً اگر کل سند محدثین معتبر فی الدین ہو
تو رحلت رسالت مآب صلعم کی دو دو بارسہ بار ہونی لازم آتی ہی العیاذ باللہ
کیونکہ متفق علیہ حدیث مین ابن عباس رض کی ایک روایت مین رسالت مآب صلعم
کی رحلت کو بس ترسٹھ ۶۳ لکھا۔ پھر وہی ابن عباس رض کی دوسری روایت
مین پینسٹھ ۶۵ لکھا۔ پھر حضرت انس رض کی ایک روایت مین ساٹھ ۶۰ لکھا۔ پھر انکی
دوسری روایت مین ترسٹھ ۶۳ لکھا۔ اب بتایئے ان چارون حدیثون
مین سے جو دو محدث معتبر نے انکو دو راوی معتبر کی طرف سے بسند مرفوع
منسوب کر رکھا ہی۔ کون حدیث بسند صحیح صحیح ہی۔ اگر کل صحیح ہی تو تکرار
رحلت کی سند بھی بیان فرمائے۔ اگر حضرت انس رض کی ساٹھ ۶۰ کی روایت کو
صحیح کہین۔ تو باقی ۶۳ و ۶۵ کی روایت کو کیا کہیگا۔ علی ہذا القیاس اگر
حضرت ابن عباس رض کی ۶۵ کی روایت کو صحیح فرماوین تو باقی روایتون مین
کیا ارشاد کیجیگا۔ باطل تو نہین کہہ سکتے ہین کہ آپنے سند کو دین قرار دے
رکھا ہی۔ نہ کل کی حقیت کا اقرار کر سکتے ہین۔ کہ تکرار رحلت کی لازم آتی ہی

فماذا تقولون یا ایھا المعاندون فلوموا انفسکم ولا تلوموا غیر کم

مین نے اس بحث کو اچھی طرح سے تذکرۃ المذاہب کے ۲۶۵ صفحہ مین لکھا ہی
اگر جی چاہے دیکھ لیجیے - خامسًا - ابن المبارک رح کے قول سے کُل محدثین
کی سند کو دین سے ہونا نہ سمجھنا چاہیئے -- اگر سب سندین دین سے
ہوتین - تو کُل احادیث موضوعات مستندہ کو دین سے ہونا لازم آتا -
بلکہ جو سند ابن المبارک کے زمانہ کے ساتھ مختص تھی - البتہ وہ سند
سند شرعی تھی - نہ ہر کہ و مہ کی سند سند شرعی ہی - کما زعمتم - کیونکہ
سند کی بنا جب ہوئی کہ لوگ حدیثین وضع کرنے لگے - نہین تو ضرورت
نہ تھی - چنانچہ ابن سیرین کے قول سے جو مقدمہ صحیح مسلم مین ہی یہ بات ظاہر
ہی - عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت
الفتنۃ قالوا سمّوا لنا رجالکم فینظر الی اہل السنۃ فیوخذ
حدیثہم وینظر الی اہل البدع فلا یوخذ حدیثہم -
پھر جب سندین بھی وضع ہونے لگین تو کلیت (الاسناد من الدّین)
کی باطل ہو گئی - اور ضلالت آگئی - کیونکہ اسناد پرستی کا نتیجہ اس تین
حال سے خالی نہین حدیث کا حدیث ہونا - حدیث کا حدیث نہ ہونا - غیر
حدیث کا حدیث ہونا - البتہ صورت اوّل مین تو موجب ہدایت ہی مگر وجود
اسکا اشدّ الشذوذ ہی اور صورت ثانی و ثالث مین بالکل ضلالت ہی ضلالت ہی
حضرت دور کیون جاتے ہو - اسی روایات مذکورہ مین غور کیجیگا - تو
تاریخ رحلت و ولادت کی ضلالت سے غیر حدیث کو حدیث اور حدیث کو
غیر حدیث ہونا لازم آجائیگا - خذ ہذا -

اور سُنیئے آپ لوگ خدا ورسول ہی کے قول پر عمل کرنے کا ادّعا کرتے ہین۔
اور فقہ واصول پر عمل کرنے کو ضلالت سمجھتے ہین۔ اِسلیے مین آپ لوگون کی
خدمتون مین گذارش کرتا ہون۔ کہ متفق علیہ یعنی بخاری ومسلم کی
اتّفاق کی ہوئی حدیثون کو عمدہ ترین حدیثون کا ہونا ایک مسئلہ ہی فرمائیے
تو یہ قول خدا کا یا رسولؐ خدا کا ہی یا کسی صحابی کا یا کسی تابعی کا یا کسی تبع
تابعی کا یا کسی مجتہد کا یا خود صاحب صحیحین کا ہی۔ اگر خدا ورسول کا ہی تو
اُسکی سند بیان فرمائیے۔ نہین تو عمل بالحدیث والقرآن کا دعوی
چھوڑیے۔ خواہ نخواہ شرک کا الزام اپنے پر التزام ترکیجیے۔ اور اگر
باقی بزرگون سے کسیکا بھی قول ہی۔ تو اسکی سند بیان کیجیے۔
نہین تو اسپر عمل کرنے کو فقہ واصول کے عمل کرنے سے بدتر ضلالت سمجھیے

ع ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

ای حضرت! تقلید کا واجب ہونا تو امر نقلی ہی۔ امام صاحب کے
قائل ہونے یا نہونے پر کچھ موقوف نہین۔ یہ امر فقط تذکرۃ المذاہب
کے مقصد ثانی کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا۔ دوسری کتاب کی
حاجت وضرورت نہین رہیگی۔ ۵

یک حرف بس ہست گر شعور ست
ورنہ چہ چراغ پیش کورست

(۵) سوال

تقلید کے وجوب کا آپ لوگون کو عمل ہی یہ تو فرمائیے وہ کسکا
قول ہی اور کسکے قول پر عمل ہی؟

جواب

جواب اِسکا بھی ہمارے اِس سوال کے جواب پر موقوف ہی کہ صحاح ستہ کی صحت پر آپ لوگون کا اعتقاد ہی۔ یہ تو فرمائے کہ رسول صلعم انکی صحت کے قائل تھے یا نہین ؟ اگر قائل تھے تو کس کتاب مین ہی؟ سند اسکی بیان فرمائے۔ اگر قائل نہین تھے۔ تو وہ کسکا قول ہی اور کسکے قول پر عمل ہی؟ اگر تذکرۃ المذاہب کے ۵۸۰۔ اور ۶۶۱۔ صفحہ پر نظر فرمائے تو بخوبی اسکی صحت وعدم صحت کا حال دریافت ہوجائیگا۔

اور سنئے۔ عدم وجوب تقلید پر آپ لوگون کو عمل ہی یہ تو فرمائے وہ کسکا قول ہی اور کسکے قول پر عمل ہی ؟

(۶) سوال

اجماع کی کیا تعریف ہی ؟

جواب

اجماع کی تعریف ہمارے اصول کی کتابون مین موجود ہی۔ عیان را چہ بیان ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تاہم اگر اِسکے سمجھنے مین دقت ہو تو تذکرہ کے ۷۰۰ صفحہ پر نظر کیجیے۔

(۷) سوال

صحابہ رضوان اللہ کا اجماع کیا ہی ؟ اور صحابہ کا اجماع آپ کے اجماع سے ٹوٹ سکتا ہی یا نہین ؟

جواب

جواب اسکا بھی تذکرہ کے ۲۰۷ صفحہ مین دیکھیے یعنی اجماع امور شرعیہ مین فائدہ یقین وقطعی کا دیتا ہی - پر وہ کئی قسمون پر منقسم ہوتا ہی - درجہ ہرایک کا متفاوت ہی - انمین سے قویتر اجماع صحابہ رض کا ہی - جیسا حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا ہی - اور آپکے انکار سے اجماع صحابہ ٹوٹ نہین سکتا ہی - جیسا روافض کے انکار سے اجماع مذکور نہین ٹوٹا - نہ خوارج کے قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کا زوال ہوا - لیکن اس تقریر سے آپ اپنے دل مین یہ نہ سمجھیے - نہ شیطان کے اس وسوسہ کو دخل دیجیے - کہ جب مضمون

اجمع الصحابه علی ان من استفتی ابابکر و عمر فله ان یستفتی اباهریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما کما قاله البعض - اجماع صحابہ سے منعقد ہو چکا ہی کہ جو کوئی استفتا کرے ابوبکر و عمر رض سے اُسکو جائز ہی ابوہریرہ رض ومعاذ بن جبل سے استفتا کرے - تب ہر مستفتی کو جائز ہی کہ جس کسی کو چاہے اُس سے استفتا کرے - پھر خصوصیت استفتا مذہب واحد کی کیا ضرورت ہی - کیونکہ اوّلاً غیر صحابی کو صحابہ کی برابر سمجھنا قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہی ؎ لیس مشتری الاملاک کمشتری الافلاک ؎
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی -

ثانیاً فله ان یستفتی اباهریره الخ اس صورت مین کہ جس صورت مین فتوی مین شیخین کی مخالفت نہو اتحاد ہو - اس بحث کو تذکرہ کے صفحہ ۲۸۲ مین

نظرکیجیے۔ ثالثاً یہ جواز استفتا بحدیث۔ اصحابی کالنجوم بایھم
اقتدیتم اھتدیتم۔ صحابہ کے زمانہ تک منحصر تھا کہ باعث قرب
زمان رسالت مآب صلعم کے فتنہ و فساد کا دخل شریعت مین نہین پایا جاتا تھا
اب بسبب وضع وضاعین و نفاق منافقین و عناد معاندین کے وہ
خصوصیت قول صحابہ کی باقی نرہی۔ اضلال مضلین کی مداخلت ہوگئی
اس لیے محققون نے عوام کو صحابہ کی تقلید کرنے سے باز رکھا اور انپر
ائمہ اربعہ کا اتباع واجب کیا۔ چنانچہ اسکی دلیل بھی تذکرہ مذکور کے
۹۶ و ۴۰ و ۷ و ۲۵ صفحہ مین مندرج ہی۔

سوال (۸)

یہ چار مذہب جو قائم ہین وہ کب قائم ہوئے ہین ؟

جواب

دوسرے سوال کا جواب عین اسکا جواب ہی۔

سوال (۹)

جو امر دینی کہ بعد از منہ بعشرکے قائم ہوا ہی وہ کیا ہی آیا درست ہی یا مردود؟

جواب

آپ نے امر مطلق کو جب دین کے ساتھ متقید کیا۔ اور اپنی زبان سے
امر دینی کا اقرار کیا۔ پھر وہ کیونکر مردود ہوگا۔ واہ کیا تنکے سی
بات سے پہاڑ کا سا مغالطہ اڑگیا۔ ۹

از محیط فضل زیبا گوہرے آمد پدید۔ بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

آپ نے اپنے دل مین تصور کیا تھا۔ کہ اگر مجیب درست کہیگا تو ہمارا مذہب جدید درست ہوگا۔ اور اگر مردود کہیگا۔ تو مذاہب اربعہ مردود ہوگا ؎

اگر را با مگر تزدویج کردند　　از ایشان بچہ شد کاشکے نام

حضرت مذاہب اربعہ تو برعایت مضمون الاقرب فالاقرب۔ زمان مبشر بالخیر مین مدون ہوئے ہین جیسا دوسرے سوال کے جواب مین گزرا۔ تب مردود کے لفظ کا انپر اطلاق نہین کیا جاسکتا ہے۔ ہان آپکا مذہب جدید البتہ مردود ہے۔ حضرت آپ کی لاٹھی کی مار آپ پر پڑی۔ کیون نہو آسمان پر تھوکنے سے منھ پر پلٹتا ہے ؎

بر بلندان سخن بسوی خود است　　تف بسوی فلک بروی خود است

(۱۰) سوال

جو منسوب بوہابی ہین وہ لوگ مسلمان ہین یا کافر اگر کافر ہین توکیون اور اگر مسلمان ہین تو فاسق ہین یا فاجر اگر فاسق یا فاجر ہین تو کیون؟

جواب

وہابیون کا کافر ہونا یا نہونا بمضمون استفت عن نفسک آپ لوگ اپنے دلون سے پوچھیے۔ وے خود کفر کا فتوی دینگے۔ کیونکہ جب آپ لوگ حنفیون کو ابوحنیفہ رح اللہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب سے کافر بولتے ہین تب اسی دلیل سے وہابیون کو عبدالوہاب کی طرف منسوب ہونے مین بطریق اولی کافر کیون نہ کہینگے۔ لیکن ہم انکو بدلیل (فلو اخذ من کل مذہب مباحہ صار فاسقاً تاماً) کمافی الکشف

والجامع الرموز والطحطاوی - اور بدلیل (حنفے انتقل الی مذہب الشافعی قال فخر الدین محمود بن محمد) اگر این مرد عامی است ساقط القول وشہادۃ شود واگر از اہل علم است مبتدع وضال گردد کذا فی جواہر البیضاوی) فاسق ومبتدع وضال سمجھتا ہون اور بحدیث قال رسول صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیھقی کذا فی المشکوٰۃ - انکی توقیر نہین کرتا ہون - لیکن کافر بولنے مین ڈرتا ہون - کیونکہ ہمارے مذہب مین ان حدیثون کے مطابق - قال رسول اللہ صلعم لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الا ردت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک اخرجہ البخاری وغیرہ وقال رسول اللہ صلعم لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی بڑی احتیاط ہے جھٹ پٹ ہر کسیکو کافر نہین کہا جاتا ہے - دیکھیے آنکھ پھاڑکر کہ عمل بالحدیث ہمکو ہے یا آپکو - غیر مقلدون کو عمل بالحدیث کا دعوی کرنا کیسا جیسا خوارج وروافض کو حقیت مذہب کا دعوی بھرنا - نعرہ بلکہ زن قحبہ کو عفت وعصمت کا دعوی کرنا اور زن مخدرہ وعفیفہ پر زنا کا بہتان لگانا - یے اپنے گریبان مین تو منھہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین سے

اپنی فضیحتون پر انہین کچھہ نہین نظر
اندھے ہین خود پر اورون کو جانین بے بصر

(۱۱) سوال

جو مسلمان فاسق ہین انکی امامت درست ہی یا نہین ؟

جواب

اگرچہ اس عبارت ہدایہ سے۔ یکرہ تقدیم العبد (تا) والفاسق (تا) وان تقدموا جاز لقولہ صلعم۔ صلوا خلف کل برٍ و فاجرٍ۔ فاسق کی امامت مع الکراہتہ درست ہی حالت مجبوری مین۔ جیسے حجاج کی امامت صحابہ کبار کے واسطے حالت مجبوری مین درست ہوئی۔ اور مورد حدیث صلو خلف کل بر و فاجر۔ کا بہی حالت مجبوری ہی۔ ورنہ بخاری ص ۹۶ مین یہ عبارت قال الزھری لانری ان یصلی خلف المخنث الا من ضرورۃٍ لا بد منھا۔ نہین لکھی جاتی۔ نہ کشف الغمہ ص ۹ مین یہ عبارت وکان الصحابۃ رض یصلون خلف الحجاج وکفے بہ جائراً (تا) وھذا کلہ اذا خیف الفتنۃ من ترک الصلوۃ خلف ذلک الامام والا فقد کان رسول اللہ صلعم کثیراً ما یقول اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وافدکم فیما بینکم و بین ربکم۔ ترقیم پاتی۔ لیکن حالت اختیاری مین حدیث من صلی خلف عالمٍ تقیٍ فانما صلی خلف نبیٍ کذا فی الھدایہ اور حدیث کان صلعم کثیراً ما یقول اجعلوا ائمتکم الخ پر عمل کرنا چاہیے۔ نہ فاسق یا بدعتی کو رضا و رغبت سے امام بنانا چاہیے کیونکہ اسکی امامت سے تعظیم اسکی لازم ہوتی ہی۔ اور تعظیم و تکریم فاسق کی درست نہین۔ بلکہ حسب شرع اہانت لازم ہی۔ اسلئے شرح سفر سعادت

وغیرہ مین حدیث - لایؤمّن فاجرٌا مومنًا منقول ہی - اور ابراہیم بن میسرہ
سے مشکوٰۃ مین یہ روایت قال قال رسول صلعم من وقر صاحب
بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی مشہور ہی -
اور طحطاوی وغیرہ مین یہ عبارت اما الفاسق العالم فلا یقدم لان
فی تقدیمہ تعظیمہ - وقد وجب علیہم اہانتہ شرعًا
ومفادہ کراھة التحریم فی تقدیمہ مسطور ہی - اگر آپ نے
بلحاظ رفض کے یہ سوال کیا ہی تو اسکا جواب تحفہ اثنا عشریہ مین پائیگا -

سوال (۱۲)

اب کوئی مجتہد ہوسکتا ہی یا نہین اگر نہین ہوسکتا ہی تو کیون ؟

جواب

اگرچہ مجتہد ہونا اِس زمانہ مین عقلاً وشرعًا ممنوع نہین مگر تجربۃً وعادۃً
غیر ممکن ہی کیونکہ لامحالہ مدار اجتہاد کا کتب شر القرون پر ہوگا اور ان
کتابون کی خرابی حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ثم یجی قوم تسبق شہادة احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ وفی روایة ثم
یظہر الکذب وفی روایة ثم یفشو الکذب وفی روایة ثم یحلفون ولا
یستحلفون وفی روایة ثم یشہدون ولا یستشہدون کذا فی البخاری
والمسلم والمشکوٰة وتحفة الاخیار وغیر ذلک سے ظاہر ہی - پھر جو مسائل
انسے استنباط کیے جاینگے - ضرور کذب وبہتان سے مخلوط ومستنبط ہونگے
تب کذب وبہتان کا نام شرع ٹھہریگا - اور شرع مثل عنقا کے ناپیدا

ہوجائیگا - اسلیے علماے کرام اور فضلاے عظام نے لکھا ہی کہ بعد
قرن ثالث یا رابع کے اجتہاد کا درجہ مسدود ہو گیا اور جن جن
بزرگون نے عدم انسداد کا دعوی کیا بہتیرا زور مارا - مگر ایک مسئلہ
بھی اُنسے استنباط نہوا - بالآخر عاجز ہو کر دنیا سے کوچ کیا - چنانچہ امام
شعرانی شافعی اپنے میزان مین لکھتے ہین وقد قال بعضهم ان الناس
الان يصلون الى ذلك من طريق الكشف فقط لا من طريق
النظر والاستدلال فان ذلك مقام لم يدعه احد
بعد الايمة اربعة الا امام محمد بن جرير ولم يسلموا له
ذلك كما مر وجميع من ادعى الاجتهاد المطلق انما مراده
المطلق المنتسب الذى لا يخرج عن قواعد امامه كابن
القاسم واصبغ مع مالك وكمحمد وابى يوسف مع ابى حنيفه
وكالمزنى والربيع مع الشافعى اذ ليس فى قوة احد بعد
الايمة الاربعة ان ينكر الاحكام ويستخرجها من الكتاب
والسنة فيما نعلم ابدا ومن ادعى ذلك قلنا له فاستخرج
لنا شيئا لم يسبق لاحد من الايمة استخراجه فانه
يعجز - فقط

اسی طرح کی بہت سی دلیلین تذکرہ مین مندرج ہین دیکھ لیجیے -

(۱۳) سوال

اگر اسوقت کوئی مجتہد ہووے تو اسکی پیروی درست ہی یا نہین اگر درست

ہے تو کیون نہین درست ہے تو کیون ؟

جواب

اگر فے زماننا کوئی اجتہاد کا دعوی کرے بارھوین سوال کے جواب سے پیروی اسکی درست نہین۔ فقط فقط فقط

فصل دوم بجواب سوالات این اشتہار مولوی محمد حسین لاہوری
(نقل اشتہار بجنسہ)

مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو اُنکے ساتھ طالب علم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبد الرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہوا اور وہ اِس مسئلہ مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت اور حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا۔

اوّلاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے۔ **ثانیاً** آنحضرت کا نماز مین خفیہ امین کہنا۔ **ثالثاً** آنحضرت کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا۔ **رابعاً** آنحضرت کا مقتدیون کو

سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔ **خامساً** آنحضرت یا باریتعالیٰ کا
کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔ **سادساً**
ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا **سابعاً** عام مسلمانون کا ایمان
اور پیغمبرون اور جبرائیل کا مساوی ہونا۔ **ثامناً** قضا کا ظاہر و باطن
نافذ ہونا۔ **تشریح** مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جورو کا دعویٰ
کیا ہو کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے
مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اُسکو ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر
بھی اوسکی بی بی ہی اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُسکو حلال ہی **تاسعاً**
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اُس سے صحبت
کر لے تو اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہی نہ لگانا **عشراً**
تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو وہ دردہ سے کرنا۔
تنبیہ اِن مسائل کی احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے مین
اِن صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت
مین اُنکو بھی گنجائش ہی کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین۔

مہر ابوسعید محمد حسین

المشتہر ابو سعید محمد حسین لاہوری

الجواب

جناب مشتہر صاحب آپکے مسئلون کے جواب مین اول یہ کئی گذارشین
پیش کرتا ہون۔ بعد اِسکے جواب صاف صاف بھی لکھتا ہون۔ اور

اور توقع انصاف کا رکھتا ہون - تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہے
خیر لو صاحب مین بھی آپکو بلکہ کل لا مذہبون اور جمیع غیر مقلدون کو بطور
اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر آپ لوگون سے کوئی صاحب مسائل مصرحہ
الذیل کو (جو بعینہ نقیض مسائل اشتہار آپکے ہین یعنی جنکی صحت پر آپ
نازان ہین) کوئی آیت غیر معارضہ سے یا اُس حدیث سے جنکی صحت تحقیقی
ہو ظنی نہ ہو اور اُسکی مخالفت پر دوسری حدیث وارد نہو - نہ کوئی آیت اُسکی معارض
ہو - یعنی نصوص صریحہ قطعی الدلالۃ سے ثابت کرین - تو ہر ہر مسئلہ کے عوض
بتیس بتیس روپیہ بطور انعام دونگا **اوّلاً** موت تک رفع یدین کرنا آنحضرت
صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے - **ثانیاً**
آنحضرت صلعم کا نماز مین خفیہ آمین نہ کہنا - **ثالثاً** آنحضرت صلعم کا نماز
مین زیر ناف ہاتھ نہ باندھنا - **رابعاً** آنحضرت صلعم کا مقتدیون کو
سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع نکرنا **خامساً** آنحضرت صلعم یا باریتعالے
کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو منع کرنا **سادساً**
ظہر کا وقت دوسرے مثل کے آخر تک باقی نرہنا - **سابعاً** نفس ایمان
عام مسلمانون اور پیغمبرون اور جبرئیل علیہ السلام کا مساوی نہونا -
ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ نہونا - **تاسعاً** جو شخص محرمات ابدیہ
جیسے مان یا بہن سے نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے ایسے واقع خاص
مین اسکو قتل نہ کرکے اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے لگانا -
عاشراً تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو وہ دردہ سے

ممنوع ہونا۔ **تنبیہ** ان مسائل کی آیات و احادیث کی تلاش کرنے
کے واسطے مین بھی آپ صاحبون کو اِسقدر مہلت دیتا ہون جس قدر
آپ چاہین زیادہ مہلت مین بھی آپ لوگون کو گنجائش ہے کہ جس مین
آپ لوگ اپنے ہم مذہبی بھائیون سے مدد لین۔ مگر ہم نہین سمجھتے ہین
کہ آپ لوگ حشر تک جواب اِسکا دے سکین۔ اور انعام کے مستحق ہووین
کیونکہ جس مسئلہ مین جس حدیث کو آپ دلیل لاوینگے۔ ہم اُسکا معارض
ایسا لاوینگے جس سے آپکے مسائل کا جواب باصواب بھی بخوبی ہو سکے
اور بیک کرشمہ دو کار نکل آوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے
معارض حدیثون پر مطلع ہووینگے۔ اگرچہ آپ اُسوقت اپنے ایفاے
وعدہ سے مکر جاوینگے۔ اور الکریم اذا وعد وفا سے مُنہ موڑینگے۔
لیکن مقلدین دین متین اِس اظہار و تبیین سے فائدہ اُٹھاوینگے۔ اور
آپکی دھوکا دہی کو تاڑ جاوینگے۔ اور بمضمون حتی یمیز الخبیث
من الطیب حق و باطل کو خوب طرح سے دریافت کرلینگے۔
دوسری یہ ہے کہ آپنے جو حدیث صحیح کی قید لگائی۔ گویا یہ فقط
دھوکے کی ٹٹی حمقا کی ہدایت پر دھر دی ہے۔ نہین تو وہ الزام ہم یعنی
مقلدین کے واسطے مفید نہین۔ کہ اعتبار اِس صحت کا جو علماے
متاخرین غیر خیر القرون نے بمقابلہ آئمہ اربعہ خیر القرون کے کیا ہے
محض تشریع جدید ہے۔ نہ وہ رشید ہے۔ نہ سدید۔ نہ یقین کے
لیے مفید۔ نہ معارض اسکا ناپدید۔ کیونکہ حدیث صحیح سے کیا مراد

ہے۔ خالص حدیث رسول صلعم کا مراد ہے۔ یا حدیث مصححہ محدثین غیر
خیر القرونی۔ اوّل تو فی زماننا مثل عنقا کے مفقود ہے۔ مصداق
اُسکا بالیقین بردہ زمین میں غیر موجود ہے۔ اگر بالیقین ثبوت ہوتا عرصہ
ہرگز ہرآئنہ بین المحدثین اختلاف نہوتا۔ نہ محدثین کو حدیث کی نسبت
صحیح وسقیم ورطب ویابس وغیر ذالک کہنے کی طاقت ہوتی۔ نہ اسکی
نوبت پہونچتی۔ نہ کسی کو عطؔ انکار کی صورت ملتی۔ نہ ابن حجر عسقلانی شافعی رح
کی طرف سے نخبۃ الفکر میں یہ عبارت ترقیم پاتی۔ الخبر اما یکون
لہ طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین
او بہما او بواحد فالاول وھو المتواتر وھو المفید للعلم
الیقینی لشروطہ والثانی ھو المشہور والثالث العزیز
ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمہ والرابع الغریب
وکلھا سوی الاوّل احاد وفیہا المقبول والمردود لتوقف
الاستدلال علی البحث عن احوال رواتھا دون الاول الخ
نہ ابن صلاح کا یہ قول (کہ حدیث میں کوئی اس کی مثال یعنی حدیث
متواتر کی مثال ڈھونڈے تو تھک جاوے۔ اور کوئی مثال نپاوے)
شہرت پاتا)۔ بلکہ عطؔ من رغب عن سنتی فلیس منی سے امت
سے خارج ہوتے۔ اور عطؔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم
عنہ فانتہوا کے انکار سے کافر بنتے۔ ثانی تو امر اضافی ہے
کہ ہر محدث ہر حدیث کو رجما للغیب اپنی اپنی بنا پر صحیح وغیر صحیح

وغیر ذالک لکھ گئے - اور بقولہ تعالیٰ اِن ھی الا اسماء سمیتموھا
انتم و اباؤکم اپنے اپنے تسمیہ پر جھگڑتے ہوئے مر مٹے -
اور بقولہ تعالیٰ ان یتبعون الا الظنّ و ما تھوی الا النفس
اپنی اپنی خواہش نفس اور گمان سے بہت کچھ تحریر فرما گئے -
کیا حضرت آپ ایسی صحت ادعائیہ اضافیہ پر نازان ہین - وہ تو خانہ
ساز بات ہے - امر شرعی نہین - نہ حکم شارع اسپر ناطق ہے -
حضرت جب آپ فقہ و اصول کو جو زمان مبشر بالخیر مین قبل تدوینات
صحاح کے تدوین ہوئین امر بدعی کہتے ہین - امر شرعی مین نہین گنتے
ہین - تو ہم کب اِس خانہ ساز بات کو امر شرعی مین شمار کرنے سے مجبور ہونگے
خیر بالفرض مین کہتا ہون کہ اگر وہ امر شرعی بھی ہو تب بھی مفید مطلب
نہین - کیونکہ مین پوچھتا ہون کہ کُل محدثین کی سند متصل کے اعتبار کے
نام کو حدیث صحیح کہتے ہین - یا بعض کی - یا آپ کی یا آپکے مقتدا کی خواہش
نفس کے نام کو - صورت اوّل مین تو یہ اتفاق محال - کہ ہمیشہ سے محدثین
کی مخالفت ہے لازوال - صورت ثانیہ مین صحت و عدم صحت کا ہے احتمال
اور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال سے بطلان
استدلال مین ہے اسکے قیل و قال - پھر اسکی صحت یقین مین کونسا
ہے مقال - صورت ثالثہ کا تو ہی تو ہے نکال - اسکے اتباع مین عذاب
کا ہے احتمال - کہ ان النفس لامارۃ بالسوء ہے اسپر دال -
حضرت صورت اول و ثالث کو تو بلا سے طاق رکھ چھوڑیے - صورت

ثانیہ احتمالیہ اعتباریہ ظنیہ بعض محدثین مین اگر گفتگو و بحث کیجے - تو کئی
وجوہون سے الزام پانے کا نتیجہ التزام کر لیجیے - اوّل تو یہ ہی کہ جب آپ
لوگ بدلیل ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ظن راجح مجتہدین اربعہ
خصوصاً امام خیر القرونی کو اصول دین مین معتبر نہین جانتے ہین - پھر یہان
اس ظن بعض محدثین غیر خیر القرونی کو کیونکر اصول دین شمار کرتے ہین -

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ؏

برین عقل و دانش بباید گریست - دوسری یہ ہی کہ جب آپ لوگ مقلدین
کو بسبب اتباع مجتہدین موصوفین کے بدلیل اتخذوا احبارھم
الخ مشرک کہتے ہین - تو آپ لوگ بھی بسبب اتباع محدثین کے اُسی دلیل
سے بخوبی مشرک بنتے ہین ؏ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند
تیسری یہ ہی کہ جیسا آپ لوگ کہتے ہین کہ خداوند تعالی و رسول صلعم نے
کسی شخص پر کسی امام کی تقلید کو ائمہ اربعہ سے واجب نہکیا - اسی طرح سے
مین بھی کہتا ہون کہ خدا اور رسول خدا نے کسی شخص پر محدثین صحاح کی
تقلید کو واجب نہ کیا - نہ اسکی صحت پر آیت قرآنی نازل ہی - نہ حدیث
نبوی وارد - نہ قول صحابہ نہ تابعین نہ تبع تابعین نہ ائمہ مجتہدین موجود
بلکہ حدیث مسلم لا تکتبوا عنی شیئاً غیر القرآن و من کتب غیر
القرآن فلیمحہ کذا فی التیسیر سے مٹا دینا اسکا ثابت ہی - نہ اسپر تکیہ کر کے
ائمہ مجتہدین پر عیب لگانا - اور مقلدین مومنین کو مشرک بولنا روا - پھر
اسکی صحت کا دعوی کرنا - اور کل احکام شریعت کا مدار اُسیکو سمجھنا

کیسا جیسا پتھر کے اندر کے کیڑے کا پتھر ہی کو آسمان و زمین سمجھنا ؎
چو آن کرمے کہ در سنگے نہان ست زمین و آسمان او ہمان است
اور اُسکے تکیہ پر آئمہ اربعہ کی شان مین بھلا بُرا کہنا کیسا جیسا کرم شب تاب
کی تاب پر مغرور ہوکر۔ آفتاب عالمتاب کی تاب پر عیب لگانا۔ ؎
کجا آفتاب و کجا اختر ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ؎ بگل چشمۂ خور نشاید نہفت
حضرت یے اعتبارات علماے خیر القرون لی ہین۔ جسکے اتباع پر ہم
شارع کی طرف سے مجبور ہین اگر سچ پوچھیے تو علماے متاخرین
اتنی افراط و تفریط و غث ربود کر گئے۔ کہ اگر عمر بھر تلاش کیجیے تو بھی کوئی
حدیث ایسی نہ ملیگی کہ جسمین کسیکا کلام نہو۔ پھر صحیح کی قید لگانا۔
اور جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو لکھنا کیسا۔ ہان اپنی زبان سے
جو چاہیے سو کہا کیجیے۔ اور اندھے عوام کالبہایم کے روبرو صحت
ادعای کا آئینہ دکھلایا کیجیے۔ کل حزب بما لدیھم فرحون
اور للناس فیما یعشقون مذاہب پر عمل کیجیے۔ لیکن اُس سے
ہوتا کیا۔ اور بگڑتا کیا ؎ برو این دام بر مرغی دگر نہ۔ کہ عنقا را
بلند است آشیانہ ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چین۔ کین
جا ہمیشہ باد بدست است دام را۔ تیسری یہ ہے کہ کاشکے کہ اگر آپ
لوگ بمضمون ؎ بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز۔ کور یک
داند عصاے سحر و اعجاز کلیم۔ بصارت و خبرت عقل و انصاف سے

کام لیتے - اور تعصب اور اعتصاب کو دخل ندیتے - تو ضرور اُن حدیثون
کو جنسے ائمہ اربعہ خصوصًا امام الائمہ امام اعظم رح نے مسائل استنباط
کئے صحیح و معتبر تر جانتے - نہ اُنکے مقابلہ مین صحاح کی حدیث کو پیش کرتے
کیونکہ انکے مقابلہ مین صاحبان صحاح کیا معنی انکے مشایخون کا بھی رتبہ نہین ہے
کہ اکثر انکے شاگرد و ہم معصر ہین - شاگرد تو شاگرد ہی ہین - اور ہم معصرون
کی کچھ ایسی تدوین موجود نہین جسمین علل کا اعتماد ہو - اگر تدوین
بھی ہوتی - تب بھی امام صاحب کی مخالفت پر دلیل نہو سکتی - ہان
درجہ مساوات کا ہو سکتا - کہ مساوی کا مساوی مساوی ہی ہوتا ہے -
نہ گھٹتا نہ بڑھتا ہے - پھر کیونکر صاحبان صحاح وغیرہم نے جو کچھ روایتون کو
بعد دو تین سو برس گزرنے کے انکی طرف منسوب کر رکھا ہے وہ امام صاحب کی مخالفت
پر حجت ہو سکے - اور امام صاحب کی روایت مستنبطہ انکی روایت سے
ضعیف ٹھہرے - اگر امام صاحب کی احادیث مستدلہ انکے احادیث سے
ضعیف ٹھہری - تو کل صحاح کی احادیث مستندہ بطریق اول ضعیف ٹھہری
کیونکہ صاحبان صحاح کے نوشتہ و گفتہ کا نام تو حدیث نہین - بلکہ روایات منقولہ
تابعین عن الصحابہ عن النبی صلعم مثل اعمش و مکحول و عطا وغیرہم کا نام
حدیث ہے - جب مثل اعمش و مکحول وغیرہما کا نوشتہ جیسا امام اعظم رح کا نوشتہ
و گفتہ (کہ گویا اشارہ ہے کہ بعد تحقیق مسئلہ کے آپنے امام محمد رح وغیرہ کو لکھوا
دیا تھا) ضعیف ٹھہری - تو خبر احاد منسوبہ الی الاعمش وغیرہ کہ باعث
بعد زمان کے سبکہ احتمال کذب کا رکھتی ہے - کیونکر ضعیف نہ ٹھہرے ۵

برین عقل و دانش بباید گریست - اور جو مشائخ صحاح امام صاحب
کے درجہ و رتبہ و زمانہ سے ادون و اسفل ہین انکا حال امام صاحب کے
مقابلہ مین کہ می پرسد کا حال ہے - کیون نہو جب بقول حافظ ذہبی و
ابن حجر عسقلانی ان قول القرآن بعضہم فی بعض غیر
مقبول کذا فی القلائد ہم اقران کا قول ہم اقران کے ضرر پر مقبول
نہین پھر اسفلین کو کہ می پرسد - پس مقتضای علم و عقل و دینداری
و فضل کا یہ ہے کہ جو روایت صحاح وغیرہ امام صاحب کے مستدلہ حدیث
کے ساتھ منطبق ہو اسی حدیث کو ہر کوئی صحیح تر جانے - بلکہ اگر کوئی محدث
کی حدیث امام صاحب کی حدیث مستدلہ سے منطبق ہو تو وہ اس انطباق
کو فخر سمجھے - اور شکر کرے کہ اپنی راستی کا ثواب پاوے - نہین تو اعمش
وغیرہ تک کی سند متصل کی خبر احاد برباد جاوے - کہ جب مثل اعمش وغیرہ
کے نوشتہ کا اعتبار نہووے - تو انکی خبر احاد کا کیا اعتبار رہووے - خذ ہذا
اور اقوال محدثین متاخرین کی طرف (جیسا صححہ ابن تیمیہ و ضعفہ ابن
جوزی و حسنہ شوکانی وغیرہ ذلک) التفات نکرے - تاکہ اس مثل کا
مصداق نہ بنے - مثل لنگڑے نے چور پکڑا دوڑو میان اندھے -
کیونکہ انکی تحریرات کا سیکڑون توسطات پر دار و مدار ہے - اور ہر
متوسط کے قول پر صحت کا حکم لیکر دشوار ہی - ہان بصحوت لولم
تکن الاعتبارات لبطلت الحکمۃ اعتبار کا اعتبار ہے اس سے
اگر تلقی امت کا اعتبار کیجیے تو صحت صحاح کی تلقی پر صحت مذاہب اربعہ

کی تاقی متقدم سمجھیے۔ اور بدلیل حدوث خیر القرون قرنی الخ یہ
امر مسلم الثبوت ہی کہ نوشتہ وگفتہ متقدمین خیر القرونی - نوشتہ وگفتہ متاخرین
شر القرونی سے اقوی ومعتبر تر ہی۔ تب لامحالہ امام صاحب یا انکے
شاگردون کی تدوینات صاحبان صحاح کی تدوینات سے معتبر تر ہین
اب مین جو جو مستدلہ حدیث امام صاحب کی پیش کرونگا۔ وہ صحیح ہوگی
نہین تو اعتبار کا کچھ اعتبار نہ رہیگا۔ جسکا جی جو چاہے سو اختیار کر لیگا۔ اور
مضمون حدیث خیر القرون قرنی الخ برباد جائیگا۔ چوتھی یہ ہی کہ صحاح
وغیرہ کے اندر اگر کوئی حدیث مستدلہ امام اعظم رح کی بنا نے جانے کے
سبب سے انکے استدلال کو باطل سمجھنا گویا عین اپنی جہالت وعداوت
پر اقرار کرنا ہی۔ کیونکہ اولاً تو بخاری رح ترکستانی ومسلم رح نیشاپوری
ودارمی رح سمرقندی وابو داؤد رح سجستانی ونسائی رح خراسانی وابن
ماجہ رح عجمی وغیرہم چند محدث غیر عربی وغیر خیر القرونی نے کل احادیث
نبوی صلعم کو جمع کرنیوالا سمجھنا - اور انہیپر کل احکام شریعت کا دارومدار
رکھنا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کو بجز معتبرہ حادیث کے نہ پہونچنیکا اعتقاد
کرنا۔ بالکل خلاف عقل ونقل کی بات ہی۔ کہ سبحان اللہ کیا خوب ائمہ
اربعہ خصوصًا امام الائمہ باوجود قرب زمان الی الرسول صلعم اور عرب
ہونے کے بھی کل احادیث نبوی صلعم پر حاوی نہو سکے۔ پھر یہ چند
غیر عرب البعد زمان عن الرسول صلعم کل احادیث پر کیونکر حاوی ہو سکے
۵ برین عقل ودانش بباید گریست دفع دخل متاخرین کو متقدمین

سے بیشتی حدیث ملنے پر مغرور نہونا چاہیے۔ کہ متاخرین کی حدیث بالکل
رطب و یابس سے بھری ہوئی ہین۔ اس سے وہ کم سچا۔ بہت اچھا۔
اسکی باقی تقریر کو تذکرۃ المذاہب کے ۵۵ صفحہ مین پاوینگے۔ اگر نظر
کرینگے۔ **ثانیاً** خود ہر محدث نے یون اقرار کرلیا ہے۔ کہ مین نے
کروڑہا حدیثین جمع کی تھین۔ انھین سے اتنی احادیث مثلاً اپنی کتاب
مین داخل کین۔ اور باقی کو جسمین بہت سی حدیثین صحیح صحیح بھی تھین
متروک کیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ امام صاحب کی مستدل حدیثین
جنکو متاخرین نے صحاح کے تکیہ پر لا اصل لہا کہا ہے۔ انھین حدیث
متروکون مین ہون۔ یا اُن حدیثون مین جو صاحبان صحاح تک پہونچین
انمین رہ گئے ہون۔ یا جن جن حدیثون کو صاحبان صحاح وغیرہم رح
نے امام صاحب کی مخالفت پر سند متصل مرفوع ثابت کیا۔ وے حدیثین
امام صاحب کے وقت مین غیر صحیح و موضوع ٹھہری ہون۔ یا انکے بعد
موضوع ہوئی ہون۔ چنانچہ اسی خلف سوا کے خوف سے امام صاحب
نے فقہ و اصول کو تدوین کیا اگر اس بحث کی تحقیقات کو اچھی طرح سے
جاننا چاہتے ہین تو تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ دہم مین اور الفاظ مین اور
ضمیمہ کے مناظرہ مین نظر فرماوین۔ **پانچوان** یہ ہے کہ ناظاہر نہین کہ اکثرون
کو اپنی بولی میٹھی۔ غیر کی بولی کھٹی معلوم ہوتی ہے۔ ۹ میٹھا میٹھا ہپ
ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔ بلکہ ہر کسی کو اپنے (بول بالا رہنے) کا خیال ہوتا
ہے۔ اور ہر کوئی اپنی دوکان کی نمائش دکھایا کرتا ہے۔ الا ماشاء اللہ

- جیسا آپ اپنی اپنی تقریر کے ثبوت میں گرفتار ہیں - اور مجھے بھی اپنے
مذہب کی دلیل پر ہے رفتار - حتی کہ اساتذۂ اخیار - اور اولیاء و انبیاء ابرار -
بھی ایسی کردار میں سے گرفتار - نہیں تو حضرت موسی ع قتل میں قبطی
کے کیون ہو گئے تھے طرفدار - اسلئے محدثین بھی اپنے اپنے مذہب کے
ثبوت میں ہو گئے ہیں طرفدار - اور جن جن حدیثوں سے انکے مذاہب
کی تقویت ہوتی تھی اونکو کیا اختیار - اور اور مذہبوں کی حدیثوں
مین ضعف وغیرہ کی کر گئے ہیں گفتار - پھر کیونکر ان محدثین مخالفین
مذہب حنفی کی گفتار - امام الائمہ کی مخالفت پر ہو اعتبار - علی ہذا القیاس
مورخون کی بھی یہی ہے کردار - پھر معاندین تو ہیں لسکہ دشمن و اغیار
انکے جرح و قدح کا ہے کیا اعتبار - جب مین نے اس بات کو آپ لوگوں
کے گوش گذار کر دیا - تو لطور نمونہ کے کچھ حال عناد محدثین بلکہ انکے
بعض مشایخون کا بھی ذکر کر دینا ہمپر لازم ہو گیا - وہ یہ ہے کہ بعض مشایخ
مین سے صاحبان صحاح کے اسمٰعیل بن علیہ ہین جسنے مخلوقیت قرآن
پر اعتقاد کرانے کے واسطے سیکڑون علماے نامدار - و فضلاے امصار
و دیار - کو بتوسط مامون خلیفہ کے تہ تیغ کروایا - چنانچہ مین نے اس بات
کو چھبیسوین تبصرہ مین لکھا - اور عمدہ ترین مشائخون مین سے
ابوبکر بن شیبہ ہین جسنے امام صاحب کے رد پر کتاب لکھا - اور عثمان
بن شیبہ اور محمد بن شیبہ یہ تینون برادر تو گویا اصل الاصول صحاح
کے ہین - یہانتک ابن ماجہ و مسلم نے اپنے ثلث کتاب کو انکی روایتون

قابل

سے بھر دیا۔ اسلیے ان تینون برادرون اور دارقطنی کے کچھ حال کو مین نے الکیسوین تذکرہ کے چوتھی دفعہ مین اور انتیسوین تبصرہ مین مندرج کیا اور امام بخاری رح کا حال انکی اس روایت سے جو اپنی تاریخ صغیر مین لکھا یعنی قال حدثنا نعیم بن حماد حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشام منہ انتہی ما رواہ البخاری عن محمد فی تاریخہ الصغیر کذا فی العوائق علی وجہ الکمال ثابت ہے۔ کیونکہ انھون نے امام صاحب کو عدوی اسلام اور مشوم قرار دے رکھا ہے۔ العیاذ باللہ ۵

نہین ہے معتقد انکا اگر حاسد تو کیا غم ہے۔ ہوا بے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ انھون نے باوجود اتنی بزرگی اپنی کے بھی تعصب کو دخل دیا۔ اور بسبب اتباع معاندین امام صاحب کے اس خبر احاد افضیہ پر تکیہ کر کے اسکو انشا کیا۔ خواہ نخواہ اس قول سعدی رح کا مصداق ہوا ۵

کسے قول دشمن نیارد بدوست	جز آنکس کہ در دشمنی یار اوست
کسانیکہ پیغام دشمن برند	ز دشمن ہما نا کہ دشمن ترند

اور اپنی مرویہ اس حدیث پر بھی عمل نہ کیا۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلعم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا

ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا و فے روایۃ ولا تنافسوا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ص ۴۱۲ - اور الخبر یحتمل الصدق والکذب سے اور حدیث لیس الخبر کالمعاینۃ سے منھ موڑا - اور حدیث لا تسبوا الاموات الخ اور حدیث سباب المسلم فسوق الخ اور حدیث لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی کے معنیون سے اعراض کیا - اور فقط نعیم کی خبر پر اعتماد کر کے انتی قبائح کو امام سفیان رح کی طرف منسوب کر رکھا - حالانکہ حسب روایت فخر الواصلین امام سفیان رح قبل موت امام صاحب کے انتقال کر چکا تھا - چنانچہ - سال رحیل او ہمارے جہان لکھا عیاذا باللہ آیت ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون - یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ و اتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم ۝ وآیت والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف الرحیم ۝ کو بھی فراموش کیا - طرفہ ماجرا یہ ہے کہ امام صاحب کی شان مین اشنا مرمنہ لکھا - حالیکہ شوم شریعت بیضا رہین موجود

ہی نہین - چنانچہ انھون نے خود بھی عدم مشومیت کی روایت کو اپنے صحیح
مین لایا - اور اِس عبارت برہان شرح مواہب الرحمن سے بھی انکا حال
ظاہر ہے - وعن حدیث لغیم المجمر انه معلول فان ذکر البسمله
فیه بما تفرد لغیم من اصحاب ابی هریرة رض وانه حدث عن
ابی هریرة رض انه صلعم فکان یجهر بالبسملة فے الصلوٰة
وقد اعرض عن ذکره فے حدیث ابیهریرة رض صاحبا
الصحیح ولم یذکرها واحد منهما مع شدة حرص البخاری
علی معارضه الامام ابیحنیفه بالاحادیث مهما امکنه
بدلیل ما اشحن به صحیحه فقط کہ اِس سے شدت حرص بخاری رح
کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابوحنیفہ رح کے ساتھ احادیث کے جسقدر اُنکے
امکان مین ہے اُس دلیل سے کہ جس سے اپنے صحیح کو انہون نے بھرا ہے - بخوبی معلوم
ہوگیا - جب امام بخاری رح کا یہ حال ہے تو پھر ترمذی و ابوداؤد و مسلم
ونسائی وغیرہم رح کا جو انکے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہین - اور اپنی
اپنی کتابون مین امام صاحب کے معاندین کی روایتون کو بھر دیے
ہین کیا پوچھنا ؎

جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - اِس لیے یعنی اسی تعصب و
تعب کے سبب سے اکثر محدثین کا امام صاحب کے شاگردون اور
معاندون اور ہمعصرون اور معصرون اور اسفلون فے الدرجہ کے
اقوال کو حدیث کی سند مین اعتبار کرنا - اور امام صاحب کے قول کو

اصلا اعتبار نکرنا - اور سند احادیث مین انکو داخل نرکھنا - ثابت ہی
یہ کیا کم تعصب و تعسب کی بات ہے سوائے اسکے امام مسلم رح و نسائی رح
و بیہقی و سخاوی و نووی و بغوی و غزالی و سیوطی و تقی الدین السبکی
و تاج الدین السبکی و بہاء الدین السبکی و امام فخر الدین رازی و ابوبکر القفال
و ابن خزیمہ و الضبعی و ابن احمد القفال المروزی و مؤلف کتاب الانساب و
صاحب تاریخ ابن خلکان و صاحب میزان الاعتدال فی اسماء الرجال محمد الذہبی
و بن یوسف الجوینی و مؤلف تہذیب الکمال فی اسماء الرجال یوسف ابوالحجاج
المزی و قطب الدین محمود الشیرازی و ابن حجر مکی و علی بن الاثیر صاحب
تاریخ الکامل و ابن حجر عسقلانی و مؤلف مسالک الابصار احمد بن العمری
و مؤلف مرآۃ الجنان امام یافعی و مؤلف جامع الاصول مبارک بن الاثیر
الجزری و صاحب اصول الحدیث زین الدین عراقی وغیر ذلک کلھم شافعی
المذہب ہین اور ابن تیمیہ حنبلی ہین اور انکا شاگرد ابن القیم بھی حنبلی ہین
اور ابن عبد البر مالکی ہین - کیا یہ بزرگ لوگ اپنے اپنے مذاہب کے دلائل
نہ ثابت کر کے حنفی مذہب کی دلیل کو ثابت کرینگے ہرگز نہین - بلکہ مثل
بخاری رح کے امام صاحب کے معارضہ پر حدیث لانے مین مضطر ہو کر کوشش
کرینگے - تا اپنے امام کی تقلید کی وجہ ترجیح ثابت کرین - سو خوب کر چکے
ہین - الا ما شاء اللہ - اہل علم اس بات کو خوب جانتے ہین - تب
انکے نوشتہ سے غیر مقلدین جو حنفیون کو الزام دیتے ہین اور عوام کو بہکاتے
ہین - اور احمد کی ٹوپی محمد کے سر پر اور محمد کی ٹوپی محمود کے سر پر رکھکر اپنی

سرخروئی اور علمیت دکھاتے ہین - اور بڑی بڑی کتابون کے نام لیکر عوام کالبہائم کا اعتقاد اپنے پر جاتے ہین - حالانکہ صاحب کتابون کے عمل ومآل و مذہب وقال سے واقفیت نہین رکھتے ہین - وہ محض پوچ ولچر بات ہی - ہان اگر انکا نوشتہ حنفی کی موافقت کرے - تو البتہ حنفی کے لیے دلیل ہووے - کیونکہ معاند کا نوشتہ مخالف کے ضرر پر معتبر نہین البتہ موافقت پر معتبر ہی - اس سے یہ ثابت ہوا کہ احادیث صحاح وغیرہ امام صاحب کی مخالفت پر حجت نہووے - بلکہ موافقت پر حنفی کی حجت ہووے - کہ باوجود شیوع تعصب وعناد کے حنفی کی حدیثین غیر حنفی کی کتابون مین پائی جاتی ہین - نعم الدلیل هذا للحنفی قاعدہ ہی کہ جہان کہین کسی امر کو چھپا نہین سکتا ہی - وہان اسکا مخالف بھی اسکو اقرار کرلیا کرتا ہی - بعد اسکے اسکے دفعیہ کی تدبیر کیا کرتا ہی - چنانچہ یہ روایت تحت السرہ کی عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیه قال رایت النبی صلعم وضع یمینه علی شماله تحت السرہ اخرجه ابی شیبه فی مصنفه - جو زمانہ مین ابو بکر ابن ابی شیبہ کے بہت ہی مشہور واظہر من الشمس تھی چھپانے سے چھپتی نتھی تب انھون نے باوجود معاند ہونے امام صاحب کے بھی اسکو اپنی مصنفہ مین درج کیا - لیکن انکے متبعون نے پیچھے چلکر اسکا تدارک کرلیا جیساکہ ابن خزیمہ رح نے بعد مدت مدید کے اسی روایت مذکورہ کو تضعیف بلکہ تحریف کرکے تحت السرہ کی جگہ مین علی صدرہ یعنی عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی صلعم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ لکھا

اور بخاری رح و مسلم رح نے تو تحریف نہ کیا - البتہ سکوت اختیار کیا - اسوجہ سے کہ پیچھے والے اسکا تدارک بخوبی کر سکے - غرض اسطرح کی بہت سی روایتین مشہور مشہور جو امام صاحب کے موافقت پر تہین عناد مذہبیہ کے سبب سے نسیًا منسیًا ہو گیئین - اور مورخین مذکورین کلہم وغیرہم اکثر غیر حنفی ہین انکے تعصبات کا حال کیا پوچھنا الامان ہی یہ مصرعہ ع ولیکن قلم در کف دشمن است - انکی شان پر صادق ہی - کہ انھون نے امام صاحب کی تابعیت کو اثر اسنے کے واسطے انتقال مین صحابہ رض کے بہت کچھ افراط تفریط کر رکھا - اور یون بھی بین المورخین کے اختلاف کا حال تو خارج عن البیان ہی - اِس امر کو تاریخ دان جانے نادان کیا جانے - حضرت جب صاحبان صحاح نے جناب رسالتمآب صلعم کی تاریخ رحلت مین (کہ متفق علیہ کسی روایت مین ساٹھ برس اور کسی روایت مین باسٹھ وغیر ذلک ہی) وثوق کلی کی سند نہین لا سکا نہ مکث فی الملکہ کی مدت کو (کسی روایت مین دس برس کسی مین پندرہ ہی) ٹھیک بیان کر سکا - وغیر ذلک اکثر حدیثون مین اسی طرح کی ہی گفتار - کہ محدثین باعث بعد زمان سید الانبیاء والابرار کے بالاضطرار - اقوال اغیار مین ہو گئے گرفتار - پھر دو مورخ کا کیا اعتبار - خیر اگر اعتبار ہی تو علم شی بہتر از جہل شی کا اعتبار ہی - ہان اکثر اوقات عبرت یا الزام خصم کے واسطے یا دریافت حال رتبہ متقدمین کے لیے درکار ہی - لیکن نہ اِس درکار کے درکار سے - نہ اُس اعتبار کے اعتبار سے یعنی انکے نوشتہ کے تکیہ پر اعتقاد و اصرار کر کے ائمہ اربعہ ابرار کی شان مین ناملائم گفتار - و نابکار کردار کرنا روا و اختیار ہی - کیونکہ اکثرون کی حالت غضب

پر کی گفتار ہے - اور بعضون کی حسد پر رفتار - چنانچہ ابن عبد البر نے
اس باب مین یہ عبارت لکھی ان السلف قد سبق بعضہم من بعض
کلام کثیر فی حال الغضب ومنہ ما حمل علی الحسد ومنہ
ما حمل علی التاویل مما لا یلزم المقول فیہ شیٔ منہ وذکر
من کلام الصحابۃ والتابعین وتابعیہم من النظراء بعضہم
فی بعض شیئًا کثیرا لم یلتفت الیہ احد من العلماء ولا عولوا
علیہ لانہم بشر یغضبون ویرضون والقول فی الرضی غیر
القول فی الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلماء بعضہم فی
بعض فلیقبل قول من ذکرنا من الصحابۃ بعضہم فی
بعض وقول من ذکر من التابعین وائمۃ المسلمین بعضہم فی
بعض فمن فعل ذلک فقد ضل ضلالا بعیدا وخسر خسرانا
مبینا وان لم یفعل ولن یفعل ان ہداہ اللہ والہمہ رشدہ
فلیقف کذا فی الصواعق - اور اسلئے تاج الدین السبکی شافعی
نے اپنی طبقات الشافعیہ مین لکھا ہے - فلا یلتفت بکلام الثوری
وغیرہ فی ابیحنیفۃ رح وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک
وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو
ذلک فقط - الطبقات ولو اطلقنا تقدیم الجرح لما سلم لنا
احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ
طاعنون وہلک فیہ ہالکون فقط بھر کیون امام صاحب

کیے طاعنون کی طرف کوئی التفات کریگا - انشاء اللہ خود انکو ہلاک کریگا
چھٹوان یہ ہی کہ پہلا آپ زمان مبشر بالخیر اور زبان مبشر بالشر کے
درمیان امتیاز و بصارت پیدا کر لیجیے ؎ بے بصیرت را نباشد در حق
و باطل تمیز - کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم - بعد اُسکے صحاح وغیرہ
کے تکیہ پر جو کچھ لکھنا ہو لکھا کیجیے - وہ امتیاز مصرحۃ الذیل حدیثون کے مضامین
کو سمجھنے سے خواہ نخواہ دل مین پیدا ہو جائیگا - بجز زندیق کے کسی مؤمن
کو شبہہ نہ رہیگا - عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول صلعم خیر
امتی القرن الذی بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم (واللہ اعلم اذکر الثالث ام لا قال) ثم یخلف
قوم یحبون السمانۃ یشہدون قبل ان یستشہدوا اخرجہ المسلم ۲۲۵
عن عمران بن حصین یحدث ان رسول صلعم قال ان
خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم (قال عمران بن حصین فلا ادری اقال رسول
صلعم بعد قرنہ مرتین او ثلاثا) ثم یکون بعدہم
قوم یشہدون ولا یستشہدون یخونون ولا یؤتمنون
وینذرون ولا یوفون ویظہر فیہم السمن اخرجہ المسلم ۲۲۵
عن عایشۃ رض قالت سئل الرجل النبی صلعم ای الناس
خیر قال القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث
اخرجہ المسلم ۲۲۶ عن الزبیر بن عدی قال اتینا انس

بن مالك فشكونا اليه ما يلقون من الحجاج فقال اصبروا فانه
لا ياتی عليكم زمان الا الذی بعده شر منه حتی
تلقوا ربكم سمعته من نبيكم صلعم اخرجه البخاری - والترمذی
كذا فی التيسير ص ۳۹ عن عمر رض قال قال رسول صلعم اكرموا
اصحابی فانهم خياركم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
ثم يظهر الكذب حتی ان الرجل ليحلف و لا يستحلف و
يشهد ون و لا يستشهد ون الا من سره بحبوبة
الجنة فليلزم الجماعة كذا فی المشكوة ص - عن عمران
بن حسين رض قال قال رسول صلعم خير الناس قرنی
ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (قال عمران رض
فلا ادری اذكر بعد قرنه مرتين او ثلثة) ثم ان بعدهم
قوما يشهد ون و لا يستشهد ون (تا) زاد فی رواية و
يحلفون و لا يستحلفون اخرجه الخمسه وزاد فی رواية للشيخين
والترمذی عن ابن مسعود لتسبق شهادة احدهم يمينه و
يمينه شهادة القرن العصر وهی الامة فی كل عصر
من الاعصار كلما انقضی عصر سمی اهله قرنا سواء طال
او قصر واراد بقوله قرنی اصحابه صلعم الخ كذا فی
التيسير ص ۳۴۶ - عن ابی قتادة قال قال رسول صلعم الايات
بعد المائتين اخرجه ابن ماجه ص ۳۰۲ - ايضا فيه عن انس بن مالك

عن رسول صلعم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون
سنة اهل برّ وتقوی ثم الذین یلونهم الی عشرین ومائة
سنة اهل تراحم وتواصل ثم الذین یلونهم الی ستین
ومائة سنة اهلِ تدابر وتقاطع ثم الهرج الهرج اخرجه ابن
ماجه الضافیه - عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلعم امتی
علی خمس طبقاتٍ کل طبقة اربعون عاما فامّا طبقتی وطبقة
اصحابی فاهل علم وایمان واما الطبقة الثانیة ما بین
الاربعین الی ثمانین فاهل بر وتقوی ثم نحوه اخرجه ابن ماجه
اب سبھون کو ان حدیثون سے حال ابتدا وانتہا و مدت معینہ زمان مبشر بالخیر
کہ ایکسو ساٹھ برس تک ہی - اور معنی قرن اور ابتداء زمان مبشر بالشر کہ دوسو
برس کے بعد سے شروع ہی - بخوبی معلوم ہوگیا - اور حال ولادت امام
اعظم ابوحنیفہ رح کا بھی کہ ۶۱ یا ۷۰ یا ۸۰ مین ہی - اور حال پیدائش
امام بخاری رح کا بھی کہ ۱۹۴ مین ہی - اور باقی صاحبان صحاح کی پیدائش
بعد دوسو برس کے ہی جسکو ہم کو خوب معلوم ہوگیا ہی - کہ صفحہ تذکرۃ المذاہب
کے ۴۸ صفحہ مین لکھا ہی - اور حال وضع وضاعین معاندین للاسلام
کا بھی کہ قبل پیدائش صاحبان صحاح کے شروع ہوگیا تھا - جنہون کو
ہمارے تذکرہ مذکور کے الفاظ کے ملاحظہ سے اچھی طرح سے گوش گذار
ہوچکا ہی - کہ اکثر دیار کے علماؤن نے ڈاک کے ذریعہ سے منگوالیا ہی -
خلاصہ جب امام صاحب کی پیدائش اور تدوین زمان مبشر بالخیر

یعنی خیر القرونی مین واقع ہونا- اور صاحبان صحاح کی پیدائش و تدوینات
بعد عبور زمان مبشر بالشر یعنی شر القرونی مین وقوع ہونا- ثابت ہوئی
تو امام صاحب کی مستدلہ حدیث کو صاحبان صحاح کی حدیث ہرگز معارضہ
نہین کر سکتی ہی- اگر کرے تو مضامین احادیث مذکورۂ بالا کے منعکس
ہونا- اور خیر کو شر سے اور شر کو خیر سے متبدل ہونا لازم آوے-
العیاذاً باللہ اب اس تقریر سے جتنی کتابین غیر مقلدین کی یا اور اور
متعصبون کی جو حنفی مذہب کی مخالفت پر تالیف ہوئین ہین سب کی
سب مردود ہوگئین ہین-

دفع دخل اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمہاری فلان فلان حدیث کو
ابن جوزی وغیرہم نے اپنی موضوعات مین داخل کیا ہی- تو جواب اسکا
یہ ہی کہ ابن جوزی وغیرہ کے موضوعات کو (جو بدترین زمانہ مین تالیف
ہوئین) صحاح کے مقابلہ مین پیش کرنا- علیٰ ہذا القیاس صحاح کی
حدیث کو امام الائمہ امام ابوحنیفہ رح کی مستدلہ حدیث کے مقابلہ مین
پیش کرنا- ایسا جیسا خالص زر و جواہر کے مقابلہ مین ملمع اور مصنوعی
کو ظاہر کرکے احمقون کو ٹھگنا- بلکہ صحت صحاح پر جو تلقی امت ہی جسکے
کا دعوی تمہارا ہی اُسکو فی النار والجہنم بھیجنا-

ساتوین یہ ہی کہ اخبار احاد پر صحاح وغیرہ کے عمل کرنا درست نہین
کیونکہ محدثین متبحرین اور معلمین متشرعین پر مخفی نہین کہ سواے حدیث
من کذب علیا متعمدا الخ کے کل احادیث صحاح وغیرہ کا خبر احاد ہی

خبر متواتر نہین اسلیے ابن صلاح نے کہاہی کہ حدیث مین اگر کوئی متواتر کی مثال ڈھونڈے ۔ تو تھک جاوے ۔حتی کہ حدیث انما الاعمال بالنیات بھی اِس متواتر کی مثال سے نہین ۔ اگرچہ اتنے لوگون نے اُسکو روایت کیاہی کہ عدد اُنکے حد تواتر کو پہونچتے ہین ۔ ولیکن کثرت اُسکی رواۃ کی وسط اسنادمین ہوئی نہ قرن صحابہ مین انتہیٰ ۔

اور خبر احاد سے فائدہ علم یقینی شرعی حاصل نہین ۔ نہ اُن پر عمل نکرنے سے بلکہ بالفرض انکار کرنے سے بھی خوف عذاب کا متحقق نہین اگر ہوتا تو صحابہ کی خبر احاد کو باوجود مسلمیت عدالت صحابیت کے صحابہ رد نہین کرتے بلکہ رد وانکار کے عذاب سے ڈرتے ۔ نہ انکے تصدیق کے لیے شاہد طلب فرماتے نہ حلف دلواتے ۔ بلکہ فقط اُنہین خبر احاد پر کفایت کرتے ۔ ہمارے اِس دعوی کی دلیل نیچے کی حدیثون سے بخوبی معلوم ہوجائگی ۔ عن فاطمۃ بنت قیس قالت انّ زوجہا طلقہا ثلثا ولم یفرض لہا رسول صلعم سکنی ولا نفقۃ ورد ہ عمر رض قال لاندع کتاب ربنا وسنت نبیّنا بقول امراۃ لاندری اصدقت ام کذبت ام حفظت ام نسیت ۔ عن بسر بن سعید قال سمعت اباسعید الخدری رض یقول کنت جالسًا بالمدینۃ فی مجلس الانصار فاتانا ابوموسی فزعًا اومذعورًا قلنا ماشانک قال ان عمر ارسل الیّ ان اٰتیہٗ فاتیت بابہٖ فسلمت ثلاثا فلم یردّ علی فرجعت فقال ما منعک ان تاتینا فقلت انی اتیتک

فلمت علی بابك ثلاثا فلم تردّوا علیّ فرجعت وقد قال رسول
صلعم اذا استاذن احدکم ثلاثا فلم یوذن له فلیرجع
فقال عمر رض اقم علیه البینة والا اوجعتك فقال ابی بن
کعب رض لا یقوم معه الا اصغر القوم قال ابو سعید قلت
انا اصغر القوم قال فاذهب به (تا) فقمت معه فذهبت
الی عمر فشهدت اخرجه المسلم ص ۲۰۳ - اسکے سواے اور بھی اسطرح کی
حدیثین باب الاستیذان مین مسلم اور بخاری کی موجود ہین -
اور تیسیر الوصول مین مسلم اور ابو داؤد سے ہے کہ حضرت علی رض راوی کو
تین بار حلف دلاتے - اور ازالہ مین ہے کہ حضرت عمر رض بلا ضرورت خبر احاد
کی طرف التفات نفرماتے - اور بخاری اور موطاء و ترمذی و ابو داؤد و ابن
ماجہ وغیرہ مین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض مغیرہ بن شعبہ کی روایت
مین هل معك غیرك (یا) ائیت من یشهد معك علی
هذا فرماتے سواے اسکے علماء متقدمین اور فضلاء متأخرین
پر ظاہر نہین کہ صحابیون نے تالیف قرآن کے وقت مین باعث عدم
مقبول ہونے خبر احاد کے لفظ متتابعات کو قرأت حضرت اُبی رض مین
سے جو آیت قضاء رمضان مین تھا - فعدة من ایام اخر
متتابعات - اور قرأت حضرت ابن مسعود رض مین سے جو آیت
کفارہ یمین مین تھا قرآن سے نکال ڈالا - جب خبر احاد صحابہ
کی دلیل شرعی نہوئی - پھر خبر احاد غیر صحابہ کی - (جو صحاح وغیرہ مین

بعد عبور زمانہ المبشر بالخیر حتیٰ کہ بعد مرور زمانہ تبع تابعین کے اور بعد شائع وضائع ہونے وضع وضاعین المعاندین اسلام کے سعی سے تالیف ہوئیں) کیونکر ایسی دلیل شرعی ہوگی ۔ جسمین کل شریعت کا مدار ان پر کیا جاوے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ۔ اجی صاحب جب خارج کے مادے مین صحابیون کا یہ حال و قال ہے پھر آپ لوگون کا کس بر تہ پر اتنا پانی ۔ ہان اگر آپ لوگ بسبب عناد مذہبی کے ہمارے اس استنباط کو ناپسند کرین تو کر سکتے ہین ۔ لیکن آپکے پیشوا ابن حجر عسقلانی رح کے اس قول کلہا سوا الاول احاد و فیہا المقبول والمردود کو تو ضرور پسند کرینگے ۔ اور سند گردانینگے ۔ باوجود اسکے کل اخبار احاد کو صحاح وغیرہ کی حدیث نبوی فرض کر کے ہر ہر بات مین قال النبی قال النبی صلعم کہنا بے شک حدیث متواتر مذکور من کذب علی کا مصداق بننا ہے ۔ اور ان حدیثون کے مضامین کو جو صحاح وغیرہ کے باب التوقی فی الحدیث مین ہین ہدر سمجھنا ۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ کاذب بننا ۔ اور خبر احاد صحاح وغیرہ کو کل شریعت کا مدار سمجھ لینا اور انکو آیت ما اتاکم الرسول فخذوہ الخ کا مصداق فرض کر کے لوگون کو عمل پر انکے ورغلانا ۔ اور انکی مخالفت پر ڈرانا ۔ صحابیون رض پر عیب لگانا اور غیر رسول کو رسول قرار دینا ۔ اور حیات و موت کو رسول صلعم کی دو دو بار فرض کرنا ۔ بلکہ قولہ تعالیٰ ۔ استشہد وا شہیدین من

رحجا الکم الخ کے مضمون سے اعراض کرنا۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔
سبحان اللہ کیا خوب آپ لوگون سنے تو عمل بالقرآن والحدیث المتواتر کو
طاقون پر رکھ چھوڑا۔ پر اخبار احاد پر بہت کچھ اودھم مچایا۔ ۵
بہ ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا حنفیہ جب دلیل قوی اور برہان جلی سے
ثابت ہوگیا کہ خبر احاد صحاح وغیرہ قابل حجت شرعی یقینی نہوا۔ تب
لا مذہبون کے سرگروہون نے جو جو کتابین حنفیون کے رد مین لکھی ہین
اور اُنمین صحاح کی حدیثون کی حجتین لائے ہین وے سب اس تقریر سے
کالہباء منثورا ہوگئی۔ خصوصاً اُن عبد البطون کی کتاب جسمین یہ عبارتین
موجود ہین۔ رد کر دیا حنفیہ متعصبہ نے محکمات صریحہ کو جو دال تھے کہ عبادات
مین نیت شرط ہی۔ رد کر دیا مقلدان بے معنی نے سنت
محکمہ صریحہ صحیحہ کو کہ وہ نہی ہی بیع رطب کے بعوض تمر کے
رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ
غیر منسوخہ غیر معارض لہا کو جو دلالت بینہ رکھتی تھی کہ
وقت ظہر کا ایک مثل ہی اور ایک مثل کے بعد عصر کا وقت
آجاتا ہی۔ رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے اُن احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ کو
جو دلالت کرتے تھے کہ بول غلام پر فقط نضح اور رش مار کافی او غسل
کی حاجت نہین جیسا صحیحین مین ہی۔ رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے
احادیث وتر کو جو دلالت کرتے تھے کہ یک رکعت معقول ہی۔ رد کر دیا
حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ محکمہ کو جو قاطبۃً دلالت کرتے تھے جہر آمین پا

رد کر دیا حنفیہ نے نصوص صحیحہ محکمہ کو جو صراحۃً دال تھے کہ قراءت فاتحہ
نماز مین فرض ہے۔ رد کر دیا اہل بطلان اور ارباب خذلان اور اہل ضلالت
اور ارباب بغاوت نے صدہا نصوص صریحہ صحیحہ محکمہ کو۔ وغیر ذالک جو فتح المبین
علی رد مذاہب المقلدین مین ہین۔ اور یہ عبارت ابو حنیفہ نے اِس مسئلہ
مین حدیث بخاری کا خلاف کیا۔ اِس مسئلہ مین حدیث مسلم کا خلاف کیا
علیٰ ہذا القیاس جیسا ظفر المبین مین ہے انتہی۔ اسی طرح کی تحریر و تقریر قابل
عمل کیا معنی قابل دید بھی نہین بلکہ قابل سوختنی ہے کیونکہ جب احادیث
صحاح کا خبر احاد ہونا ثابت ہوا۔ تب دعوی انکا کہ سنت صریحہ صحیحہ غیر معارضہ
غیر منسوخہ قطعیہ محکمہ وغیر ذالک محض بے اصل و جھوٹ ٹھہرا۔ کیونکہ جتنی حدیثون
کو یہ لوگ قطعیہ صریحہ صحیحہ محکمہ غیر معارضہ کہتے ہین۔ اور اُن پر شور و شغب کرتے
ہین اُن سب کا معارض صحاح وغیرہ مین بھی موجود ہے۔ چنانچہ آیندہ اسکا
ذکر آتا ہے۔ پیران نمی پرند مریدان می پرانند کی نقل ہے۔ اعتراض
اگر کوئی کہے کہ خبر احاد مین حدیث متصل مرفوع بھی شامل اور وہ
واجب العمل و مقبول ہے۔ جواب ہان شامل ہے مگر خیر القرونی کے
اخبار احاد واجب العمل والقبول ہونے مین گفتگو ہے کہ امتیاز اسکا فی
زماننا محال ہے کہ بہت سی حدیثین متصل مرفوع موضوع بھی ہین۔
چنانچہ اِس باب مین تمھاری کتب موضوعات ہماری شاہد ہین۔ جب
حدیث متصل مرفوع مین وضع کا احتمال آگیا۔ تب بدلیل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال۔ یقینی استدلال کرنا اُن سے

باطل ہوگیا۔ قطع نظر اِس تقریر کے اَور سنئے جب صحابہ منفرد کے خبر احاد یقینی واجب العمل ٹھہری۔ تب یہ خبر سند متصل مرفوع کی کب دلیل شرعی یقینی ہوگی۔ **اعتراض** اگر کوئی کہے کہ حاکم نے کہا ہی کہ بخاری اور مسلم کی یہ شرط ہی کہ وے کوئی روایت اپنی کتاب مین نہین لاتے جبتک کہ اُسکو دو صحابی مشہور نے رسول صلعم سے روایت نہ کیا ہو۔ پھر اُن صحابیون سے دو یا زیادہ تابعی نے روایت نکیا ہو۔ پھر تابعین سے دو یا زیادہ تبع تابعین نے روایت نکیا ہو۔ تب تو صحیحین کی سب حدیثین مطابق دلیل شرعی کے ہین۔ **جواب** ہان اگرچہ دعوی حاکم کا یہ ہی جو اسنے بیان کیا۔ لیکن تکذیب اسکی عیان ہی حاجت بیان نہین۔ کیونکہ صحیحین مین ایسی روایتین بہت ہین جسکی ایک ہی سند ہی بس چنانچہ صحیحین دیکھنے والے اور پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہین۔ اگر ہماری بات کو قبول نکرین۔ تو ضرور امام نووی شافعی کی بات تو قبول کرینگے۔ وہ خود یہ فرماتے ہین کہ یہ انکی شرط نہین کہ انکی کتابون مین ایسی روایتین ہین کہ اُسکی ایک ہی سند ہی۔ اُسمین سے حدیث انما الاعمال بالنیات بھی ہی انتہا۔ اور حاکم کا قول اسطرح کا بہت ہی اُنمین سے ارشاد اللبیب مین ایک منقول ہی خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ جب بخاری رح نے اپنی کتاب صحیح کو تالیف کیا۔ تب امام احمد حنبل و یحیی بن معین و علی بن المدنی وغیرہم پر پیش کیا۔ اُنھون نے پسند کیا۔ اور صحت کی شہادت دی۔ (۲) اور ۳۵ مین نیشاپور مین آئے۔

وہان بطفیل محمد یحییٰ الذیلی کی مدت تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ پھر جب درمیان ذیلی اور انکے پھوٹ پڑی ذیلی نے لوگون کو اُنسے انقطاع ہونے کا حکم دیا۔ تب سب لوگ اُنسے الگ ہوگئے مگر مسلم بن الحجاج باقی رہے۔ اور دونون کی مجلس مین حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن ذیلی نے کہا کہ جو کوئی مثل قول بخاری کے کہیگا اُسکو میری مجلس مین حاضر ہونا حلال نہین تب مسلم الگ ہوئے اور جو کچھ ذیلی سے نقل کیے تھے واپس دیے انتہیٰ۔

تنبیہ اب اس عبارت مین غور کرنے کی جگہ ہی کہ امام بخاری رح کی پیدائش ۱۹۴ھ مین ہوئی۔ ۲۰۵ھ مین نیشاپور مین جب آئے اُسوقت سن اُنکا ۱۱ برس کا ٹھہرا۔ تب وہ کب ملک بملک حدیثون کی تلاش مین محدثین کی خدمت مین تشریف لے گئے تھے۔ اور کب علم حاصل کرکے چھ لاکھ حدیث جمع کی تھی۔ اور کیونکر ہر حدیث کی نقل مین زمزم کے پانی سے غسل کرنے اور دو دو رکعت نماز پڑھنے کی فرصت ملی۔ جواپنی صحیح بخاری کو قبل ۲۰۵ھ کے تالیف کرکے آئمہ مذکورین کے آگے پیش کیا۔ گیا ان کے پیٹ سے تالیف کرلائے تھے۔ اگر کہو کہ ہان اگر صغر سن ہی مین صحیح بخاری تالیف ہوئی تب تو وہ حجت شرعی ہونے سے بالکل جاتی رہی۔ کہ نابالغ کی شہادت پر مدار شریعت نہین ہوسکتا ہی۔ اور مسلم رح کی پیدائش توہ ۲۰۴ھ مین ہوئی ۲۰۵ھ مین بخاری اور ذیلی کے درس مین کیونکر حاضر ہوکر سماعت کی۔ اگر اسی سماعت سے صحیح مسلم لکھی تو اسکا کچھ اعتبار شرع مین نرہا جب ایسے

دو بزرگ کی صحیحین کا حال یہ ٹھہرا - تب غیر صحیحین کا حال کیا ہوگا اِس سے
دریافت کر لیجئے - کیونکہ نسائی و ابو داؤد وغیرہا ان دونوں کے شاگرد
ہیں - اور واقعی ہیں سے محدثین مشہورین ہم معصرین نے ایک دوسرے
کی روایت لے لیکر اپنی اپنی کتاب بھر لی - اَنا الفسانیت کے سبب سے اِس
بات کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کیا - (الا ما شاء اللہ) اب فی زماننا لوگوں
نے اُنکو متواتر سمجھ لیا - حتیٰ کہ اُنکے تکیہ پر مذاہب آئمہ اربعہ کو نہ و بالا کرنے لگے
حالانکہ علماء محققین اور فضلاء مدققین نے لکھا ہے کہ آئمہ محدثین مشہورین
متاخرین کے صحاح کے تکیہ پر آئمہ اربعہ متقدمین کو الزام نہ دینا - نہ انکی روایتوں
کو اُنکی روایتوں سے تضعیف کرنا - کہ طریق سند متقدمین اَور تھا - متاخرین
کا اَور ہو گیا تھا - اب ہمکو مناسب ہے کہ بدلیل حدیث خیر القرون
قرنی الخ - اور حدیث اتبعو سواد الاعظم - الزموا الجماعۃ -
علیکم بالجماعۃ من شذ شذ فی النار کے اقدام الائمہ تابعی
کا اتباع کریں - جبکہ قبل اُنکے کسی کو صاحب مذہب بنائے - اگر پاتے
بے شک اُنکا اتباع کرتے - اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم یکون فی
اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم
تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم
ولا یفتنونکم رواہ المسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۱۹ - اور حدیث عن
ابی العاص ان رسول صلعم قال ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلماء فاذا لم

یبقٰی عالما اتخذ الناس رؤساجھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اخرجہ ابن ماجہ کے متاخرین کے اتباع سے منھ موڑے - تاکہ وادی ضلالت سے نجات پاوین - خذ ہذا فانہ لدق الدقائق - واحق الحقائق -

اب بالتصریح آپ کے مسئلون کے جواب مین آپ ہی کی صحاح وغیرہ سے صحیح صحیح حدیثین لاتا ہون سُننے اُسمین انصاف سے نظر فرمائیے - اور اعتساف کو دخل نہ دیجیے - یعنی امام الائمہ امام اعظم رح نے جس حدیث سے استدلال واستنباط کیا اسیکو صحیح جانئے - انکے مقابلہ مین غیرون کے اقوال وتالیفات کی طرف ہرگز التفات نفرمائیے - کیونکہ امام صاحب خیر القرون تابعی ہین - آنکھ دیکھی باتین لکھتے ہین - اور صاحبان صحاح وغیرہم شر القرون ہین - بلا آنکھ دیکھی خبرون پر اعتماد کرکے صحاح وغیرہ لکھی ہین - اور شر القرون کی تالیفات حسب احادیث مذکورۂ بالا شر سے مملو ومخلوط ہین - اگر کوئی کہے کہ اسکے امتیاز کے واسطے اسنا د موضوع موجود ہے - کہونگا وہ بھی شر القرون کی تالیف ہے - اسمین بھی وضع وضاعین معاندین کا بہت کچھ حلول پاگیا ہے - اس باب مین کتب موضوعات تمھاری میری شاہد ہے -

آنحضرت صلعم کا موت تک رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت

اسکا جواب تو مین نے تذکرۃ المذاہب کے مناظرہ مین لکھا ہے - خیر یہان بھی

کچھ سُن لیجیے - رفع یدین نہ کرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے تو بہتیرے آثاروں سے ثابت ہی چنانچہ اُن مین سے بعضوں کو مین مفصل الذیل مین نقل کرتا ہون - بلکہ منع فرمانا آنحضرت صلعم کا رفعیدین کو اور بُری طرح سے اُسکو اُونٹون کی دُم کے ساتھ تشبیہ دینا - خود آپ ہی کی صحیح مسلم کی اس روایت سے اچھی طرح سے ثابت ہی کہ انھون نے اس حدیث کی بنا پر باب باندھا - اور اس باب کو باب الامر بالسکوۃ فی الصلوٰۃ والمرتاش نام رکھا - وہ حدیث یہ ہی - عن جابر بن سمرہ رض قال خرج علینا رسول اللہ صلعم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ الخ - اخرجہ المسلم ص ۳۶۳ اب اس حدیث کے مضمون پر غور کیجیے - کہ رفع یدین کسقدر ممنوع ومنہی عنہ ہی - اچھی طرح سے سمجھیے - اور انصاف کیجیے

۵ معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرات ہماری ہی - کیونکہ قول النبی صلعم مالی اراکم رافعی ایدیکم (جو مثل ما انازع القرآن کے ہی) بہت ہی تعجب سے رفع یدین کی مشروعیت کو مزاحمت کرتا ہی - اور جملہ تشبیہ کانھا اذناب خیل شمس سے کسقدر مذمت رفع یدین کی ثابت ہوتی ہی - بمضمون - استفت عن نفسک اپنے دل سے پوچھیے

۵ تمھین کہو تو کہ ہی اسمین کسکی راے صواب - اور امر اسکنوا فی الصلوٰۃ سے تسکین فی الصلوٰۃ واجب ہی - نہ بر خلاف اسکنوا حرکات ناشائستہ فی الصلوٰۃ درست ہی - بلکہ منہی عنہ ہی - اسلیے اکثر علمائے

حنفیون نے رفع یدین کو موجب فساد صلوٰۃ لکھا۔ حتیٰ کہ مکحول نے امام صاحب سے یہ روایت کی من رفع یدیہ عند رکوع وعند الرفع فسدت صلوٰتہ۔ کذا فی کتاب الشجاع۔ اور امیر کاتب الاتقانی نے فساد الصلوٰۃ رفع الیدین کا حکم دیا۔ اور ایک رسالہ اسمین لکھا۔ اگرچہ تقی الدین السبکی الشافعی نے تعصب مذہبی سے اُسکو رد کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض حنفیون نے بھی اس غیر مذہبی کے ودپر فریب کھاکر اُس روایت کو ضعیف ٹھرایا۔ علیٰ ہذا القیاس بہتون نے غیر مذہبی کتابون کی اسناد پر فریفتہ ہوکر بہت کچھ لکھا۔ لیکن اُس سے ہو تا کیا۔ جبداس حدیث مسلم سے اور حدیث لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن الخ سے (جکو بزار و بیہقی و بخاری تعلیق ہین وطبرانی و ابن ابی شیبہ وغیرہم نے طرق مختلفہ سے مع اختلاف مواضع سبع کے روایت کیا۔ کذا فی غیر بحر الهدایہ صـ۸۲) ۔ رفع یدین کا منہی عنہ ہونا ثابت ہوا۔ **اعتراض** اگر آپ کہین کہ اس حدیث مسلم کو توکسی شراحون نے عدم رفع یدین کی دلیل نہین گردانا۔ اتنے دن کے بعد فقط تمھین کو یہ مضمون سوجھا۔ کیا اُنھون کو نہین سوجھا تھا۔ **جواب** اسکا کئی وجھون پر ہی۔ **اوّل** یہ ہی کہ رفع یدین کے ثبوت کا مضمون باوجود قرب زمان ہونے کے امام صاحب کو نہ سوجھا تھا۔ جو بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے اَورون کو سوجھا۔ **دوم** یہ ہی کہ جب آپ کو متاخرین کی تقلید سے امام صاحب کی تقلید ترک کرنا آسان ہوا۔ تب ہمکو اعلیٰ کی تقلید سے ادنیٰ کی تقلید چھوڑنا۔ کونسا مشکل آن پڑا۔ **سوم** یہ ہی کہ خود آپ کا مقتدا

ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الهدایۃ مین ح
واحتج الحنفیۃ بحدیث سمرہ خرج علینا رسول صلعم فقال
مالی اراکم رافعی ایدیکم الخ اخرجہ المسلم لکھا۔ کیا آپکو اسکا
علم نہ تھا۔ جو آپنے اعتراض کیا۔ اور اسمین امام بخاری غیر حنفی کی مخالفت
سے حنفی کی مضرت حاصل نہین۔ چہارم یہ ہی کہ قطع نظر بالاے
تقریرون سے اور انکے انکے تحریرون کی دلائل سے۔ فقط یہ تو خیال
فرمائے۔ کہ جب معنی لفظ رفع یدین کہ حدیث مین ہی خاص بتین بنفسہ ہی
احتمال بیان کا نہین رکھتا ہی۔ تب جس جس کیفیت سے نماز کے اندر
رفع یدین پایا جائیگا وہ اس حدیث سے منہی عنہ ہوگا۔ اسمین خصوصیت
کا دخل دینا۔ یعنی نص پر مداخلت کرنا۔ دفع دخل اس سے تکبیر تحریمہ
کے رفع کو بھی منہی عنہ ثابت ہونا۔ نہ سمجھنا کیونکہ مضمون اسکنو فی
الصلوٰۃ نماز کے اندر کے رفع مین گفتگو ہی۔ اور قبل تحریمہ وجود صلوٰۃ متحقق
نہین۔ بلکہ وہ تحریمہ بدلیل قولہ تعالی وذکر اسم ربہ فصلے شرط صلوٰۃ
ہی۔ اور شرط صلوٰۃ رکن صلوٰۃ نہین ہوتا ہی۔ جیسا وضوء۔ اور نہ مخصوص
منہ البعض کا قاعدہ اسمین منطبق ہوسکتا ہی۔ کیونکہ جب دونون طرف
یعنی رفع وعدم رفع یدین مین آثار ین موجود ہین۔ تب حفظ رفع کے
آثارون کو عدم رفع کے آثارون پر کیونکر ترجیح دیجاسکتی ہی۔ بلکہ اسمین
اذا تعارضا تساقطا کا قاعدہ پیش آیا ہی۔ اعتراض اگر آپ کہین کہ
بخاری دوسری حدیث کے مستثنی مین بہت کچھ اختلافات ہی پھر وہ حدیث

قابل احتجاج کیونکر ہو سکی - جواب جس طرح سے آپ لوگون کے پاس فعیدیی
کی حدیث باوجود اختلافات رفع فے السجود کے قابل احتجاج کا ہو سکی -
کیا آپ نے صحاح نہین پڑھا - پھر کیونکر محدثیت کا دعوی بھرا خیر نہ پڑھا
نہ پڑھا - فقط تخریج الهدایۃ کی اس عبارت کو دیکھ لیا ہوتا - وفی الصحیحین
عن سالم عن ابن عمر رض فے حدیث الرفع کان لا یفعل ذٰلک
فی السجود ولمسلم وکان یفعلہ حین یرفع راسہ من السجود -
ایضًا فیہ عن ابی ہریرہ رض رائت رسول صلعم یرفع یدیہ فے
الصلوٰۃ (تا) وحین یسجد اخرجہ ابو داؤد وابن ماجہ - پھر کیونکر
بین السجدتین کے رفع یدینی کو باطل جانتے ہین ۵
اپنی فضیحتون پر انہین کچھ نہین نظر - اندھے ہین خود پر اورون کو جانے ہین بے بصر
اگر کوئی کہے کہ رفع یدین کی حدیثین کثرت سے ہین - اور عدم رفع
کی بہت کم ہین جواب اسکا کئی طرح پر ہی پہلا قوی ترین جواب ان
سے یہ ہی کہ جتنی روایتین رفع یدین کی ہین سکی سب آثار ین ہین بس - نہ کوئی
حدیث مین ایسا آیا ہی کہ رسول صلعم نے ارفعوا ایدیکم عند الرکوع
والقیام عنہ فرمایا - حالانکہ ان دونون حدیث مذکورین مالکم
رافعی ایدیکم الخ - لاترفع الایدی الخ فرمایا - فافترق
الفرق فرقًا جلیا - کما افترق النھار من اللیل لوجود الشمس فرقا
لمعیا -
دوسرا یہ ہی کہ اس باب مین تین طرح کی حدیثین ہین یعنی رفع یدین لشبر طالشئی

وعدم رفع یدین لبشرط لاشئ وبین بین لاشرط الشئ اگر ثالث کو
ثانی کے ساتھ ملا یا جاوے۔ تو کثرت اس جانب کو معلوم ہوے۔ مگر اسکو
سمجھنے کے واسطے علم درکار ہی۔ محدثین فی زماننا کا فہم (جو ایک سند
مدعی مولوی نذیر حسین صاحب سے حاصل کرکے اپنے کو اُستاد لقمان بلکہ
لقمان سمجھتے ہین۔ اور اس سند کو دکھا دکھا کر عوام کالانعام کے پاس
عمل بالحدیث کا دعوی کرکے اپنی بزرگی حاصل کرتے ہین۔ روزگار کا
ڈھونگ نکالتے ہین) کچھ بکار آمد ومعتبر نہین۔
تیسرا یہ ہی کہ اکثر محدثین غیر حنفی ہین۔ لہٰذا ممکن ہی کہ
انھون نے اپنی تقویت مذہب کے واسطے تل کو تال بناکر دکھلایا ہی۔
اور روایت نسخ پر اعتماد نہ کیا۔

اب چند آثار عدم رفع یدین کا حسب وعدہ نقل کرتا ہون اور توقع انصاف کا رکھتا ہون عن علقمہ قال قال
لنا ابن مسعود رض الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فصلے
ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح رواہ
ابوداؤد والترمذی والنسائی وقال ابوداؤد لیس ہو بصحیح
علی ہذا المعنی کذا فی المشکوٰۃ [۲۸۷] (جو امام بغوی شافعی کی مصابیح
سے منتخب ہی۔) کیا حضرت اپنی اس روایت کو جو نصف صاحبان صحاح نے
(جنکی حدیثون کو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہین) روایت کیا نہین
دیکھا۔ یا دیکھا بہر صورت پھر یہ اشتہار لن ترانی کا دینا کیسا تھا۔ اور دعوی

انا لاغیری کا بھرنا کیسا تھا۔ اور لوگون کو راہِ راست سے بھٹکانے کی
تکلیف دینا کیسا تھا؟ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ اور اسمین لڑائی
کرنا کیسا تھا۔ لڑائی مین کیا لڈو ملتے ہین۔ نئے نئے بلکہ مضمون ولا
تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم عزت جاتی۔ ملت مین خرابی آتی
اسلیے یہ مثل۔ لڑائی کا گھر ہانسی۔ بیماری کا گھر کھانسی۔ ساری وجاری
کیون حضرت آپ تو اس حدیث کو موضوع بھی نہین کہہ سکتے ہین۔ کیونکہ
آپ لوگ صحاح کی صحت پر تلقی امت کا دعوی بھر چکے ہین۔ ہان اگر آپ کہیے
کہ ابو داؤد نے اس روایت کو اس طریق سے صحیح نہین کہا ہے۔ تو جواب
اسکا یہ ہے کہ اس طریق سے صحیح نہونا ثابت نہین چنانچہ انھون نے خود دوسری
روایت براء مین جو آتی ہے عدم رفع یدین کو تصدیق کرکے روایت کیا۔ یا یہ
جملہ ابو داؤد کی طرف سے نہو۔ کیونکہ ابو داؤد بلکہ ہر محدث کا یہ دعوی ہے کہ ہمنے
اپنے سنن یا کتاب مین بجز حدیث صحیح کے نہین روایت کیا۔ پھر رواہ ابو داؤد
کے بعد یہ جملہ کیسا۔ شاید صاحب مشکوٰۃ شافعی نے تعصب سے بڑھا دیا ہو۔
کیونکہ تیسیر الاصول مین بھی یہی روایت منقول ہے اسمین یہ عبارت لیس
ھو بصحیح علی ھذا المعنی ابو داؤد سے منقول نہین۔ بلکہ اخرجہ اصحاب السنن
اصحاب السنن مین ابو داؤد بھی داخل ہین۔ سوائے اسکے اس عبارت سے ہمارا
ضرر کیا بلکہ فائدہ ہے کہ اس سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت عدم رفع یدین
کا طرق مختلف سے ثابت ہے کسی نے کسی طریق سے کسی نے کسی طریق سے ثابت
کیا۔ چنانچہ اسی روایت مین ترمذی اور نسائی کو اسی طریق سے اور ابو داؤد

کو دوسرے طریق سے ثابت ہوا۔ فقس علیہ البواقی۔ عن علقمہ قال قال لنا ابن مسعود رض الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول صلعم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبرۃ الافتتاح الخ اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر ۲۱۵۔ عن البراء قال رائت رسول صلعم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود اخرجہ ابوداؤد کذا فی التیسیر ۲۱۵۔ اور اسی طرح سے بیہقی شافعی نے بھی حدیث ابن عمر و عباد بن الزبیر سے روایت کیا۔ عن براء بن عازب قال کان الرسول صلعم اذا صلی رفع یدیہ حتی تکون ابهاماہ حذاء اذنیہ ثم لم یعد اخرجہ الدارقطنی عن براء بن غازب قال کان النبی صلعم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکون ابهاماہ من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابن شیبہ۔ عن علقمہ عن عبداللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم و ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند استفتاح الصلوٰۃ اخرجہ الدارقطنی و ابن عدی۔ و روی الطحاوی عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الی فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ قال الطحاوی فهذا ابن عمر قد رائی النبی صلعم یرفع ثم ترک هو الرفع بعد النبی صلعم فلا یکون ذالک الا وقد ثبت عندہ لنسخ ما قد کان رائی النبی صلعم فعلہ وماذکر

طاؤس انه قد رائ ابن عمر يفعل ما يوافق ما روی عنه
عن النبی صلعم لا يقدح ذلك لانه يجوز ان يكون هذا
قبل ان يقوم الحجة عنده بنسخه ثم لما فامت تركه
وفعل ماذكره عند مجاهد انتهی کلام الغیبی کذا فی شرح البخاری
عن ابن عباس رض انه قال لم يكن العشرة المبشرة يرفعون
ايديهما الا عند الافتتاح کذا فی شرح سفر السعادة رواه الطحاوی
عن الحديث الحسن بن عياش عن عبد الملك بن الحسن
عن الزبير بن عدی عن ابراهيم عن الاسود قال رائت
عمر يرفع يديه فی اول تكبيرة ثم لا يعود ورايت ابراهيم
والشعبی يفعلان ذلك وقال الطحاوی فهذا عمر لم يكن يرفع
يديه الا فی التكبيرة الاولی والحديث صحيح لان الحسن
ابن عياش وان كان هذا الحديث دار عليه فانه ثقة حجة
ذكر ذلك يحيی بن معين وغيره انتهی اس حديث کے معارضہ مین
صاحب تخریج الهدایہ زیلعی کے قول کو حاکم کا پیش کرنا بجز سادہ لوحی کے
کیا ہے۔ کہ کجا طحاوی کہ ۲۲۹ یا ۲۳۰ مین پیدا ہوکر ۳۲۱ مین انتقال کیا۔ اور
کجا زیلعی کہ ۷۶۲ مین انتقال کیا ۵ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵
کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی۔ علی ہذا القیاس موطاے امام محمد رح کے
حدیثون کے مقابلہ مین جو آتے ہین یا اکو اور عدم رفع کی حدیثون کے
معارضہ مین ابن حبان اور ابن جوزی اور ابن تیمہ وغیرہم من المتاخرین کے

اقوال کو جو اسناد پرستی سے سجاوٹ و بناوٹ کیے ہین صاحب تنویر العین کا پیش کرنا۔ محض نکمی بات ہی لکیر پر فقیر ہونا۔ شیر کے مقابلہ مین گیدڑ پیش کرنا۔ تاب آفتاب کو ٹھوک کر۔ کرم شب تاب کی تاب پر مغرور ہونا ہے۔ کہ کجا امام محمد رح کہ امام شافعی رح کی مان کو نکاح کرکے انکو تعلیم و تربیت دیکے قبل تولد صاحبان صحاح کے ۱۸۹ مین انتقال کیا۔ اور کجا ابن تیمیہ الحنبلی کہ ۶۶۱ مین پیدا ہوکر ۷۲۸ مین انتقال کیا۔ اور کجا ابن جوزی کہ ۵۱۰ مین پیدا ہوکر ۵۹۷ مین انتقال کیا ع لیس مشتری الاملاک کمشتری الافلاک۔ قال محمد السنۃ ان یکبر الرجل فی فی صلاتہ کلما خفض وکلما رفع واذا انحط للسجود واذا انحط للسجود الثانی کبر۔ فاما رفع الیدین فی الصلوٰۃ فانہ یرفع الیدین حزاء الاذنین فی ابتداء الصلوٰۃ مرۃ واحدۃ ثم لا یرفع فی شئ من الصلوٰۃ بعد ذالک و ھٰذا کلہ قول ابی حنیفہ رح وفی ذلک اثار کثیرۃ قال محمد (نا) عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ قال رائیت علی ابن ابی طالب رفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ المکتوبۃ ولم یرفعھما سوی ذالک۔ عن ابراھیم النخعی قال لا ترفع یدیک فی شئ من الصلوٰۃ بعد التکبیرۃ الاولی۔ عن ابن حکیم قال رائت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوٰۃ

ولم یرفعهما فیما سوی ذلک - وغیر ذلک ہکذا کلہ فی موطاے
امام محمد رح - عن سوار بن مصعب عن عطیه العوفی ان ابا
سعید الخدری وابن عمر کانا یرفعان ایدیهما اوّل ما یکبران
ثم لا یعودان اخرجه البیهقی الشافعی وعلله بان عطیه شئی الحال وسوار
اسوء منہ - اس تعلیل سے بوے تعصب کی آتی ہی کیونکہ یہ ہی بیہقی نے
رفع یدین کی روایت نبی ؐ نیز ابن عمر و ابو سعید وغیرہما سے لیث بن ابی سلیم
کے طریق سے روایت کیا - حالانکہ لیث بن ابی سلیم مختلف فیہ و متکلم فیہ ہی اسکا
کچھ ذکر نہ کیا - اور اپنی تقویت مذہب کے واسطے اُس روایت کو معلول کیا
ع ای ہنرہا نہادہ بر کفِ دست - عیب ہا برگرفتہ زیر بغل -
الغرض یے حضرات اسناد پرستی کی وجہ سے جہان کہین امام ابو حنیفہ رح
کے خلاف پر کچھ جھوٹ موٹ کی بو باس بھی پاتے ہین - فوراً اسکو پہاڑ کا سا
بنا کر دکھلاتے ہین - اور اگر انکا پہاڑ کا سا عیب بھی موجود ہوے - تو
اسکو تل برابر بھی نہ شمار کرے - کیونکہ رفع یدین کے ثبوت مین جتنی آثار ین
ہین اسمین کیا کیا تناقضات اور اختلافات ہین انکو یہ حضرات اصلا
نہین دیکھتے ہین - بلکہ نسیاً منسیاً سمجھتے ہین - لیکن محققین خوب جانتے
ہین - اور اسی سے ناسخ و منسوخ ثابت کرتے ہین - دور کیون جائے
ہین - یہ ہی بیہقی کی دونون روایت پر غور کیجیے - تو معلوم کیجیے - کیونکہ
اگر دونون روایت کو صحیح کہیے تو ضرور حدیث عدم رفع کو حدیث رفع
کا ناسخ سمجھیے - کہ فی الحقیقت ابتداء اسلام مین رفع یدین تھی (چنانچہ

محدثین نے اُسوقت کی روایتون کو پاکر شائع وذائع کیا) آخر چلکر منسوخ ہوگئی جیسے طحاوی نے اپنے معانی الآثار مین اور ابن الہمام نے اپنے فتح القدیر مین اور عینی شرح ہدایہ مین اِس بات کو ثابت کیا۔ اور اگر ایک کو صحیح دوسرے کو غیر صحیح کہیئے۔ تو کسکو صحیح فرض کیجے۔ اگر حدیث رفع کو صحیح کہیئے۔ تو ترجیح بلا مرجح کو تعصب مذہبی سے دخل دیجیے۔ اور اگر وجہ ترجیح کے لیے اور اور محدثین کی حدیث کو پیش کیجیے۔ تو مین اُن محدثین کے اُستادون کے پیران پیر امام اعظم رح کی اِس حدیث کو (ابو حنیفہ رح) عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود رض کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یعود لشیء من ذلک کذا فے عقود الجواہر والخوارزمی کہ اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا۔ اور ترمذی نے حسن کہا۔ اور حدیث مسلم مذکور کو اور حدیث لا ترفع الایدی مشہور کو پیش کرونگا۔ اور موطاے امام محمد رح کی احادیث تو سب پر بھاری اور پیش کیا ہوا ہی۔ دکھلاؤنگا۔ پھر وجہ ترجیح کس جانب کو ہی دیکھیے۔ اور امام صاحب کے رتبہ اور محدثین کے رتبہ مین امتیاز کیجیے۔ اور اس فساد کو مٹا دیجیے۔ یعنی بین الحنفیون کی عداوت کو اُٹھا دیجیے۔ اگرچہ اِس باب مین بہت سے دلائل وآثار رین ہین لیکن مین نے باعث طول ہونے کتاب کے طرح دیا۔ العاقل تکفیتہ الاشارۃ پر اکتفا کیا ۵

یک حرف بس است اگر شعور است
ورنہ چو چراغ پیش کور است

آنحضرت صلعم کا نماز مین خفیہ آمین کہنے کا ثبوت

اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا ہے - اور بہت سی آیات قرآنی او احادیث
نبوی سے اسکو ثابت کیا - خیر یہان بھی دو ایک روایت اور سن لیجے -
عن وائل بن حجر رض قال سمعت رسول صلعم قرأ غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین فقال اٰمین ومدّ بھا صوته وفی روایة
خفض بھا صوته اخرجه ابوداود والترمذی کذلک فی التیسیر - چونکہ صاحب
تیسیر بھی شافعی المذہب ہین اسیلیے روایت مدّ بہا کو صاف و مقدم لکھا
اور خفض بہاصوته کو بے غرضی کے ساتھ موخر لکھا - نہین تو اس حدیث کو
احمد وابوداؤد والطیالسی وابویعلی الموصلی نے اپنے اپنے سنون مین اور
طبرانی نے اپنے معجم مین اور دارقطنی نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنے مستدرک مین
حدیث شعبہ سے یون روایت کیا - عن سلمه بن کھیل عن حجر ابی العنبس
عن علقمه بن وائل عن ابیه انه صلی مع النبی صلعم فلما بلغ
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین واخفی بھا صوته
ولفظ الحاکم فی کتاب القراءت وخفض بھا صوته ہے اسی طرح سے
عینی اور فتح القدیر ص ۱۲۱ اور مرقات اور عمدة القاری وغیرہم مین ہے - عن ابی
ھریرۃ رض قال ترك الناس التامین وکان رسول الله صلعم اذا قال
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمعھا اھل
الصف الاوّل فیرتج بھا المسجد - اخرجه ابن ماجه ص ۶۲ اس حدیث سے
صاف ظاہر و باہر ہے کہ تامین بالجہر ابتداء مین تھی - اخیر کو منسوخ ہوگئی - شاید
یہ بات ابوہریرہ رض کو نہ پہونچی ہون - نہین تو انکے ہم اقران صحابہ نے کیون ترک

تامین کیا۔ کیا غیر مقلدون نے اِن لوگون کو بھی باعتبار رایون کے امام صاحب کا مقلد سمجھا۔ العیاذ باللہ۔ حضرت اگر خیال کیجیے تو اسی حدیث سے تامین بالجہر کو بخوبی منسوخ سمجھیے۔ **سواے اِسکے** احادیث مصرحۂ ذیل سے بخوبی تامین بالسر کو استنباط کر لیجیے۔ عن ابی موسیٰ رض قال کنا مع النبی صلعم فی سفر فجعل الناس یجہرون بالتکبیر فقال النبی ع ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لیس تدعون اصمّ ولا غایبًا انکم تدعون سمیعًا قریبًا وہو معکم الخ والضًا۔ عن ابی موسیٰ رض انہم کانوا مع رسول اللہ صلعم وہم یصعدون فی ثنیۃٍ قال فجعل رجل کلما علا ثنیۃً فاری لا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال فقال نبی اللہ صلعم انکم لا تنادون اصمّ ولا غائبًا الخ اخرجہما مسلم والضًا ہکذا فی البخاری۔ اور امام محمد رح اپنی موطا میں (جو قبل وجود شیوخ صاحبان صحاح کے تدوین ہوئی) لا یجہرون بذلک یعنی بالتامین لکھا اور وہی امام محمد رح نے اپنی کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ رح سے چار چیز امام کا مخفی کرنا روایت کیا۔ وہ چار چیز۔ تعوذ و بسم اللہ و سبحانک و آمین ہے۔ اسی طرح سے سیوطی شافعی نے بھی اپنی جامع الجوامع میں ابوہریرہ وطحاوی سے روایت کیا۔ اور ابن شاہین نے اپنی سُنن میں۔ وغیرہم نے لکھا۔ **غور کرنے کی جگہ ہے** کہ مطلق آمین کہنا قول النبی صلعم سے خصوصًا اِس حدیث سے بخوبی ثابت ہے وہ واجب العمل ہے۔ اسمین کسی طرح سے کسی فریق کا خلاف نہین۔ قال رسول صلعم اذا صلیتم فاقیموا

صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا
کبر وارکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم
فقال رسول اللہ صلعم فتلک بتلک قال واذا قال سمع اللہ لمن
حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد یسمع اللہ لکم رواہ المسلم وفی روایۃ
لہ عن ابی ہریرہ وقتادہ واذا قرء فانصتوا کذا فی المشکوٰۃ ۲۹۴ ہان صورت
جہریہ وسریہ مین اختلاف ہی وہ دونون صورت قول النبی صلعم سے ثابت نہین
یعنی رسول اللہ صلعم نے مدّ وابھا صوتکم نفرمایا۔ البتہ محدثین فعل النبی
صلعم سے ثابت کرتے ہین۔ اور جب فعل النبی صلعم سے دونون ثابت ہین۔
تو قاعدہ تعارض کا پیش آگیا۔ پھر اسمین غیر مقلدون کا کیا نکلا۔ سوائے
اسکے فعل النبی صلعم حنیفی کے پاس موجب وجوب نہین اگر ہوتا تو رسول اللہ
صلعم صلوا کما رایتمونی اصلی نفرماتا۔ بلکہ مجرد روئت ہیئت صلوٰۃ
نبی صلعم کی کفایت کرتی۔ نہ نعلین کھولتے مین اصحابون کو نماز کے اندر جو وے
فعل النبی صلعم کو دیکھ کر کھولتے تھے مزاحمت فرماتا۔ نہ یہ حدیث عن ابن عمرو
بن العاص (تا) یارسول اللہ صلعم انک قلت صلوٰۃ الرجل
قاعدا علی نصف الصلوٰۃ وانت تصلی قاعدا قال اجل ولکنی لستُ
کاحد منکم اخرجہ المسلم ومالک وترمذی والنسائی کذا فی التیسیر ۲۱۶ فرماتا۔
الغرض اس فعل النبی صلعم سے جو تعارض واقع ہوا ہی۔ حنیفی الزام نہین پاسکتا ہی
اور حدیث بالا کے فقولوا آمین سے جہر بالتامین مراد نہین ہوسکتا ہی۔ نہین تو

اُسی حدیث کے فقولوا ربنا لك الحمد سے ربنالك الحمد کا بھی جہر لازم آتا اور اسی طرح سے ان حدیث زرین کے فلیقل بلے انا علیٰ ذلك من الشاھدین ۔ اور فلیقل آمنّا باللہ سے بلیٰ انا علیٰ ذلك من الشاھدین اور اٰمنّا باللہ کا جہر لازم آتا ۔ قال رسول اللہ صلعم من قراء منکم بالتین والزیتون فانتہی الی الیس اللہ باحکم الحاکمین فلیقل بلیٰ وانا علیٰ ذلك من الشاھدین ومن قراء لا اقسم بیوم القیمة فانتہیٰ الی الیس ذلك بقادر علی ان یحیی الموتی فلیقل بلیٰ ۔ ومن قرأ والمرسلات عرفا فبلغ فبای حدیث بعدہ یؤمنون فلیقل اٰمنّا باللہ رواہ ابوداؤد وغیرہ کذا فے المشکوٰۃ ص ۲۰۳ اور ناظاہر نہین کہ امین دعا ہے چنانچہ خود بخاری کی ایک روایت مین عطانے آمین کو دعا کہا ۔ جب آمین کا دعا ہونا ثابت ہوا ۔ تو خفیہ کہنا بھی ضرور ہوا ۔ کہ نصوص قرآنی اسپر دال ہے ۔ قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعًا وخیفة ۔ وقولہ تعالیٰ واذکر ربك فے نفسك تضرعًا وخیفہ دون الجہر من القول وقولہ تعالیٰ واسروا قولکم اواجہروا بہ انہ علیم بذات الصدور وقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما یوسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ وغیر ذلک نہین تو تنسیخ قرآن کی لازم آویگی ۔ اور وہ تنسیخ حدیث ۔ کلامی لا ینسخ کلام اللہ الخ سے باطل ہے ۔ چہ جاے یہ حدیث کہ جس مین تعارض واقع ہے ۔ ناسخ قرآن ہو لی ۔ **طرفہ غریب لطیفہ عجیب** تو یہ ہے کہ غیر مقلدین جس حدیث کے تکیہ پر

آمین بالجہر کا فساد مچا رہے ہین - وہ حدیث وائل بن حجر سے ہے اُسکو تو خود امام بخاری رح کا شیخ و استاذ یحیٰی بن معین نے ضعیف کیا - جیسا امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا - اور قابل حجت نہین کہا - قال الشافعی یجھر بھا عند الجھر بالقرءۃ لحدیث وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم انہ قال اٰمین ومد بھا صوتہ ومارواہ ضعفہ یحیے بن معین فلا یلزم حجۃ - پھر ان نادانون کے شور و شغب سے کیا ہوتا ہے - اور حنفیون کا کیا بگڑتا ہے -

آنحضرت صلعم کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت

عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ اخرجہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ - عن علی رض انّ من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ رواہ ابوداؤد - اس حدیث کو صاحب الکافی والمبسوط وغیرہما نے اور امام نووی شافعی نے بھی ذکر کیا - اگرچہ امام نووی نے اپنے مذہب کے حسن ظن پر اسکو ضعیف کہا - وہ حنفیون کو مضر نہین لما ذکرتہ - عن علی رض ان السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ کذا فی الشعرانی الشافعی ۹۳ وعن علی رض قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف تحت السرۃ رواہ احمد وابوداؤد وکذا فی المنتقی الاخبار - عن ابی جحیفہ رض ان علیا قال السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ ویضعھما تحت السرۃ

اخرجہ رزین کذا فی التیسیر ص۲۱۶ ای حضرت مین نے تو آپ کے سوال کے جواب مین تحت السترہ کی روایت کو آپ کی کتابون سے اِسقدر بھی ثابت کیا۔ حالانکہ مین اِس بات کا محتاج نہ تھا۔ بھلا آپ تو اپنے علی الصدر کی روایت کو صحیح سے ثابت کیجیے۔ نہین تو کس برتہ پر تتا پانی کا مطلب ہی بیان فرمائیے۔

دفع دخل ابن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت کو جو وائل بن حجر کی طرف منسوب ہی ان روایتون کے معارضے مین ہرگز پیش نہین کر سکتے ہین جب شیخ الصحاح ابن ابی شیبہ کی تحت السرہ کی روایت وائل بن حجر سے ثابت ہو چکی۔ پھر بعد مدت مدید کے ابن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت وہی وائل بن حجر سے کیونکر صحیح ہوگی۔ نہ معارضے کی قابلیت رکھیگی۔ **حضرت** یہ ابن خزیمہ کی روایت عجب انوکھی روایت ہی نہ صحاح مین موجود ہی نہ ائمہ اربعہ مین سے کسی کے مذہب کے ساتھ منطبق ہی حتیٰ کہ جمہور شافعیہ بھی تحت الصدر وفوق السترہ کے قائل ہین نہ علی الصدر کے۔ پھر آپکی دلیل کا پتا کیا ٹھہرا نہ آپکو گھر کا نہ گھاٹ کا پتہ لگا۔ ہان من یضلله فلا ھادی له کا نتیجہ نکلا۔

آنحضرت صلعم کا مقتدیون کو خلف الامام قرأت کرنے سے منع کرنے کا ثبوت

اِسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا۔ پھر یہان بھی بہ نیت نفع عوام کے کچھ لکھتا ہون۔ عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلعم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی منکم من احد فقال رجل انا یا رسول اللہ صلعم قال فقال انی اقول مالی

انازع القرآن فانتهى الناس عن القراءۃ مع رسول صلعم
فیما جہر بہ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک اخرجہ محمدؒ فی موطاہ۔
ایضا فیہ۔عن ابن عمر انہ کان اذا سئل ھل یقراء احد مع
الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراءۃ الامام
وکان ابن عمر لا یقراء مع الامام۔ ایضا فیہ۔ اخبرنا مالک
حدثنا وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ یقول من
صلی رکعۃ لم یقراء فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام
امام محمد رح نے اپنے موطا میں ان حدیثون کو امام مالک رح سے نقل کرکے
فرمایا کہ بقول امام ابوحنیفہ رح کے قرات خلف الامام نہ صورت جہریہ میں ہے
نہ صورت سریہ مین۔ کیونکہ اسمین بہت سی آثارین ہین۔ ایک تو ابن
عمر رض سے قال من صلی خلف الامام کفتہ قراءتہ۔ دوسرا بھی
ابن عمر رض سے انہ سئل عن القراءۃ خلف الامام قال
تکفیک قراءۃ الامام۔ تیسرا۔ جابر بن عبداللہ عن النبی صلعم سے انہ
قال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ چوتھا
قال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ پانچوان
ابی وائل سے۔ قال سئل عبداللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف
الامام قال انصت فان فی الصلوٰۃ شغلا سیکفیک ذلک
الامام۔ چھٹوان علقمہ بن قیس سے ان عبداللہ بن مسعود
کان لا یقراء خلف الامام فیما یجہر فیہ وفیما یخافت فیہ فی الاولین

ولا فی الاخرین واذا صلی وحدہ قراء فی الاولین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ ولم یقراء فی الاخرین شیئا (ای من القرآن) ساتوان عبد اللہ بن مسعود سے قال انصت للقراءۃ فان فی الصلوٰۃ شغلا وسیکفیک الامام - آٹھوان بن قیس سے قال لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقراء خلف الامام نوان ابراہیم سے قال ان اول من قراء خلف الامام رجل اتھم دسوان بن شداد بن الہادی سے قال امر رسول اللہ صلعم فی العصر قال فقراء رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول صلعم قدامک فکرھت ان تقراء خلفہ فسمعہ النبی صلعم قال من کان لہ امام فان قراءتہ لہ قراءۃ - اس روایت سے صراحۃً عدم جواز قرارت کا صورت سریہ مین بھی ظاہر ہی - کہ نماز عصر کی تھی - گیارھوان سعد سے قال وددت ان الذی یقراء خلف الامام فی فیہ جمرۃ بارھوان عمر بن الخطاب رض سے قال لیت فی فسم الذی یقراء خلف الامام حجرا - تیرھوان موسی سے انہ قال من قرا خلف الامام فلا صلوٰۃ لہ - کل ان روایتون کو امام محمد رح کی موطا سے نقل کیا ہی - اور اسی طرح سے امام محمد رح بہت سی حدیثین اپنی کتاب الآثار مین بھی لایا ہی - ہمنے طوالت کی وجہ سے انکو ذکر نکیا - اور اسپر کفایت کیا - اگر کوئی کہیے کہ صحاح کی کوئی روایت آپ نہین لائے - تو خیر

اسکی بھی چند روایت لاتا ہون۔ اگرچہ بقاعدۂ ماسبق کے مین کسیطرح
کی ضرورت اسکی نہین سمجھتا ہون۔ چودھوان صحیح مسلم مین عمران ابن حصین
سے یہ روایت ہی قال صلی بنا رسول اللہ صلعم صلوٰۃ الظہر
او العصر فقال ایکم قرأ خلفی سبح اسم ربک الاعلی فقال رجل
انا ولم ارد بھا الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا
(ای نازعنیھا معناہ الانکار علیہ) اخرجہ المسلم والضا فیہ۔ پندرھوان
اسی عمران سے یہ روایت ہی ان رسول اللہ صلعم صلی الظہر فجعل
رجل یقرأ خلفہ سبح اسم ربک الاعلی فلما انصرف قال ایکم
قرأ او ایکم القاری قال رجل انا فقال قد ظننت ان بعضکم
خالجنیھا۔ ایضا فیہ سولھوان قتادہ سے یہ روایت ہی ان رسول
صلعم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا۔ اور طرفہ
عجیب اور لطیفہ غریب تو یہ ہی کہ صحیح مسلم مین بجز ان تین روایت کی اور کوئی
روایت باب القراۃ خلف الامام مین نہین۔ اور ان تینون روایتون سے
صاف ظاہر ہی کہ نماز سریہ مین بھی قراۃ خلف الامام درست نہین کیونکہ نماز عصر
یا ظہر کی تھی سترھوان وہی صحیح مسلم کے باب فی سجود القرآن مین یہ روایت عطا بن
یسار سے مذکور ہی انہ اخبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القرأۃ
مع الامام فقال لا قرأۃ مع الامام فی شئی الخ اخرجہ المسلم۔
اٹھارھوان موطاے مالک مین ابن عمر رض سے روایت ہی انہ کان اذا
سئل ھل یقرأ احد مع الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام

فحسبه قراءة الامام وكان ابن عمر لا يقرء مع الامام۔ [19] انیسوان
اسی موطاء مالک مین جابر سے روایت ہے انه قال من صلی رکعة لم
یقرء فیها بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام۔ اس روایت کو
ترمذی نے بھی لیا اور اپنی جامع مین اسکو صحیح کہا۔ [20] بیسوان ابن ماجه مین جابر
سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلعم من کان له امام فقراءة الامام
له قراءة۔ [21] اکیسوان وہی ابن ماجه مین ابوہریرہ رض سے اور ابی موسی الاشعری
سے قال قال رسول صلعم اذا قراء فانصتوا الخ۔ [22] بائیسوان وہی ابن ماجه
مین ابن اکیمه سے قال سمعت ابا ہریرہ رض یقول صلی النبی صلعم
باصحابه صلوة نظن انها الصبح فقال هل قراء منکم من احد
قال رجل انا قال انی اقول مالی انازع القرآن۔ [23] تیئیسوان ابن
ابی شیبه نے اس حدیث کو علی کرم اللہ وجہه سے روایت کیا عن علی
قال من قرء خلف الامام فقد اخطاء۔ [24] چوبیسوان وہی ابن ابی
شیبه نے حضرت زید بن ثابت سے قال لا قراءة خلف الامام
کو روایت کیا۔ [25] پچیسوان پھر انھون نے ابراہیم سے قال اول ما
حدثوا القراءة خلف وکانوا لا یقرؤن۔ کو روایت کیا۔
[26] چھبیسوان وہی ابن ابی شیبه اور طبرانی اور ابن مردویه اور بیہقی نے
ابن مسعود سے انه قال فی القراءة خلف الامام انصت
للقرآن کما امرت فان للصلوة شغلا وسیکفیك ذاك الامام
روایت کیا۔ کذا فی الدر المنثور للسیوطی الشافعی۔ [27] ستائیسوان

دارقطنی نے حضرت علی رضؓ سے انہ قال من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ کو روایت کیا۔ اٹھائیسوان[۲۸] ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر سے قال لا یقرء خلف الامام لا ان جھر و لا ان سر ذکرہ الزیلعی فی نصب الرایہ کو روایت کیا۔ انتیسوان[۲۹] امام مالک نے بیاضی سے ان النبی صلعم خرج علی الناس وھم یصلون وقد علت اصواتھم بالقراءۃ فقال ان المصلی یناجی ربہ فلینظر بما یناجیہ ولا یجھر بعضکم علی بعض بالقرآن کذا فی التیسیر[۲۱۹] کو روایت کیا تیسوان[۳۰] پھر وہی امام مالک اور احمد اور ترمذی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (مالی انازع القرآن) اور (اذا قرأ فانصتوا) کو روایت کیا کذا فی المشکوۃ[۳۱]۔

تنبیہ جب ہمنے اصل اصل کتابون سے عدم قرات کو ثابت کیا۔ باقی روایتون کو جو طحاوی اور ابن ہمام اور عینی وغیرہم لائے۔ طوالت کی وجہ سے چھوڑا۔ **اعتراض** اگر آپ فرمائین کہ تمھاری سب روایتون کا معارض موجود ہے بلکہ تمنے جس راوی سے عدم جواز کو ثابت کیا۔ اسی راوی سے جواز کی بھی روایت ثابت ہے جیسا ابن عمر رضؓ و عمر رضؓ وغیرہما سے دونون طرف کی روایتین موجود ہین۔ پھر تمھاری روایتین کسطرح سے قابل احتجاج کے ٹھہرین۔ **جواب** جسطرح سے آپ لوگون کے پاس جواز کی روایتین باوجود موجود ہونے روایتین عدم جواز کے قابل احتجاج کے ٹھہرین۔ اگر بقول آپکے ہماری روایتین قابل احتجاج کے نہ ٹھہرین۔ تو پھر

تمھاری روایتین باوجود موجود ہونے معارضون کے کیونکر قابل احتجاج کے ٹھہرین۔

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ حضرت اب تو آپ ہی کے قول سے قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کا نکل پڑا۔ پھر تو احتجاج باحادیث صحاح کا برباد ہوگیا۔ کیون نہو حسب نوشتہ احادیث ماسبق کے میرے۔ یہ تالیفات شر القرون ہین۔ اسمین بہت کچھ رطب و یابس مخلوط ہین۔ نہین تو اس طرح کے تناقضات بزرگون سے ہرگز درایتہ ثابت نہو تین۔ کیا یہ عقل تجویز کرتی ہے کہ حضرت عمر رضہ وغیرہ رضہ کسی وقت مین کچھ اور کسی وقت مین کچھ فرماوین۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ نتیجہ فقط اسناد پرستی اور تعصب مذہبی کا ہے۔ نئی نئی بلکہ یہ معجزہ قول حضرت رسالت مآب صلعم ثم یظہر الکذب وغیرہ کا ہے۔ تنبیہ مین کچھ امام صاحب کے قول کے ثبوت کے واسطے صحاح کی طرف محتاج نہین ہون۔ بلکہ اصل کی اصالت کو نقل سے ثابت کرنے کو جہالت سمجھتا ہون۔ لیکن فقط الزام خصم کے لئے پیش کیا کرتا ہون۔ نہین تو انکے قول کو قرآن سے ثابت کرنے مین عاری و عاجز نہین ہون۔ وہ عدم جواز قرات خلف الامام اسی آیت اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا سے بخوبی ثابت ہے۔ کیونکہ جب اس آیت سے تلاوت قرآن کو ایسا استماع و انصات لازم ہے جیسا کہ طلوع شمس کو وجود نہار لازم ہے تب قرات فاتحہ خلف الامام کو بھی استماع و انصات لازم ہے کہ وہ بھی قرآن بل ام القرآن ہے۔

اعتراض خیر لفظ فاستمعوا سے البتہ صورت جہریہ مین استماع متحقق ہوسکتا ہے

اما صورت سریہ مین کیونکر استماع ثابت ہوسکتا ہی - تب اُس صورت سریہ
مین قراءت خلف الامام کون آیت سے ممنوع ہوتی ہی - جواب
اِس آیت کے لفظ انصتوا سے ممنوع ہوتی ہی کیونکہ انصات مین سماعت
لازم نہین - اگر ہوتا تو اللہ جل شانہ بعد فاستمعوا کے پھر انصتوا کو تکرار
نہ فرماتا - کہ حشو قرآن مین لازم آتا - البتہ یہ تخصیص بعد تسلیم اُس صورت کے
لیے ہی کہ جس صورت مین قرآن سُنا نجاوے - اور جہان سماعت متحقق
نہونے پاوے - وہان بھی اسی انصتوا سے خاموشی اختیار کرے - اور
استماع مین سماعت وانصات دونون لازم ہین یعنی چُپ رہکر سُننے کی
کوشش کرے - نہین تو فائدہ خاصیت باب افتعال کہ اللہ تعالی نے
سمع کو باب افتعال مین لیجاکر فاستمعوا فرمایا باطل ہوئے - کیون حضرت
جب شاہی دربار مین دور کے بیٹھنے والون کو جو کلام شاہی سُننے نہین پاتے
ہین انصات لازم ہوتا ہی تو کیا اللہ جل شانہ کا دربار اس سے بھی گیا گذرا ہی
کہ اسمین جسکا جو جی چاہے سو بڑ بڑ کیے جاے - سواے اِسکے جب پچھے
کی اِن دونون حدیثون مین قراءت فاتحہ کی مطلقاً متحقق نہین پھر مضمون
حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کو یہان پر کیا کیجیے - باوجود عدم
قراءت فاتحہ کے نماز کیونکر صحیح ہوتی ہی - اول - حدیث یہ ہی عن عبد اللہ
بن ابی اوفے قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال انی لا استطیع
ان اخذ من شیئاً فعلمنی مایجزئنی قال قل سبحان اللہ الحمد للہ
ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الخ اخرجہ ابوداود

والنسائی کذا فی المشکوٰۃ ص۳۰ - دوم حدیث یہ ہی - وفی روایۃ الترمذی قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضاء کما امرک اللہ بہ ثم تشہد فاقم فان کان معک قرآن فاقراء والا فاحمد اللہ وکبرہ وہللہ ثم ارکع کذا فی المشکوٰۃ ص۲۸ -

خدا اور رسول کا عوام غیر مجتہد پر کسی امام کی ایمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنے کا ثبوت

ہر چند اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین ادلۂ قطعیہ سے ثابت کیا - لیکن یہانپر بھی دوسری طرز سے کچھ لکھنے کو مناسب سمجھا - وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فرمایا - اِس سے اتباع اولی الامر کا واجب ہی - اِسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین - لیکن گفتگو اِسمین ہی کہ مطلق اولی الامر کا اتباع واجب ہی یا مقید بفرد کامل کا - اگر ثانی ہی تو فتنہ فرو نشست ونزاع برخاست کا نقش بیٹھ ہی کہ امام صاحب آئمہ مین فرد کامل ہین - تب انکا اتباع واجب ہی - اگر اوّل ہی تو مین قولہٖ تعالیٰ اتبع احسن ما انزل الیکم - و قولہٖ تعالیٰ ولا تنسوا الفضل بینکم - و قولہٖ تعالیٰ اوحینا الیک ان یتبع ابراھیم کو امر مطلق کا بیان ڈالتا ہون - اور اِس سے فرد کامل مراد لیتا ہون - کیونکہ جب اوّل آیت سے باوجود حقیت کُل ما انزل اتباع ما احسن کا مامور بہ ہونا ثابت ہوا - اور ثانی آیت سے فاضل کے فضل کو بھولنا منہی عنہ ٹھہرا - اور ثالث آیت سے باوجود حقیت نبوت

ہر نبی کے اتباع حضرت ابراہیم کا کرنا ثابت ہوا - تب علی وجہ الکمال -
وبصورت حال امر مطلق کو مقید بفرد کامل ہونا ثابت ہو گیا - اور امام
ابی حنیفہ رح استاذ الایمہ امام الایمہ واعظم الایمہ وافضل الایمہ واعلم الایمہ
واورع الایمہ وازہد الایمہ واقدم الایمہ واقرب الایمہ الی الرسول صلعم
ہین پھر انکا اتباع کیون واجب نہو - اگر آپ اسپر بھی اکتفا نہ کرین تو مین
آپ کے صحاح سے (جسکو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہین - حتی کہ
اسکے مقابلہ مین حدیث السنۃ قاض سے قرآن کو بھی ضعیف ٹھہراتے
ہین العیاذ باللہ) چند حدیثین جنکو صاحب مشکوۃ نے جمع کیا - اس
تقریر کی تائید مین پیش کرتا ہون - اور اسمین تامل وتفکر سے نظر کرنے کو
امید رکھتا ہون - انھین سے پہلی روایت حضرت عائشہ رض سے یہ ہے عن
عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم لا ینبغی لقوم فیھم
ابوبکر ان یؤمھم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب
کذا فی المشکوۃ - اگرچہ ترمذی رح نے باعتبار اسناد کے اسکو غریب
کہا - لیکن اسکی تائید مین نیچے کی حدیثین موجود ہین - دوسری روایت
انھیسے یہ ہے عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم
فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا
فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی
اللہ والمؤمنون الا ابابکر رواہ المسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی
بدل انا ولا کذا فی المشکوۃ - تیسری روایت جبیر بن مطعم سے

قال اتت النبی صلعم امراۃ فکلمتہ فی شئ فامرھا ان ترجع الیہ قالت
یارسول اللہ ارایت ان جئت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال
فان لم تجدینی فائتی ابا بکر متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ چوتھی روایت محمد بن
حنیفہ سے قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلعم قال ابوبکر
قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت
قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ ۔ پانچوین
روایت ابن عمر سے قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلعم
لا نفاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایۃ ابی داؤد قال کنا نقول
ورسول صلعم حی افضل امۃ النبی صلعم بعدہ ابوبکر ثم
عمر ثم عثمان کذا فی المشکوٰۃ ۔ تنبیہ جب پہلی روایت سے حضرت
ابوبکر رض اللہ کے رہتے ہوئے امامت غیر کی سزاوار نہین ہونا ۔ اور دوسری
روایت سے اللہ و مؤمنون کا سوائے ابوبکر کے انکار کرنا ۔ اور تیسری روایت
سے بعد رحلت آنحضرت صلعم کے عورت سائلہ کو ابوبکر کے پاس آنا ۔ اور
چوتھی روایت سے خیر الامہ بعد النبی صلعم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کا ہونا ۔
اور پانچوین روایت سے ابوبکر کی برابر اور کسی کو نہ ٹھہرانا ۔ ثابت ہوا ۔
یعنی باوجود حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کے
صحابیون مین سب صحابیون نے حضرت ابوبکر صدیق کو افضل جانکر ترجیح دیکر اقتدا
کیا ۔ تب اسی طرح سے سنیون مین حنفیون نے ائمہ کے درمیان سے امام الائمہ

کو اسی اشارۃ النص سے ترجیح دیکر اقتدا کیا تو کیا قصور کیا۔ دقیقہ دیکھیے غور کیجیے کہ بعد النبی صلعم کے اقتدار کی تین صورتین ہین۔ اوّل۔ اقتدا صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ دوم۔ اقتدا غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ سوم۔ اقتداء غیر صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ۔ جب صورت اوّل مین اُن حدیثون سے مفہوم عموم اولی الامر کا آیت اولی الامر منکم سے بالکل مفقود ہے کہ کل صحابہ کا اقتدا ساتھ حضرت ابوبکر رض کی افضلیت مین فرد کامل ہونے کے سبب سے موجود۔ اور صورت ثانیہ مین بھی وہی افضلیت کے سبب سے (کہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ سے ثابت ہے) اقتدا غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ ثابت۔ تب صورت ثالثہ مین کیون وہی افضلیت کا اعتبار نہو۔ اور کیون حدیث اجعلوا آیمتکم خیارکم الخ سے خیار ائمہ پر اقتدار واجب نہو خذ ہذا۔

ظہر کا وقت دوسری مثل تک باقی رہنے کا ثبوت

چند روایتون سے ثابت ہے کہ۔ انمین سے ایک روایت ابوہریرہ رض سے یہ ہے ان رسول صلعم قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم قال ابو محمد (یعنی دارمی) ھذا عندی من التاخیر اذا تاذوا بالحر اخرجہ الدارمی[۱۲۲]۔ دوسری روایت نافع مولی ابن عمر رض و ابوہریرہ رض سے۔ حدثاہ عن الرسول انہ قال اذا اشتد الحر فابردو بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم اخرجہ البخاری[۲۶]۔ اور اسی طرح سے یہ روایت صحیح مسلم مین بھی ہے۔ تیسری روایت ابی ذر رض سے قال اذن موذن

النبی صلعم الظہر فقال ابردوا ابردوا وقال انتظروا انتظروا وقال شدة الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰة حتی رائنا فی التلول اخرجہ البخاری[۳۵۳] - ایضا اخرجہ المسلم - چوتھی روایت پھر ابوہریرہ رض سے عن النبی صلعم انہ قال اذا اشتد الحر فابردوا (تا) واشتکت النار الخ اخرجہ البخاری - ایضا اخرجہ المسلم[۳۵۳] - پانچوین روایت ابوسعید سے قال قال رسول صلعم ابردوا بالظہر فان شدت الحر من فیح جہنم تابعہ سفین ویحیی وابوعوانہ عن الاعمش اخرجہ البخاری - چھٹوین پھر ابوسعید سے قال قال رسول اللہ صلعم اذا شتد الحر فابردوا بالظہر فان شدة الحر من فیح جہنم اخرجہ ابن ماجہ[۴۹] - ایضا فیہ عن ابی ہریرہ مثلہ - ایضا فیہ عن مغیرہ بن شعبہ مثلہ - ایضا فیہ عن ابن عمر مثلہ - دسوین پھر ابوہریرہ رض سے ان النبی صلعم قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحر من فیح جہنم اخرجہ السبعة بہذا اللفظ کذا فی التیسیر[۲۰۶] - گیارھوین - ابوذر رض سے قال کنا مع النبی صلعم فی سفر فاراد المؤذن ان یوذن للظہر فقال لہ رسول اللہ صلعم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی رائنا فی التلول فقال النبی صلعم ان شدة الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة اخرجہ الخمسہ الا النسائی کذا فی التیسیر[۲۰۶] - بارھوین قاسم بن محمد سے قال ما

ما ادرکت الناس الا یصلون الظہر بعشی اخرجہ مالک کذا فی التیسیر
معنی عشی آخر روز ہی۔ تیرھوین ابو موسی سے قال کان رسول اللہ صلعم
اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل اخرجہ النسائی کذا
فی التیسیر۔ تنبیہ ان روایتون سے ابراد بالظہر حالت گرمی مین علی
وجہ الکمال ثابت ہی۔ اور معنی ابراد کے یہ ہین کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت مین
پڑھے۔ اور ٹھنڈا ین تو قبل ایک یا ڈیڑھ مثل کے اس دیار مین بھی متحقق نہین
ہو سکتا ہی۔ پھر اُس دیار ریگستان مین کیونکر متحقق ہو۔ ہان کسیقدر قبیل کا
مثل سے لیکر دو مثل تک متحقق ہی۔ اس لیے امام صاحب نے ان حدیثون
سے مسئلہ مثلین کا استنباط کیا۔ سوائے اسکے تیری روایت مین
بخاری اور مسلم کی اور گیارھوین روایت مذکور مین تیسیر کے لفظ حتی رائنا
فی التلول مذکور ہی۔ اور تلول کے معنی لغت مین تودہ اور عینی مین التلول
جمع تل وہو کورۃ من الرمل۔ اور قسطلانی مین التل بالفتح والتشدید
کل ما اجتمع علی الارض من تراب اورمل او غیرہما ویکون سطحا غیر شاخص غالبا
ولا یظہر لہ ظل لانبساطہ الا اذا ذہب اکثر وقت الظہر لکھا۔ اب غور کی جگہ ہی
کہ تودہ ریگ وغیرہ کا سایہ جب تک آفتاب خوب ڈھل نہ جاوے تب تلک
متحقق نہین ہوتا ہی۔ اُسی وقت شئی مستقیم کا سایہ دو مثل تک ہوتا ہی۔
چودھوین روایت عبد اللہ بن رافع سے عن ابی ہریرۃ رض انہ سالہ
عن وقت الصلوٰۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک صل الظہر اذا کان
ظلک مثلک۔ والعصر اذا کان ظلک مثلیک والمغرب اذا

غربت الشمس الخ اخرجہ محمدؒ فی موطاء[۴۲] - اس حدیث سے ابتداء وقت عصر کا دو مثل کے بعد سے ہونا ثابت ہے - پندرھوین[۱۵] روایت جابر رضی اللہ سے قال صلی بنا رسول اللہ صلعم حین صار ظل کل شئ مثلیہ رواہ ابن ابی شیبہ کذا فی العینی - اس سے بھی دو مثل کے بعد ابتداء عصر کا شروع ہونا ثابت ہے - اعتراض ان حدیثون کے معارضون کی نسبت مین تم کیا کہتے ہو جواب ان حدیثون کی نسبت مین تمھارا جو جواب ہے وہی جواب میرا ان حدیثون کی نسبت مین ہے - دوسرا جواب ہماری روایتون مین تناقص نہین اور تمھاری روایتون مین بہت سے تناقصات ہین - انمین سے ایک ابن عباس سے یہ ہے قال قال رسول اللہ صلعم امنی جبرائیل عند البیت مرتین فصلی بالظہر حین زالت الشمس وکانت قدر الشراک وصلی بی العصر حین صار ظل کل شئ مثلہ (تا) فلما کان الغد صلی بی الظہر حین کان ظلہ مثلہ وصلی بی العصر حین کان ظلہ مثلیہ الخ رواہ ابوداود والترمذی کذا فی المشکوٰۃ[۲۲] - اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت مشترک ہے کیونکہ آخر وقت مین ظہر کے اور اول وقت مین عصر کے لفظ کان ظلہ مثلہ مشترک ہے - حالانکہ کوئی وقت صلوٰۃ خمسہ سے مشترک نہین چنانچہ ابن عمر کی روایت مین وقت الظہر (تا) مالم یحضر العصر الخ کذا فی المشکوٰۃ[۲۳] - اور ابی ذر کی روایت مین یمیتون الصلوٰۃ او یوخرون عن وقتہا الخ کذا فی المشکوٰۃ[۲۴] - اور حضرت علی رض کی

روایت مین یاعلی ثلث لا توخرھا الصلوٰۃ اذا اتت الخ کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۲ - اِن روایتون سے بخوبی عدم اشتراک ثابت ہی - پھر جس حدیث مین وقت کا تناقض ہی وہ حدیث کسقدر صحیح ہوسکتی ہی دریافت کیجیے اور روایت خباب بن الارت کی جسمین شکونا الی رسول اللہ صلعم حر الرمضاء فلم یشکنا الخ کذا فی التیسیر صفحہ ۲۰۹ ہی وہ تو بالکل خلاف مضمون انا ارسلناک رحمۃ للعالمین کا - اور قولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کا - اور قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کا - اور حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۳۰ کا - اور حدیث قال رسول صلعم یسروا ولا تعسروا وفی روایۃ وسکنوا ولا تنفروا اخرجہ الشیخان کذا فی التیسیر صفحہ ۱۵ - اور حدیث ولولا ینقل علی اُمتی لصلیت بھم ھذہ الساعۃ الخ کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۲۳ کا - اور حدیث لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یوخروا العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۲۴ کا - اور حدیث خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یملّ حتی تملّوا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹ کا - اور کل روایات ما تقدم ابردوا بالظھر کا ہی - حضرت ہر ہر بات مین خبر احاد پر تکیہ کرکے اُنکے پیچھے پیچھے دوڑنا - کیسا جیسا کوّا کان لے گیا کہنے پر کوّے کے پیچھے دوڑنا - اور کان مین ہاتھ دیکر نہ دیکھنا - مگر کیا کیجیئگا - آپ لوگون کو اِن باتون کے پھٹکار نے راہِ راست نے بھٹکا رکھا ہی - ہان جو علماء

امام صاحب کے دقائق کو دریافت نہ کر سکے انھون نے بھی امام صاحب کا خلاف کیا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون ؂ للناس فیما یعشقون مذاھب ؂ ہر کس مناسب گھر خود گرفت یار۔ بلبل بباغ رفت و زغن سوے خارزار۔

عام مسلمانون کا نفس ایمان اور پیغمبرون اور جبرائیل کا مساوی ہونے کا ثبوت

مساوی ہونا نفس ایمان رسول صلعم اور مؤمنون کا اس آیت سے بخوبی ثابت ہی قولہ تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون ط کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ۔ کیونکہ خداوندکریم نے لفظ رسول صلعم پر لفظ المؤمنون کو عطف کیا۔ اور درجہ معطوف و معطوف علیہ کا حکم عطف مین متحد ہی۔ پس ایمان رسول ؐ و مؤمن کا بھی متحد ہونا ثابت ہوا۔ نہین تو۔ جاء زید وعمرو مین عدم مساوی ہونا۔ مجیئت مین ہر دونون کے لازم آتا ہی۔ حالانکہ یہ خلاف عقل و نقل و محاورہ عجم و عرب کے ہی۔ اور سواے اسکے لفظ کل کی تنوین عوض مضاف الیہ کا ہی کذا فے الجلالین۔ تب کل کلھم کے معنی مین مستعمل ہی۔ اور کلھم تاکید حکم مین مستعمل ہوتا ہی تب کیونکر ایمان مین جو فرمان خدا کا ہی باوجود تاکید کے دونون مساوی نہون۔

سواے اِسکے کمال دین کمال ایمان پر دلالت کرتا ہی۔ اور جب کمال ایمان ہر مؤمن کا ثابت ہو تب معنی قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم الخ

کیونکر مصدق ہوسکتا ہے سوا اسکے ایمان کی کمی وبیشی جو بظاہر آیت
اذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وغیرہا سے معلوم ہوتی ہے
وہ کیفیت ایمان کی زیادتی ونقصانی ہے۔ نہ نفس ایمان کی اگر نفس ایمان
کی زیادتی ہوتی۔ تو حضرت ابراہیم عم اس آیت میں واذ قال ابراھیم رب
ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی
کیفیت احیاء موتی سے سوال نکرتے۔ اور اولم تؤمن سوال استفہام
انکاری کی جگہ میں بلی ولکن لیطمئن قلبی نہ کہکر۔ لیزیدنی ایمانی فرماتے
اس سے صاف ظاہر ہے کہ درمیان ایمان اور اطمینان کے تفرقہ ہے یعنی ایمان اور
شئی ہے اطمینان اور شئی ہے نہیں تو لفظ بلی ولکن کے معنی منطبق حال اس قیل و
قال کے نہوتے۔ اس آیت میں الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب عطف وتطمئن قلوبھم کا اوپر الذین آمنو
کے صحیح ہوتا۔ سوا اسکے جناب رسالت مآب صلعم جب حسب وعدہ خداوند
تعالیٰ تین سو صحابہ کو ہمراہ لیکر مشرکین کے مقابلہ میں لڑنے تشریف لے گئے۔ اور
نظر آپکی مشرکین پر پڑی۔ اور انکو عدد وشمار میں ہزار پائے۔ تب مضطر ہوکر
ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا اللھم انجز لی ما وعدتنی الخ پڑھنے لگے۔ یہانتک
کہ ردائے مبارک آپ کی گر پڑی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رض یانبی اللہ
کفاک مناشدتک ربک فانہ سینجز لک ما وعدک فرمایا۔ تب یہ
آیت فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین وما
جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا

من عند اللہ الخ نازل ہوئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ نصرت
فعل آلہی ہے۔ اور اللہ اسکا وعدہ کر چکا ہے۔ اسکے وجود مین کسی طرح کا شک
نہین۔ اور رسول صلعم کو اس بات پر کلی اعتماد تھا۔ باوجود اسکے مضطر
ہوکر دعا مانگی۔ اور اللہ جل شانہ نے بھی فقط اسکے اطمینان قلب کے لیے
فوج بھیجی۔ اس سے کچھ ازدیاد ایمان کا نہین لازم آتا ہے۔ اور نہ یہ ہونے
سے کمی ایمان کی لازم آتی ہے۔ اگر کمی ایمان کی لازم آتی۔ تو نقصان ایمان
نبی صلعم اور حضرت ابراہیم عم کی قبل اس اطمینان کے لازم آتی۔ العیاذ باللہ۔
سوا اسکے اگر نفس ایمان کی زیادتی و کمی ہونا ثابت ہوتا۔ تو خداوند
کریم خود اس آیت مین ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذالک سبیلا و اولئک ھم الکافرون حقا۔ اُن لوگون کی
شان مین جو بعض چیزون پر ایمان لاتے و بعض کو انکار کرتے اولئک
ھم الکافرون حقا۔ ہرگز نہ فرماتا بلکہ بمضمون آیۃ وما کان اللہ لیضیع
ایمانکم۔ وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین۔ اور وان تک حسنۃ
یضعفہا ویوت من لدنہ اجرا عظیما۔ اور فمن یعمل مثقال
ذرۃ خیرا یرہ۔ بعض ایمان کا اجر دینےکا وعدہ کرتا۔ اجر مومن کو
کیسا ہی کم ہو کیون ہرگز ضائع نہ کرتا۔ نہین تو برخلاف وان اللہ لیس
بظلام للعبید۔ اللہ کا ظالم ہونا لازم آتا۔ العیاذ باللہ۔ نہ صاحب
تفسیر بیضاوی شافعی اس آیت کے تحت مین یہ عبارت لکھا۔ یریدون
(تا) سبیلا۔ طریقا وسطا بین الایمان والکفر ولا واسطۃ اذ الحق

لا یختلف فاذا الایمان باللہ تعالیٰ انما یتم بالایمان برسلہ و تصدیقہم فیما بلغوا
عنہ تفصیلا او اجمالا فالکافر ببعض ذلک کا الکافر بالکل کما قال اللہ تعالیٰ
فماذا بعد الحق الا الضلال - اولٰئک ھم الکافرون - ہم الکاملون فی
الکفر لا عبرۃ بایمانہم ہذا سوائے اسکے اس آیت مین اذا تلیت علیہم
آیاتہ زادتہم ایمانا - ایمانا کے معنی اطمینانا للنفس یا رسوخا للیقین
بتظاہر الادلۃ او بالعمل بموجبہا کما فی البیضاوی ہے - اور تفسیر عباسی مین فزادہم
ایمانا - کے تحت مین جراۃ بالخروج الیہم لکھا - اور جلالین مین تصدیقا
باللہ ولیقینا لکھا ہے - پس وہ زیادتی کثرت ہمت اور انشراح صدر و انفلاح
قلب پر دلالت کرتی ہے - نہ نفس ایمان کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے کما
زعمتم - سوائے اسکے لغت مین آمن کے معنی اعتماد بھی آیا ہے - امنتہ
علی کذا اعتماد کردم اورا بروی - وایمنتہ کذلک وقری قولہ تعالیٰ مالک
لا تامنا بین الادغام والاظہار کذا فی الصراح - اب معنی زادتہم ایمانا
کے زادتہم اعتمادا ٹھہرے - سوائے اسکے ہر زبان مین یہ محاورہ شائع و ذائع
ہے کہ زید مثلاً آج کل روپیہ پاکر بہت بڑا آدمی ہو گیا - یہانتک بکر سے بھی بڑھ
گیا اور عمرو بہت ہی گھٹ گیا - یہانتک بکر سے بھی گھٹ گیا - اس سے یہ
مراد نہین کہ نفس زید و عمرو کا قد و قامت بکر کے قد و قامت سے بڑھ گیا یا گھٹ
گیا نہین ہرگز نہین - ہان کیفیت سابقہ سے بڑھ گیا یا گھٹ گیا - اسی طرح سے
نفس ایمان کی زیادتی و کمی نہین ہوتی - ہان کیفیت ایمان کی زیادتی و کمی
ہوتی ہے - اسلیے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین لکھا ہے - فالتحقیق ان الایمان

کما قال الامام الرازی کا یقبل الزیادۃ والنقصان من حیثیۃ اصل التصدیق لا من جھۃ الیقین فان مراتب اھلھا مختلفۃ فی کمال الدین فقط ہذا ہو المراد - فندفع منا الفساد سواے اسکے ایمان کے دو معنی ہین ایک حقیقی - جو مجرد تصدیق قلب بما جاء بہ النبی صلعم پر دلالت کرے - چنانچہ قولہ تعالیٰ اِلّا من اکرہ علی الافتراء او کلمۃ الکفر وقلبہ مطمئنٌ بالایمان لم یتغیر عقیدتہ وفیہ دلیل علی ان الایمان ہو التصدیق بالقلب کذا فی البیضاوی اور حدیث من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسولہ حرم اللہ تعالیٰ علیہ النار رواہ مسلم کذا فی التیسیر - اور حدیث ثلثۃ من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ عن الاسلام بعمل الخ اخرجہ ابو داود کذا فی التیسیر - اسپر شہادت دیتے ہین - ہر گز اس ایمان کی کمی بیشی ثابت نہین - دوسرا مجازی جو کیفیت تصدیق قلبی پر دلالت کرے - یعنی جون جون احکام شرعی صادر ہونے لگے - تیون تیون انشراح صدر اور انفلاح قلب مؤمنون کے بڑھنے لگے - یہ فقط اثر و ثمرہ اُس تصدیق قلبی حقیقی کا ہے - چنانچہ اسی بات پر یہ روایت ابن عباس کی دلالت کرتی ہے - عن ابن عباس رض ان اول ما اتاھم النبی صلعم التوحید فلما اٰمنوا باللہ وحدہ انزل الصلوٰۃ والزکوٰۃ ثم الحج ثم الجہاد فازدادوا ایمانا الی ایمانھم کذا فی الکشاف - کہ انزل الصلوٰۃ وغیرہا بعد اٰمنوا کے وارد ہے - تب وہ صلوٰۃ وغیرہا داخل ایمان نہوئے ہان وہ

انشراح صدر و انفلاح قلب وغیر ذلک پر دال ہی- وہ سب کیفیتین ہین اور
اسی کیفیت پر ایمان کا اطلاق ہونا مجازاً درست ہی- اور معنی مجازی کا استعمال
قرآن مین بہت ہی- جیسا قولہ تعالی یذبح ابناءھم- مین تذبیح کی نسبت
فرعون کی طرف کرنا مجازی ہی کیونکہ یہ فعل جیش فرعون کا ہی نہ فرعون کا ہی
چونکہ امر فرعون سے یہ فعل وقوع مین آیا- اسلیے اسکی طرف منسوب ہوا-
اسی طرح سے ایمان کی کیفیت کی کمی بیشی سے ایمان کی کمی بیشی مراد لینا مجازاً
درست ہی- کہ معنی مجازی اثر معنی حقیقی کا ہی- اسو اسطے قرآن مین زادتھم
ایمانا آیا ہی- اور جیسا قولہ تعالی وسخر لکم اللیل والنہار والشمس و
القمر مین تسخیر کے معنی مجازی مراد ہی کہ نفع اُنسے حاصل ہی- نہین تو رات دن
شمس و قمر خلائق کے قبضہ اختیار مین رہنا ثابت ہوتا- تب جسکا جب جی چاہتا
رات کو دن دن کو رات کر سکتا- کہ معنی حقیقی تسخیر کے یہی ہین- حالانکہ کچھ اختیار
خلائق کا اسمین متصور نہین ہان چونکہ خلائق کو اُن سب سے نفع حاصل ہوتا ہی- اسلیے
اللہ جل شانہ نے سخر لکم الخ فرمایا- اسی طرح سے انشراح صدر و انفلاح قلب کے
معنی اللہ جل شانہ نے زادتھم ایمانا فرمائے- خذ ہذا لانہ ادق الدقائق-
تنبیہ جو لوگ امام صاحب کے دقائق کو نہین سمجھتے ہین- خواہ نخواہ اپنی جہالت سے
امام صاحب پر لعن وطعن کرتے ہین- سوا اسکے نفس ایمان حقیقی فقط
نام تصدیق قلبی کا ہی- وہ ایک چیز ہی اسمین تعدد کی بو باس بھی نہین-
پھر زیادتی و نقصانی اسمین کیونکر متحقق ہوئے سوا اسکے تصدیق قلبی
مومن کے دل مین کیسا جیسا عشق عاشق کے دل مین- پس جس طرح سے عشق

عاشق کو بہت کچھ رنگ دکھلاتا ہی۔ اُسی طرح سے ایمان قلبی بھی بہت کچھ ثمرہ
طاعات دکھلاتا ہی۔ ہان اُس رنگ و ثمرات کی کمی وبیشی سے عشق وایمان
مین کمالی وجمال فتور وقصور کہتے ہین سو معنی مجازی ہی اسمین نزاع کیا۔
یا ایمان مثل ایک درخت کے ہی تنہ اسکا تصدیق قلبی ہی۔ اور اعمال وطاعات
(کہ ثمرات اور نتائج اُس تصدیق کے ہین) بمنزلہ شاخ وبرگ وگل ومیوہ
وغیر ذلک کے ہین۔ اور ثمرات وغیرہ جیسا متفرعہ تنہ کے ہین۔ اُسی طرح
سے طاعات بھی متفرعہ تصدیق قلبی کا ہی چنانچہ اسی بات پر آیہ قولہ تعالیٰ
ان الذین امنوا واعملوا الصالحات شہادت دیتی ہی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ
نے لفظ اٰمنوا سے مؤمنون کے ایمان کی خبر دی۔ بعد اسکے اُسپر لفظ واعملوا
کو عطف کیا۔ اِس سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ ایمان اور چیز ہی اور عمل اور
چیز ہی۔ کیونکہ درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے مغائرت فی الذات ظاہر
ہی۔ پھر عمل بالارکان داخل ایمان کیونکر ہوا۔ جب یہ داخل ایمان نہ ہوسکا۔
تب اِسکے گھٹنے بڑھنے سے ایمان کی گھٹتی بڑھتی نہین لازم آتی ہی۔ کیونکہ اثبات
ایمان مع ترک بعض اعمال کے بھی اِن آیتون سے بخوبی ثابت ہی۔ قولہ تعالیٰ
وقلبہ مطمئن بالایمان اگرچہ بالاکراہ کلمہ کفر وغیرہ کے زبان پر جاری
کرے۔ اور قولہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الخ کہ اُس سے
ہر دو طائفہ کا بیان باوجود باہم مقاتلہ کرنے کے بھی من المؤمنین ثابت ہوا۔
اور مقاتلہ بین المسلمین منہی عنہ وکفر ہی۔ اِن آیتون اور حدیثون سے قولہ تعالیٰ
ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا۔ قولہ تعالیٰ

ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق اذا تواجہ المسلمان بسیفھما فالقاتل والمقتول فی النار الخ اخرجہ الخمسہ الا ترمذی کذا فی التیسیر صفحہ ۳۹۹ - سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر اخرجہ الخمسہ الا ابا داؤد وکذا فی التیسیر صفحہ ۳۹۹ - تب اس سے یہ واضح ہوا کہ معنی آیت وان طایفتان الخ کا ایمان حقیقی کے ساتھ متعلق ہے - اور معنی ان آیت اور حدیثون کے ایمان مجازی کے ساتھ متعلق ہین - پس اس معنی مجازی کے اعتبار سے قول محدثین الایمان یزید وینقص کا ثابت ہونا ثابت ہے - اور اُس معنی حقیقی کے اعتبار سے قول محققین خصوصًا امام صاحب کا جو الایمان لا یزید ولا ینقص ہے بخوبی ثابت ہوگیا - فافترق الفرق فرقا جلیا - واندفع الفساد منا اندفاعا قویا - اور جب اس بحث معنی اعتباری کا دخل ہوا - تب یہ امر امر اضافی ٹھہرا - اور امر اضافی مین نزاع کرنا نزاع لفظی ہے - اسلیے شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہین - قال الامام ھذا البحث لفظی لان المراد بالایمان ان کان ھو التصدیق فلا یقبلھما وان کان الطاعات فیقبلھما فکل ما قام من الدلیل علی ان الایمان لا یقبلھما فھو مصروف الی اصل الایمان وکل ما دل علی ان الایمان یقبلھما فھو مصروف الی الکامل وھو مقرون بالعمل فقط علی ھذا القیاس تفسیر کبیر مین اور کشاف اصطلاحات فنون مین بھی یہی لکھا ہے -

قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونے کا ثبوت

چونکہ اسکے ثبوت کے دلیل تذکرہ مین ایسی اچھی طرح سے لکھی گئی - جس سے

وہابیون کی قلعی خوب طرح سے کُھل گئی۔ اسلیے یہان طوالت کے خوف سے ثانیاً نہ لکھکر اُسیپر برارت دیگئی۔ کہ اگر زیادہ لکھون تو یہ کتاب بڑھجاتگی۔ اور اُجرت طبع مین ثقالت ہوگی اور اگر کم لکھون تو اس مسئلہ کی تقریر کی خوبی جاتی رہیگی یعنی لوگ فقط اسی قدرِ قلیل پر اکتفا کرینگے۔ اُسکی طرف نظر نہ کرینگے۔ اسلیے مین ناظرین سے اس کتاب کی امید رکھتا ہون۔ اور تمنا التماس کرتا ہون۔ کہ اس بحث کو اس کتاب مین دیکھین۔ اور وہابیون کی ڈھکیسلے کی باتون پر خوب واقف ہوجاوین۔ اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرین۔ اور امام صاحب کی دقائق نویسی پر اعتماد کلی و وثوق دلی رکھین۔ انکے بھٹکانے سے بھٹک نجاوین۔ اپنی تقلید پر ثابت قدمی اختیار کرین۔ اور اسکے ساتھ امام ابو یوسف رح کے طعن کے دفعیہ کو بھی جو تذکرہ کے ۹۹ صفحہ مین ہے دیکھین۔

جو شخص محرمات سے نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے اُسپر حد شرعی بالشبہہ مندرہونے کا ثبوت۔

معلوم کرنے کی بات ہے کہ وطی دو صورت سے حاصل ہوتی ہے۔ نکاح سے یا سفاح سے صورت اوّل مین حلت اور صورت ثانی مین حرمت ثابت ہے۔ حالانکہ نفس وطی دونون صورتون مین متحقق ہے۔ لیکن شارع نے یہ تفرقہ کر رکھا ہے۔ یعنی بمضمون آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ و آیت ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسٰفحین۔ نکاح مین شارع نے قوت حلت کی دیر کھی ہے۔ اسلیے اگر کوئی محرمات سے نکاح کرکے صحبت کرلے تو بھی اُس نکاح کی وجہ سے حد شرعی اُسپر جاری نہین ہوتی ہے۔

کہ محل شبہ کا ہی - اور شبہ سے حدود مندفع ہوتے ہین بقول النبی صلعم ادرؤا الحدود بالشبہات کذا فی عقود الجواہر[۱۹۳] - ولقول النبی صلعم ادفعوا الحدود ما وجدتم لہ مدفعا - اخرجہ ابن ماجہ[۱۹۶] - ولقول رسول اللہ صلعم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرج فخلو سبیلہ فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر[۱۹۵] وکذا فی عقود الجواہر[۱۹۴] - اور اسکو حاکم اور دارقطنی وبیہقی نے بھی اخراج کیا - پس یہی حدیث ہمارے امام کی حجت کے لیے بہت ہی کفایت ہی - اور بڑی دلیل و برہان ساطع ہی - سوائے اسکے حضرت علی رض سے بھی یہ روایت ہی - عن علی رض ادرؤا الحدود اخرجہ الدارقطنی - سوائے اسکے ابوہریرہ رض سے بھی یہ روایت ہی عن ابی ھریرۃ رض ادرؤا الحدود ما استطعتم اخرجہ ابو یعلی - سوائے اسکے حضرت عمر رض سے بھی یہ روایت ہی عن عمر قال لان اخطئ فی الحدود بالعفو احب الی من ان اقیمتہا بالشبہات کذا فی العقود الجواہر[۱۹۴] - ان حدیثون سے صاف معلوم ہوگیا کہ حتی الوسع حد جاری نہ کیجائگی - یعنی کسی طرح کے شبہ ہونے سے یا اسکے دفعیہ کی صورت ملنے سے حد ساقط ہوگی - تب نکاح محارم مین خود نفس نکاح دفعیہ حد کے واسطے کفایت ہی کہ محل شبہ ہی - پھر اس مطلب کو دوسری تقریر سے ثابت کرتا ہون غور کیجیے اور سنئے کہ ادفعوا اور ادرؤا جو ان حدیثون مین وارد ہین صیغہ امر کے ہین اور آیتان مامور بہ متعلق بالشرائط ہین - شرائط انکے وجود شبہ وجود صورت مدفع

وجود صورت مخرج ہین جہان کہین یہ شرط پائی جائیگی وہان ایتان بالموجب یعنی اسقاط حدود واجب ہوگا - کہ موجب امر کا وجوب ہی - پس نکاح محارم ہین وجود شبہ موجود ہی کہ نفس نکاح ہین حکم شرعی ناطق ہی اور حکم شرعی ہین خطا کرنے سے حد نہین لازم آتی ہی - برخلاف زنا کے کہ یہان حکم شرع کا ناطق نہین **ابتو نکاح محارم** مین امام صاحب کا حد نہ لگانا مامور بہ ثابت ہوگیا - اور لگانا منہی منہ ٹھہر گیا - ؎ دعوی جو آپکا تھا وہ برعکس ہوگیا - سبحان اللہ کیا خوب اُلٹے چور کو توالے ڈانٹے - خود تو کرتے ہین چوری - پھر اُسپر کر رہے ہین سینہ زوری - ؎ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد -

سوا اسکے آنحضرت صلعم نے حدود کے جاری کرنے مین کسقدر احتیاط فرمائی - فقط حضرت ماعزرض پر حد جاری کرنیکا قصہ جو صحیحین وغیرہما مین مکتوب ہی کفایت ہی - کیونکہ جب حضرت ماعزرض آکر زنا کا اقرار کرتے تھے تب تب رسول صلعم اُنکو حیلہ وحوالہ سے بار بار ویحک ارجع فاستغفر اللہ وتب الیہ کہکر ہٹا دیتے تھے - اور کبھی لعلک مسستہا او قبلتہا فرماتے تھے - اور کبھی لوگون سے پوچھتے تھے کہ کیا اسکو جنون ہی یا اسنے شراب پی - اور کبھی ڈراکر ان اعترفت الرابعۃ رجمتک فرماتے تھے - جب چوتھے مرتبہ بھی اقرار کیا - تب بھی حبس کرکے کیفیت زنا سے سوال کیا - بعد اسکے آنحضرت صلعم نے حد جاری کی - اب محل غور وتفکر ہی کہ باوجود اقرار

صحابی کے بھی رسول صلعم صورت مدفع و مخرج ڈھونڈھتے تھے۔ پھر نکاح محارم مین باوجود شبہ نکاح کے کیونکر حد جاری کی جائگی۔ کاش کے وہابی حدیثون کے معنی سمجھتے۔ اور فقط میانجی صاحب کی سند سے محدث نہ کہلاتے۔ تو یہ فسادات نہوتے۔ فلا تفسدوا فی الارض واصلحوا بیننا و بینکم فیکون خیرا لنا ولکم۔ ہان نکاح محارم مین تعزیر ہوگی۔ سیاست کی جائگی۔ اور تعزیر کا حکم امام کی رائے پر محوّل اور مفوّض ہے۔ جہان جیسا مناسب سمجھیگا وہان ویسا ہی حکم دیگا۔ یہانتک قتل بھی تعزیر مین شامل و داخل ہے۔ اسلیے نصاب الاحتساب[۱۲] مین لکھا ہے۔ ان الحد مقدر شرعا والتعزیر مفوض الی رای الامام۔ وایضا فیہ ان الحد یندرے بالشبہات و التعذیر یجب مع الشبہۃ۔ اور دُر المختار مین لکھا ہے۔ و یکون التعذیر بالقتل۔ چنانچہ یہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ الخ اخرجہ ابن ماجہ[ص ۱۸۷]۔ یہ قتل تعزیر کی وجہ سے ہے حد کی جہت سے نہین کذا فی انجاح الحاجہ[ص ۱۸۷]

حضرت منتظم صاحب۔ آپنے جس حدیث کے تکیہ پر یہ سوال کیے وہ حدیث یہ ہے۔ عن البراء قال مربی خالی ابو بردہ بن نیار و معہ لواء فقلت این ترید فقال امرنی رسول اللہ صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ ان اٰتیہ براسہ اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر[ص ۱۳۰]۔ اور ابن ماجہ[ص ۱۹۰] کی ایک روایت مین

ان آیتہ براسہ کی جگہ مین ان اضرب عنقہ واصفی مالہ ہی - اس سے
آپکا کیا نکلا - اسمین بھی تو حد شرعی جو رجم ہی جاری نہ ہوئی - بلکہ
قتل اور اخذ مال جو خلاف حد شرعی کے ہین موجود مین - تب کیا یہ تعزیر
ہی - یا ارتداد کے سبب سے قتل واخذ مال کا حکم ہی - اگر تعزیر ہی تو اس
حدیث نے امام صاحب کے قول کی خوبھی موافقت کی - اسلیے ہدایہ مین
لکھا ہی ومن تزوج امراۃ لایحل لہ نکاحہا فوطیہا لا یجب
علیہ الحد عند ابی حنیفہ رح لکنہ یوجع عقوبۃ اذا
کان علم بذلک - اور اگر ارتداد ہی - تو وہ قتل واخذ مال منطبق
حال ہی - محل نزاع کا ہی کیا اسمین قیل وقال - اور فی الحقیقت یہ صحیح
ہی کہ حدیث مین وطی کا ذکر بھی نہین - اسلیے لمعات مین آیا ہی - کان
الرجل اعتقد حلہ وانکر حکم الشریعہ فکان مرتدا
فلذلک امر بقتلہ واخذ مالہ - اور امام صاحب کے عموم کے
قول کو (جو ومن تزوج امراۃ لایحل لہ نکاحہا سے ثابت ہی)
ماہین کے ساتھ مختص کرکے امام صاحب پر طعن کرنا - اور ایسے واقعہ خاص
کو کسی معتبر کتاب سے ثابت نہ کرکے اسکو شہرت دینا - اور اس سے لوگون
کو نفرت دلانا اور باوجود اس مسئلہ مختلف فیہا ہونے کے بھی حنفیون پر
عیب لگانا - شقاوت جبلی ہی یا عداوت خلقی - یا جہالت کلی - وجہ شقاوت
کی یہ ہی کہ باوجود متفق ہونے حدیث انکے قول کے انپر طعنہ مارنا - گویا رسول
صلعم پر طعن کرنا - اور رسول صلعم پر طعن کرنا شقاوت نہین تو کیا -

وجہ ثبوت عداوت کی یہ ہے کہ وہابیون کا امام صاحب کی خوبیون کو چھپا کر
انکے عیوب افترائیہ کو ظاہر کرنا عداوت نہین تو کیا۔ ؎

گرا زشت خوئی بود در سرشت … نہ بیند ز طاؤس جز پاے زشت

وجہ ثبوت جہالت کی یہ ہے کہ محارم ابدیہ کی تفسیر فقط مان یا بہن پر کرنا۔
اور انکو مستثناے عقلیہ مین شامل رہنا نہ سمجھنا۔ جہالت نہین تو کیا۔
کیونکہ محارم سے وہ محارم مراد ہین کہ جنمین بسبب قرابت یا جہالت قرابت
کے سبب سے مظنہ حلت نکاح کا ہو سکے جیسا نواسی و پوتی و پرپوتی و بھانجی
و بھتیجی کی اولاد یا علاتی بہن اخیافی بہن رضاعی بہن کی اولاد یا باپ کی
منکوحہ بیٹے کی منکوحہ یا سوتیلی خالہ یا سوتیلی پھوپی وغیر ذلک ہین۔ یہ حقیقی
بہن و بیٹی مراد ہین کما زعم الوہابیون کیونکہ یے سب تو حسب تعامل الناس
مستثناے عقلی ہین۔ کیونکہ آجتک تو کسی مؤمن نے انکی حلت کا گمان
نہین کیا۔ اور لفظ محارم للاکثر حکم الکل کے قاعدہ پر وارد ہے اور اسی
طرح کا کلام ہر زبان مین شائع و ذائع ہے۔ نہ اسکے لیے حاجت ہے برہان
کی۔ نہ ضرورت ہے بیان کی۔

تنبیہ وہابیون نے جو محارم کی تفسیر ما بہن کرکے مشہور کر دیا۔
اسکی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابی سب قبل اسکے حنفی تھے اور انکے باپ
بلاشبہ حنفی تھے شاید وے لوگ لفظ محارم سے ما بہن بیٹی ہی سمجھ گئے ہون
اور انسے نکاح کرکے صحبت کرنے سے حد شرعی نہ جاری ہونے کی جہت سے
انسے نکاح کرکے صحبت کر لیے ہون۔ اور یہ وہابی اس قسم کے نطفہ سے متولد

ہوکر یہ تجربہ حاصل کرکے یہ تفسیر کیے ہون۔ تعجب نہین۔ العیاذ باللہ۔
سوا اسکے وہابی لوگ سوتیلی خالہ وغیرہ کو محرمات ابدیہ نہین
سمجھتے ہین۔ یعنی بڑے ذوق وشوق سے اپنی مان کی سوتیلی بہن سے
نکاح کرکے صحبت کی لذت اُٹھاتے ہین اور اصلا اس آیت کے خلتکم
کو نہین دیکھتے۔ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم امھتکم وبنتکم
واخوانکم وعمتکم وخلتکم الخ یا بمضمون علیٰ ابصارھم
غشاوہ شقاوت کی پٹی آنکھون پر دھر لیتے ہین۔ حتیٰ کہ علانیہ اسکی
درستگی کا فتویٰ دیتے ہین چنانچہ مولوی نذیر حسین اور انکے شاگرد مولوی
عبدالقادر نے جو امام کالی مسجد دہلی کے ہین۔ اسکی درستگی کا فتویٰ دیا ہے
چنانچہ اس بات کو صاحب جامع الشواہد نے بھی شہرت دی ہے
زیادہ کیا کہون سوءادبی سے معافی چاہتا ہون۔ رنجش کے ڈر سے
خاموشی اختیار کرتا ہون۔ ؎

قادر چرا چرا نہ نہد مہر خاموشی | سنگین دل اند مردم وگفتار نازک است
؎ نخواہم درین نوع گفتن بسے | کہ حرفے بس ار کار بندد کسے

تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ دردہ سے کرنے کا ثبوت

دہ دردہ کا ثبوت تو نیچے کی حدیثون کی تطبیق سے بخوبی اچھی طرح سے
ثابت ومستنبط ہے۔ لیکن اس استنباط کے مضامین کو سمجھنا اور استنباط
کرنا ہرکہ ومہ کا کام نہین۔ ہان یہ حصہ روز ازل ہی سے امام اعظم رحمۃ

کے نام مین ارقام ہے۔ کیونکہ اکثر راوی ایسے ہین کہ حدیثون کی روایت کرتے ہین سبھی لیکین اسکے مضامین کے کُنہ کو نہین پہونچتے ہین۔ چنانچہ یہ حدیث فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ کذا فی المشکوٰۃ[۱۳۴] اس بات پر شہادت دیتی ہے۔

سوائے اسکے اس باب مین حدیثون کی اقسامین ہین تاہر قسم کے معنیون اور موردون کو سمجھکر تطبیق دینا اور اسکے مابہ الاعتیاز کو فرق کرکے مسائل استنباط کرنا۔ یہ کچھ مودی اور بقال کا کام نہین۔ نہ بیہودہ گو و نقال کا۔ البتہ اعلم الائمہ وافضل الرجال کا کام ہے۔ **حدیثون** کی اقسام انہین سے ایک قسم تو یہ ہے۔ **حدیث**[۱] ان النبی صلعم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ اخرجہ المسلم[۱۸۸] والضا فی المشکوٰۃ متفق علیہ۔ **حدیث**[۲] ان النبی صلعم قال اذا استیقظ احدکم فلیفرغ علی یدہ ثلاث مرات قبل ان یدخل یدہ فی الاناء فانہ لا یدری فیہم باتت یدہ۔ اخرجہ المسلم[۱۸۸]۔

حدیث[۳] اذا استیقظ احدکم من نومہ فلیغسل یدہ قبل ان یدخلها فی وضوءہ فان احدکم لا یدری این باتت یدہ اخرجہ البخاری[۴]۔ **حدیث**[۳۰] اذا استیقظ احدکم من اللیل فلا یدخل یدہ فی الاناء حتی یفرغ علیها مرتین او ثلثا فان احدکم لا یدری فیم باتت یدہ اخرجہ ابن ماجہ[۳۲]۔

حدیث اذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یده قبل ان یدخلها فی وضوء فان احدکم لا یدری این باتت یده اخرجه المالک والیضا امام محمد حدیث انه نھی ان یبال فی الماء الراکد اخرجه المسلم والیضا اخرجه ابن ماجه حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الراکد الدائم ثم یغتسل منه اخرجه المسلم حدیث لا تبل فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم تغتسل منه اخرجه المسلم حدیث بقول (ابوھریرہ رض) قال رسول صلعم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب فقال کیف یفعل یا اباھریرہ فقال تناوله تناولا اخرجه المسلم حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الراکد (وفی روایته) فی الماء الناقع اخرجه ابن ماجه حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه اخرجه الخمسه وھذا لفظ الشیخین کذا فی التیسیر حدیث لا یبولن احدکم فی مستحمه ثم یغتسل فیه او یتوضاء فیه فان عامة الوسواس منه رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی کذا فی المشکوۃ

حدیث اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغتسل سبع مرات متفق علیه کذا فی المشکوۃ حدیث ان رسول صلعم قال طھور اناء احدکم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسله سبع مرات اولاھن بالتراب اخرجه الستة واللفظ لمسلم کذا فی التیسیر

حدیث[۱۵] ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر به ابن
الزبیر ان ینزف ماء زمزم الخ رواہ ابن ابی شیبہ حدیث[۱۶] ان
زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیھا فامر ابن الزبیر ان اخرج و
امر ان ینزح قال غلبتھم عین جاءت من الرکن فامر بھا فدست
بالقباطی والمطارق حتی نزحوھا والصحابہ متوافرون من غیر
نکیر و لم ینکر منھم احد وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابہ
ولم ینکر منھم احد رواہ الطحاوی[ج ۱] سوائے اسکے ابن ابی شیبہ
دارقطنی اور بیہقی نے بھی طرق مختلفہ سے روایت کیا - کذا فی تخریج الہدایہ[م ۲۹]
والفتح القدیر[ج ۱] - اگرچہ بیہقی نے اسکے ضعف پر ابن عتبہ سے ایک روایت نقل کی
لیکن ابن ہمام نے اپنی فتح القدیر میں اسکا دفعیہ کرکے اس حدیث کی صحت
ثابت کرلی - حدیث[۱۷] ان علیا رض سئل عمن بال فی بیر قال ینزح
رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ حدیث[۱۸] عن ابی سعید الخدری رض
انہ قال فی الدجاجۃ اذا ماتت فی البیر ینزح منھا اربعون دلوا
کذا فی تخریج الہدایہ[م ۲۹] - وغیر ذلک الغرض اسطرح کی بہت سی حدیثین
صحاح وغیرہ مین بھری ہوئی ہین تنبیہ ان حدیثون سے صاف معلوم
ہوگیا کہ آبار کا پانی (خواہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون) ہاتھ کی نجاست
پڑ جانے سے بھی ناپاک ہوجاتا ہے - اور جو پانی ایک جگہ مین بند ہے جاری
نہین اسمین پیشاب کرکے پھر اسی پانی سے غسل کرنا منع ہے - کہ وہ بھی ناپاک
ہوجاتا ہے - اور کتے کا کسی ظرف کے پانی پینے سے اُس ظرف کو سات بار دھونا

پڑتا ہے۔ اور کوئے مین آدمی گر کر مرنے سے کوئے کا سب پانی حتی المقدور
نکالنا پڑتا ہے۔ اور چوہا گر کر مرنے سے بیس ڈول اور مرغی گر کر مرنے سے
چالیس ڈول پانی نکالا جاتا ہے ۔ پھر اُنمین سے دوسری قسم یہ ہے۔
حدیث[٢٠] ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التی بین مکۃ و
المدینۃ تردھا السباع والکلاب والحمر عن الطھارۃ
منھا فقال لھا ما حملت فی بطونھا ولنا ما غبر طھور اخرجہ
ابن ماجہ ایضًا فی المشکوٰۃ ص١٩٥ حدیث[٢١] عن جابر بن عبداللہ قال
انتھینا الی غدیر فاذا فیہ جیفۃ حمار قال فکففنا عنہ حتی
انتھی الینا رسول صلعم فقال ان الماء لا ینجسہ شئ
فاستقینا وارْوینا وحملنا اخرجہ ابن ماجہ ص٤٠ حدیث[٢٢] عن اکرمہ
انہ قال رسول اللہ صلعم بغدیر فقالوا یا رسول اللہ صلعم
ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلعم للسبع
ما اخذ فے بطنہ وللکلب ما اخذ فے بطنہ فاشربوا و
توضؤا ۔ قال ابوحنیفہ لاباس بہ اذا کان عشرا فے عشر مالم
یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضؤا بہ کذا فی مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ
حدیث[٢٣] ان عمر خرج فے رکب فیھم عمرو بن العاص حتی ورد
حوضا قال عمرو بن العاص یا صاحب الحوض ھل ترد حوضک
السباع فقال عمر بن الخطابؓ یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا
نرد علی السباع وترد علینا وانی سمعت رسول اللہ صلعم

يقول لها ما احدث في بطونها وما بقي فهولنا طهور وشراب
اخرجه مالك الى قوله وترد علينا واخرجه باقي رزين كذا في التيسير[٢٢] وكذا في
موطاے محمد[٢٣] وكذا في المشكوۃ[١٩١] تنبیہ ان حدیثون سے واضح ہوگیا کہ کتے
اور گدھے اور درندے غدیر مین پانی پینے سے یا اُنمین مُردہ گرنے سے
اُس حوض اور غدیر کے حوض کا پانی ناپاک نہین ہوتا ہے۔ اور اس پانی سے
وضو کرنا اور پینا درست ہے پھر اُنمین سے تیسری قسم یہ ہے حدیث[٢٤]
اذا بلغ الماء اربعین قلة لم یحمل الخبث رواہ ابن عدی عن جابر
مرفوعا وقال لا یصح غلط فیہ القاسم بن عبد اللہ العمری واستدرکہ السیوطی
فقال لہ طریق اخری عن جابر اخرجہا الدارقطنی فی سننہ کذا فی الفوائد المجموعۃ
اور اس حدیث کو دارقطنی اور ابن عدی اور عقیلی وغیرہم نے طرق مختلفہ سے
جابر وابن عمر وابن منکدر وغیرہم سے روایت کیا حدیث[٢٥] سئل
رسول اللہ صلعم عن الماء في الفلاة من الارض وما ینوبہ
من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث
کذا في المشکوۃ[٥١] حدیث[٢٦] قال رسول اللہ صلعم اذا کان الماء
قلتین او ثلثا لم ینجسہ شئ اخرجہ ابن ماجہ[٤١] تنبیہ ان حدیثون سے
یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیثین آپسمین معارض ہین اور حال ناسخ ومنسوخ
معلوم نہین۔ پھر اُنمین چوتھی قسم یہ ہے۔ حدیث[٢٧] قال رسول
اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ شئ الا ما غلب علی ریحہ
وطعمہ ولونہ اخرجہ ابن ماجہ[٤١] اس حدیث کو دارقطنی اور طبرانی اور

بیہقی نے بھی لیا ہی کذا فی تخریج الہدایہ [ص ۲۵] تنبیہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا
کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہی مگر بو اور مزہ اور رنگ جبکہ تبدیل
ہوجاوے پھر انمین سے پانچوین قسم یہ ہی حدیث [۲۸] عن ابی سعید
الخدری قال قیل یارسول اللہ صلعم انتوضاء من بئر بضاعۃ
وھی بئر یلقی فیہا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول
اللہ صلعم ان الماء طہور لا ینجسہ شئ کذا فی المشکوۃ [ص ۱۹]۔
حدیث [۲۹] عن ابی سعید الخدری رض قال قیل یارسول اللہ
صلعم انا نستقی لک الماء من بئر بضاعۃ وتلقی فیہا لحوم
الکلاب وحرق المحائض وعذر الناس فقال ان الماء
طہور لا ینجسہ شئ اخرجہ اصحاب السنن وہذا لفظ ابی داود وقال
سمعت قتیبۃ بن سعید قال سالت قیم بئر بضاعۃ عن عمقہا فقلت اکثر
ما یکون الماء فیہا قال الی العانۃ قلت واذا نقص قال دون العورۃ
قال ابو داود وقدرت بئر بضاعۃ بردائی مددتہ علیہا ثم ذرعتہ فاذا
عرضہا ستۃ اذرع وسالت الذی فتح لی باب البستان ہل غیر بناؤہا
عما کانت علیہ قال لا ورایت فیہا ماء متغیر اللون کذا فی التیسیر [ص ۲۷]
تنبیہ ان حدیثون سے بئر بضاعۃ کا پانی جسمین حیض کے لتے اور کتے کا گوشت
پلیدگی وغیرہ گرایا جاوے اور پانی اسکا زیر ناف تک اور چوڑائی اسکی
چھ ہاتھ کی ہی پاک ہونا ثابت ہی پھر ان مین سے چھٹوین قسم یہ ہی
حدیث [۳۰] قال رسول صلعم لا تقبل الصلوۃ بغیر طہور کذا فی

المشکوٰۃ[ص ۱۵۳] **حدیث**[۳۱] قال رسول اللہ صلعم مفتاح الصلوٰۃ الطہور
الخ کذا فی المشکوٰۃ[ص ۱۵۵] **تنبیہ** ان حدیثون سے یہ واضح ہوا کہ نماز بغیر طہارت
کے مقبول نہین ہی۔ **پھر** اُنمین سے ساتوین قسم یہ ہی **حدیث**[۳۲] عن ابن
عباس رفعہ الماء لا ینجسہ شیء اخرجہ الاربعۃ وصححہ ابن خزیمہ
وابن حبان وغیرہما کذا فی تخریج الہدایہ[ص ۲۵] **تنبیہ** ہرچند ظاہر اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہی لیکن الف و لام معہودی اسمین
موجود ہی۔ **ایقاظ** اب اسمین انصاف کی نظر سے تفکر و غور کرکے اور اعتساف
کو دخل نہ دیکے دیکھیے تو کہ طہارت کے باب مین کس جانب کو احتیاط ہی۔ لامحالہ
جو شخص عالم متبحر اور محتاط و منصف ہوگا۔ وہ امام اعظم رح کے قول کو ترجیح
دیگا۔ کیونکہ امام صاحب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے اُس غدیر
کے پانی سے وضو کرنے کا اور پینے کا حکم صادر فرمایا۔ جس سے کتے اور
گدھے اور درندے بھی پانی پیتے ہین اور ایک طرف گدھا مرا پڑا ہے۔
پھر انار کے پانی مین مستیقظ کے ہاتھ ڈبانے سے یا اُس مین کُتے کے پانی
پینے سے یا پیشاب گرنے سے یا غیر جاری بند جگہ کے پانی مین پیشاب کرکے
وضو کرنے سے منع فرمایا۔ تب امام صاحب نے منع اور اجازت کی وجہ کو حدیثون
کے موردون کی کیفیت سے دریافت کرکے اُنکے کنہون مین پہونچگئے کہ رسول اللہ
صلعم نے کثرت و قلت پانی کے لحاظ سے اس طرح کا حکم صادر فرمایا۔ اور
عدم نجاست کی غایت کو غدیرہ ٹھہرایا۔ جب ہی امام صاحب کو اس بات کی
بصارت ہوئی۔ تب ہی اُس غدیرہ کے تخمین دہ در دہ کرلے۔ کہ وہ غدیرہ

حقیقت مین وہ دردہ ہی کا تھا - اِسلیے وہ دردہ کا مسئلہ اُس سے استنباط کیا

؎ برگ درختان سبز درنظر ہوشیار - ہر ورقے دفتر لیست معرفت کردگار -

اعتراض شرح مین تخمین کا دخل نہین **جواب** بہت ہی دخل ہے نہین تو تمھاری حدیث قلتین کی باطل ہے کیونکہ جنگل کے پانی کو قلہ سے تخمین کیا گیا ہے اور قبلہ جب معلوم نہو تو نماز مین تحری یعنی تخمین کرنا درست ہے - بقول النبی صلعم عن عامر بن ربیعہ قال کنا مع رسول اللہ صلعم فے سفر فی لیلۃ مظلمۃ فلم تدر این القبلۃ فصلی کل رجل منا علی حیالہ فلما اصبحنا ذکرنا ذلک لرسول اللہ صلعم فنزلت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اخرجہ الترمذی والمراد بحیالہ تلقاء وجہ کذا فے التیسیر سوائے اِسکے **حدیث** من حفر بئرا فلہ اربعون ذراعا عطنا لماشیتہ اخرجہ ابن ماجہ اور **حدیث** حریم البئر مد رشانھا اخرجہ ابن ماجہ تخمین کی تائید کرتی ہے - اور خداوندکریم نے اِسطرح کے استنباط کی بشارت قرآن مین دے رکھی ہے - قولہ تعالی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اور یہ استنباط امام صاحب کا اللہ جلشانہ کے پاس بھی حسن و مقبول ہے - کیونکہ جب اُنھون نے حدیث لاتقبل صلوۃ بغیر طھور - وحدیث مفتاح الصلوۃ الطھور وغیر ذلک کو دیکھا - اور اُس سے عدم قبول نماز کا بغیر صحت طہارت کے معلوم ہوا - تب احتیاطًا اِس مسئلہ کو حسن جانکر استنبا

گیا - اور اس حدیث سے مارآہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن
مؤمن جس چیز کو حسن جانیگا وہ اللہ کے پاس حسن ہوگا - پس استنباط امام
صاحب کا بھی اللہ کے پاس حسن ہونا ثابت ہوا ؎

نور گیتی فروز چشمہ ہور — زشت باشد بچشم موشک کور

؎ قاصری گر کند این قافلہ را طعن قصور - حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند - روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

سوا اسکے شاید امام صاحب کو حدیث دہ دردہ کی یعنی عشرا
فی عشر ملی ہو - اور اسپر تکیہ کرکے عکرمہ کی روایت کے تحت مین (جسکو
ابوبکر ابن شیبہ نے بطور طنز اور ظن کے لکھا ہی) لاباس بہ اذا کان عشرا فی
عشرا الخ فرمایا ہو - اور صحاح وغیرہ مین حسب نوشتہ چوتھی گذارش کے
دہ حدیث مندرج ہوئی ہو - **اب** دہ دردہ کے مادہ مین لااصل لہ کہنا گیا
جیسا پادری صاحب کا ارم کے مادہ مین لااصل لہ کہکر بطلان قرآن کا
ثابت کرنا العیاذ باللہ **مختصر نقل** اسکی یہ ہی کہ ایک دن ناگاہ ایک لندنی
پادری نے آکر کہا کہ یہان پر کوئی ایسا بڑا عالم ہی جس سے مین سوال کرون
جواب پاؤن - مین نے کہا اگرچہ یہان بڑا عالم کوئی نہین لیکن آپکا سوال
تو سنون - اگر جواب دے سکون بہتر نہین تو بڑے عالم کا پتہ بتاؤن - کہا خواہ مخواہ
کیون دردسر پیدا کرون - الغرض بعد اصرار شدید اور تکرار مزید کے کہا کہ
الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا
فی البلاد - یہ آیت تمھارے قرآن کی ہی یا نہین مین نے کہا ہان -

کہا اگر یہ قول خدا کا ہوتا تو ضرور ارم کا وجود دنیا میں ملتا۔ میں تو تیئس برس سے ساری دنیا کو خصوصًا مکہ و مدینہ شام روم یمن و مصر بغداد کوفہ بصرہ ہندوستان و ترکستان و فارستان وغیر ذالک کو خوب چھانا کہین اسکا پتہ نہ ملا۔ تم اگر اسکا ثبوت دے سکو تو دو۔ نہین تو قرآن کے خدا کا کلام ہونے پر اقرار کرو۔ کہ خدا جھوٹا نہین۔ مین نے کہا ہان صاحب یہ بہت بڑا سوال ہی اسکا جواب مجھ سے نہو سکا۔ خیر مین آپکو اسکا جواب ملنے کی تدبیر کرتا ہون۔ اور جواب شافی و کافی پانے کا ٹھکانا لگاتا ہون۔ آپ کلکتہ مین کتنے دنون سے ہین کہا قریب برس روز سے ہون۔ تب مین نے کہا کہ بیتیرام ماڑ کی گلی مین اور رامر تلا کی گلی مین دو بزرگ عالم رہتے ہین اُنسے بھی آپنے یہ سوال کیا۔ کہا کہ مین نے تو اب تلک بیتیرام ماڑ اور امر تلا کی گلی کا نام بھی نہین سُنا۔ حالانکہ مین نے کلکتہ کے سب عالمون کا حال دریافت کر لیا۔ یہ کون بزرگ ہین نہین معلوم ہوا۔ تب مین نے کہا کہ حضرت سوء ادبی معاف کہ آپکی تقریر سے آپکی جہالت ساری اور ضلالت طاری ہی۔ کیونکہ آپنے تو ابھی فرمایا کہ مین قریب برس روز سے کلکتہ مین ہون۔ اور سب عالمون کا حال دریافت کر چکا ہون۔ پھر یہ کہنا کیسا کہ مین نے تو ابتک بیتیرام ماڑ اور امرتلا کی گلی کا نام بھی نہین سُنا اور یہ دو بزرگ کون ہین نہین معلوم ہوا۔ حالانکہ آپ نے سب عالمون کا حال دریافت کر لینے کا دعوی کر لیا۔ جب دو بڑے حصہ کلکتہ اسوقت موجود ہونے کے ساتھ بھی

برس روز کے عرصہ تلک آپ کی نظر و تدارک سے مخفی رہگئے - تو پھر اگر بعد
گذر جانے ہزارون برس کے ارم کا پتہ و نشان جو بہ نسبت دنیا کے تل
برابر بلکہ جزء لایتجزی کی مثل ہی آپکی نظر سے مخفی رہنے سے قرآن کا بطلان
ثابت ہوے - بطریق اولٰی آپکی انجیل اور توریت اور زبور کا بھی بطلان
ثابت ہوے - کیونکہ انمین قصص بنواسرائیل و حضرت آدمؑ و نوحؑ و موسیٰ
و عیسیٰ علیہم السلام و فرعون و شداد و نمرود وغیرہم کا ذکر ہے - حالانکہ انکی
قبرون اور مکانون اور ہیئت ملکون وغیر ذلک کا کچھ پتہ و نشان نہین اگر ہے
تو کہان بتا سکو تو بتاؤ - نہین تو انجیل کے خدا کا کلام ہونے پر اقرار کرو -
کہ خدا جھوٹا نہین العیاذ باللہ ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا -
ای حضرت آپ نے شاید وسعت کل دنیا کو تیس کلکتہ کی مقدار سے کم
تصور کیا ہوگا - جب ہی تو آپنے تیس برس کے عرصہ مین جہان کو چھان مارا
تھا - نہین تو جب آپنے ایکبرس تلک فقط ایک کلکتہ کو چھان نہ مار سکے -
پھر تیس برس مین کیونکر کل دنیا کو چھان مارنا ثابت ہوگا کیا حضرت آپنے
تعصب مذہبی کے سبب سے اپنے علم جغرافیہ کو بھی بھولا - کاشکے آپ
دنیا کے دائرہ کی مقدار مساحت کو یاد رکھتے - اور کتنے ہزار دائرے اسمین
متحقق ہو سکے جانتے - اور ہر ہر دائرہ کے خطوط کے مفاصل کو دریافت کرتے
تو ایسی بیہودہ بات کا سوال نہ کرتے - نہ اوقات عزیز اس بیہودگی مین
صرف کرتے - دور کیون جایئے - فقط اسی کلکتہ کی زمین مین قبل سو برس
کے کس جگہ مین کیا تھا بتایئے - تب ارم کا حال جو قبل ہزارون برس کے

تھا مجھ سے پوچھیے۔ اور سنیئے گویا ارم کی نسبت طرف کُل دنیا کے کیسی جیسی
پشم کی نسبت طرف کُل بدن آپکے ہے کیا آپ کل بدن کی پشمون کو بخوبی
شمار کر سکتے ہین۔ جو سارے جہان کی معدنیات وغیرہ چیزون کو شمار کر سکینگے۔

؎ در آبے کہ پیدا نداز د کنار غرور شناور نیاید بکار

بلکہ آپ اپنی ہتھیلی مین کتنی لکیرین ہین اُسکو بھی تو شمار نہین کر سکتے ہین
پھر دنیا جہان کی سب چیزون کو کیونکر شمار کرنے کا دعویٰ کرتے ہین۔
کیا آپ کے باپ دادے کا وجود ہماری نظر مین نہ موجود ہونے کے سبب سے
آپکی نسل اُنسے ثابت نہوگی۔ جو ارم کا وجود آپکی نظر مین نہ موجود ہونے کے
سبب سے قرآن کا بطلان ثابت ہوگا۔ تب پادری صاحب نے مخجل اور
منفعل ہوکر کہا بس کہ مین آپکے اس جواب لاجواب سے اپنے سوال کا جواب
باصواب پایا۔ اور بمضمون اس مصرعہ کے ؎ حق تلخ ہین تاچہ شیرین بگفت
تمہاری اِس تقریر پر آفرین کی۔ انتہیٰ۔ **فائدہ** اس مناظرہ سے
بڑی خوبی یہ نکلی کہ اب امام صاحب کے مستدلہ مسائل کی شان مین لا اصل لہ
کہنے کی بات برباد ہوگئی۔ کیونکہ بسبب عبور دہور و مرور شہور کے اسکی اصل
متاخرین کی نظر مین نہ موجود ہونے کے سبب سے اسکی اصالت نہین جاسکتی ہے
نہ متاخرین کے اسناد سے اسمین خرابی آسکتی۔ کیونکہ وہ اسناد مثل ناک
موم کے ساختہ ہے جدھر پھیرے پھر جاوے۔ پھر کیونکر اس سے عقلاً اور
شرعاً متقدمین الزام پائے۔ **اعتراض** حدیث قلتین کا کیا جواب
دیتے ہو۔ **جواب** حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلہ الخ کا جو جواب

تم دیتے ہو وہی جواب تمہارا عین جواب میرا سمجھ لو - **پھر کہا** حدیث اربعین
کو تو دار قطنی وغیرہ نے لایصح کہا جیسا قاضی شوکانی کے فوائد مجموعہ مین ہے

جواب حدیث قلتین کو بھی بہتون نے ضعیف و متروک کہا - چنانچہ
زیلعی نے شرح کنز الدقائق مین یہ عبارت لکھی ان حدیث قلتین ضعیف
ضعفہ جماعة المحدثین حتی قال البیہقی من شافعیہ انہ غیر
قوی وترکہ الغزالی والروانی مع شدة اتباعہما الشافعی
لضعفہ - اور ابن الہمام نے فتح القدیر مین لکھا - وممن ضعفہ الحافظ
ابن عبد البر والقاضی اسماعیل بن اسحق وابوبکر العربی المالکیون
ایضًا فیہ قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض
الروایات لفظ قلتین وفی بعضہا ثلث قلال وفی بعضہا اربعین
قلة وفی بعضہا اربعین غربا - اور تمہید مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے -
ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف -
اور دبوسی کے اسرار مین وہو حدیث ضعیف - مرقوم ہے - اور آپنے
جو کہا کہ دار قطنی نے حدیث اربعین کو لایصح کہا مراد اسکی یہ ہے کہ جس اسناد
مین قاسم بن العمری ہے اس اسناد کے طریق سے یہ حدیث صحیح نہین لیکن
دوسرے طریق سے صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر چوبیسوین حدیث مین گذر چکا -
فقط لاتقربوا الصلوٰة پر عمل نہ کیجیے کل عبارت کو دیکھیے - **پھر کہا** تم جو ہی کہو
ابو حنیفہ صاحب کی تشریع جدید پر عمل نہ کرونگا جب قلتین کی حدیث اسناد
صحیح سے ثابت ہو چکی ہے - **جواب** تم جو ہی کہو امام صاحب کے شاگرد ابن المبارک

کے اِس قول (الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء) سے اسناد پرستی پر جو محض تشریع جدید ہی ہرگز عمل نہ کرونگا جب حدیث اربعین اسکی معارض ٹھہری۔ پھر کہا اخیر امام صاحب اگر حدیث اربعین قلہ پر بھی عمل کرتے تب بھی عمل بالحدیث ثابت ہوتا۔ اُنھون نے دہ دردہ کی تشریع قیاسی کو کیون شرع مین دخل دیا۔ **جواب** اسکا کئی طرح سے دیتا ہون سُنئے۔ اور تامل وغور کیجیے۔ **پہلا جواب** یہ ہی کہ حدیث مین لفظ قلہ کا وارد ہی اور معنی اسکے مشترک ہین چند معنیون مین اور معنی مرادی بالیقین معلوم نہین ماسوا اسکے وہ اسم جنس ہی چھوٹے بڑے پر اطلاق ہوتا ہی۔ اور پانی کی مقدار قلّے کے چھوٹے بڑے ہونے کے سبب سے متفاوت ہوتی ہی۔ جیسا ہمارے دیار کے جالے اور مٹکے آپسمین متفاوت ہین۔ اور جن جن قلون کے ملاحظہ سے رسول صلعم نے اربعین قلہ وغیرہ فرمایا وہ قلّے سب کا وجود امام صاحب کے قرن تک موجود نہ رہا۔ ہان غدیرے اور حوضون کا وجود البتہ موجود رہا تب امام صاحب نے ان غدیرون کو معائنہ کرکے انکے پانیون کو تخمین کرکے یہ مسئلہ دہ دردہ کا استنباط کیا۔ جیسا امام شافعی رح نے ایک قلہ کے پانی کو اڑھائی مشک تخمین کیا۔ **دوسرا جواب** یہ ہی کہ چالیس قلہ اور دہ دردہ کا پانی تخمیناً مساوی ہونا ثابت ہی کیونکہ قلہ کے پانی کو اکثرون نے دو مشک کے پانی کی برابر قرار دیا ہی۔ اور امام شافعی رح نے دو کی جگہ مین احتیاطاً اڑھائی مشک تخمین کیا ہی۔ تب اس حساب سے چالیس قلے مین سَو مشک

مشک پانی ہووے اگر اس سو مشک پانی کو کسی جا بے مسطح پر دہ در دہ کا حوض بنا کر ڈالا جاوے تو ضرور وہ حوض بھر کر ایک ہاتھ پانی اسمین جمے۔ کیونکہ جب ایک مشک پانی سے اُس ظرف کا جو ایک ہاتھ مربع کا مقدار ہو لبریز ہونا ثابت ہی تب سو مشک سے سو ہاتھ کا لبریز ہونا ثابت ہی کیونکہ دش کو دش مین ضرب کرنے سے سو حاصل ہوتا ہی اسی کو دہ در دہ کہتے ہین ہاے لیکن اس بصارت کو صاحب بصارت سمجھے۔ نہ صاحب عداوت و لغاوت سمجھے

نیست آسان این سخن را فہم کردن مشکل است۔
معانی است در زیر حرف سیاہ۔ چو در پردہ معشوق در میغ ماہ۔
محقق ہمان بیند اندر ابل۔ کہ در خوبرویان چین و چگل۔

تیسرا جواب یہ ہی کہ اگر آئمہ اربعہ خصوصاً امام صاحب اسی طرح سے مسائل کو قیاس سے استنباط کر کے لوگون کو ہدایت نہ کرتے۔ تو شرق و غرب و عجم و عرب کے لوگ جنہون نے قلہ وغیرہ کو نہین دیکھا ہے کیونکر عمل بالحدیث کر کے طہارت کرتے۔ کیا قلون اور غدیرون کو دیکھتے پھرتے حالانکہ نہ وہ قلے موجود ہین نہ وہ امر ممکن الوجود ہی لامحالہ اس قلون اور غدیرون کے پانی کی مقدار پر دوسرے پانی کو قیاس کرنا پڑا جس طرح سے تمھارے پیرون نے قلے کے پانی کو دو یا ڈھائی مشک تخمین کیا۔ اُسی طرح ہمارے امام صاحب نے بھی غدیرے کے پانی کو دہ در دہ تخمین کیا۔ تب تو تم اور تمھارے پیران پیر کا دادا پیر بھی اسی تخمین و قیاس مین گرفتار ہین۔ پھر تم فقط امام صاحب ہی کے قیاس و تخمین سے کیون نفرت کرتے ہو۔ اور اسکو

کسو وجہ سے خلاف شرع اور اُسکو کسو وجہ سے موافق شرع سمجھتے ہو۔ ؎
اپنی فضیحتی پہ اِنہین کچھ نہین نظر۔ اندھے ہین خود پر اَوَرون کو جانے ہین
بے بصر۔ ؎ چو بد نا پسند آیدت خود مکن۔ پس آنگہ بہ ہمسایہ گو بد مکن۔
چوتھا جواب یہ ہی کہ آپ لوگ طہارت کے مادے مین بڑے محتاط کہلاتے
ہین۔ حتی کہ مس ذکر سے بھی وضو کا واجب ہونا کہتے ہین۔ پھر یہان قلتین
مین وہ احتیاط کہان گئی۔ حضرت غور تو کیجیے کہ مس ذکر سے وضو کا واجب
کرنا۔ اور قلتین بھر پانی مین حیض کے لتے اور غلیظ چیزین دھو کر کے بھی وضو کرنا
اور اُسکو مطہر سمجھنا کتنی افراط و تفریط کی بات ہی اپنے دلون سے پوچھیے نہ غیر سے
استفت عن نفسك ولا تستفت عن غيرك کیونکہ خشک ذکر و فرج
کے چھونے سے وضو کا ٹوٹنا سمجھنا پھر اُنکے اندر کی تر چیزون کو یعنی اُس
پیشاب اور خون حیض وغیرہما کو جو قلتین مین گرتے ہین مطہر سمجھنا گویا پیشاب
سے آبدست کرنے کو طہارت سمجھنا اور شے طاہر کو نجس کہنا۔ پھر کہا حدیث مین
آیا ہی اور حدیث کے باب مین اسطرح کا کلام کرنا جہنم کا رستہ لینا ہی۔
جواب تب تو تمکو بھی اربعین کی حدیث کو موضوع کہنے کے سبب سے
جہنم کا رستہ لینا ہی **ثانیاً** اس سے مجکو جہنم کا رستہ لینا ثابت نہین کیونکہ
جب حدیث مین آنا بالیقین ثابت نہین۔ کہ یہ فقط اسناد پرستون کی اسناد
پرستی کا نتیجہ ہی کہ وے اسناد کو کالوحی من السماء سمجھتے ہین۔ یہانتک
حدیث صحیح کو بھی عدم موجود ہونے اسناد کے موضوع کہتے ہین۔ اور غیر
حدیث کو اسناد کی وجہ سے حدیث کہہ لیتے ہین۔ جیسا رحلت رسالت مآب

صلعم کو ایک روایت سے ۶۰ اور ایک سے ۶۵ ثابت کرکے دونون کو حدیث
صحیح جانتے ہین - کیا حضرت ایسی حدیث کو حدیث مین آیا ہی کرکے کہتے ہین -
اور ڈراتے ہین - اور غیر حدیث کو قرار دینے سے بمضمون حدیث من کذب
علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ ابن ماجہ وغیرہ جہنم کی راہ
لینی پڑتی ہی نہین سمجھتے ہین - نہین ڈرتے ہین - ثالثاً اگر یہ حدیث صحیح
بھی ہو تو اسکے معنی تم نہین سمجھتے ہو - کہ گویا لاتقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہو -
وانتم سکاریٰ کو طرح دیتے ہو - کیونکہ اس حدیث کے قلتین کو فقط دیکھتے ہو
اور الخبث کے الف ولام معہودی کی طرف جو مثل الف لام ان الماء طہور
لاینجسہ شئی کے ہی نہین تاکتے ہو - بلکہ اُس الف لام کو استغراقی یا جنسی
سمجھتے ہو - اسلیے نجاست غلیظہ اور مُردے گرنے سے بھی اسکے پانی کو مطہر
سمجھکر طہارت کرتے ہو اور کراتے ہو - کچھ بھی مقتضائے مورد و مقال اور
اقتضائے حال کا خیال نہین کرتے ہو - کیا حدیث لا وضوء الا من صوت
او ریح کذا فی المشکوٰۃ سے فقط ان دونون ہی کو ناقض وضو مین حصر سمجھتے
ہو - ہرگز نہین - بلکہ تم مس ذکر سے اور مامست النار سے اور بوسہ لینے
سے وغیر ذلک سے بھی ناقض وضو سمجھتے ہو - جب اس حدیث کے مضمون کو
اپنے مورد مین خاص سمجھتے ہو - تب اُس حدیث کے مضمون کو کیون اپنے
مورد مین خاص نہین سمجھتے ہو - پھر کہا یہ روایت ابوداؤد کی اذا کان
الماء قلتین لم ینجسہ شئی اسکی تائید کرتی ہی -

جواب ہرگز یہ تائید قابل سماعت کی نہین ہوسکتی ہی جب اُنیس ۱۹ صحیح صحیح

حدیثین پہلے قسم کی اِس حدیث مضطرب کا معارض ٹھہرین۔ پھر کہا بقول علمار کے اِن سب حدیثون کے اناؤ سے انا رصغیر مُراد ہی۔ جواب جب تُم امام صاحب کے معنی مُرادی کو سند نہین گردانتے ہو۔ پھر متاخرین کے مراد لینے کو کیونکر سند گردانتے ہو۔ کیا خوبی عقل کی ہی کہ جواب جو سوجھے تم سو جھے کیونکہ یہ متاخرین امام صاحب کے مقابلہ مین طفل مکتب سے بھی ادون ہین۔ پھر انکے اقوال کو امام صاحب کے معارضہ مین پیش کرنا گیا جیسا کاغذ کی ڈھال تلوار لیے ہوئے سپاہی کو مسلح سپاہی کے مقابلہ مین پیش کرنا ہے

۵ قبولِ ناقصاز اشاہدے بے جوہر باید۔ کہ جز طفلان خریداری نہ بینی تیغ چوبین را۔ اور اناؤ سے انا رصغیر مراد لینا کیسا جیسا سر کی جوئین سرا ہی مین رکھدینا۔ کیونکہ جو عموم انار مین ہی وہ عموم ا صغیر مین بھی ہی۔ کہ صغر امر اضافی ہی کہ بہ نسبت کبیر صغیر صغیر ہی اور صورت عکسی مین بھی یہی حال ہی۔ جیسا کوئی ظرف چار قلے کا ہو تو دو قلے کا ظرف مثلاً بہ نسبت چار قلے کے صغیر کہلاویگا علیٰ ہذالقیاس نصف یا ربع قلہ بہ نسبت ایک قلے کے صغیر کہلاویگا قس الباقی علیٰ ہذا پس قلہ بھر کی جو ئین قلہ سرہی مین رہ گیا۔ اِس مُراد لینے سے آپکا کیا نکلا۔ پھر کہا یہ امر تعارف و تعامل الناس پر موقوف ہی اور انا ؤ کبیر کے پاس انا ر صغیر کا بھی رہنا متعارف و معروف ہی۔

جواب الحمد للہ ہان یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی۔ اِسیلیے امام صاحب نے (جو اعرف الناس بالتعارف فی العرب ہین) عرف کو ٹٹول کر یعنی جب عرف جس چیز مین تین چار قلے پانی سماوے اِسکو بھی انا کیتے ہین شامل

پاک۔ اور حدیث لایبولن وغیرہ ذلک کا مورد ان اناؤن کو جانکر دہ دردہ کی تخمین کی۔ اور انار کبیر کے پاس انار صغیر کے رہنے سے آپکا کیا نکلا۔ بلکہ اُس سے میرا دعویٰ ثابت ہوا کہ اگر انار کبیر مین پیشاب کرنا اور مستقیظ کا ہاتھ ڈالنا اور حیض کے لتّے گرانا درست ہوتا تو انار صغیر کی حاجت کیا تھی۔ اگر کہیے کہ مورد حدیث لایبولن وغیرہ ذلک کا وہ اناء صغیر جو مثل کلیا وغیرہ کے ہی وہی مُراد ہی کہونگا کہ اسمین معنی حدیث لایغمس یدہ ولا یدخل یدہ فی الاناء منطبق نہین ہوتا ہی پھر کہا اگر اناء سے اناء عام مُراد ہو دہ دردہ کا سا انار کے پانی بھی جو غیر ممکن الوجود نہین حدیث لایبولن سے ناپاک ہونا ثابت ہی پھر خصوصیت دہ دردہ کی کہان رہی۔

جواب تم خود ہی اقرار کر چکے ہو کہ یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی پھر یہ دہ دردہ کا سا انار عرب مین ہوتا کہان متعارف و معروف تھا جو تم تیرہ سو برس کے بعد کہتے ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلعم کا مختلف موردون مین مختلف حکم فرمانا عبث تھا العیاذ باللہ پھر کہا حدیث بیر بضاعۃ کی جو انتیسوین حدیث تمھاری ہی وہ ہماری تائید کرتی ہی۔

جواب کبھی نہین بلکہ ہماری تائید کرتی ہی کئی وجوہون سے پہلی وجہ یہ ہی کہ بیر بضاعۃ کا پانی بھی قریب دہ دردہ کے برابر ہی کیونکہ اُس روایت سے عمق اسکا قریب تین ہاتھ کے ہونا اور عرض اسکا چھ ہاتھ کا ہونا اور طول کا ذکر نکرنا ثابت ہی اور طول کو عرض سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہی جب تین عمق کو بلالحاظ طول کے فقط چھ عرض مین ضرب کروگے اٹھارہ ہونگے

تب وہ بے شک حکم دہ دردہ کا رکھیگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات
اسکے پانی سے باغون کی سیرابی کی جاتی تھی اسلیے نجاست اسکی اُٹھ جاتی
اور خالص پانی زمین سے نکل آتا تھا پھر وہ طاہر نہو گا کیا
اسکو قلتین سمجھے ہو یعنی جسمین پانی نہ بڑھنے پاتا اور وہانکا غلیظ وہان
رہتا تیسری وجہ یہ ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلعم سے اسکے پانی کا
سوال کیا گیا تھا اُسوقت اسکا پانی باغ کی طرف جاری تھا۔ اسیلیے
ان الماء لا ینجسہ شئ فرمایا۔ کہ الف ولام الماء کا اسکی طرف اشارہ
کرتا ہے۔ اسواسطے امام مالک رح نے ماوہا (یعنی ماء بضاعہ) کان
جاریا بین البساطین کہا۔ اور طحاوی رح نے معانی الاثار مین کانت
بیر بضاعۃ طریقا للماء جاریا الی البساتین لکھا۔ جب اس سے صاف
ظاہر ہوگیا کہ دوسرا پانی بیر بضاعۃ سے ہوکر باغون مین جاتا۔ تب وہ حکم
بین ماء جاری کے ٹھہرا۔ پھر کہا طحاوی کی اس روایت کو جو واقدی سے ہے
ابن حجر عسقلانی نے تخریج الہدایہ مین فہو مردود علی من قال کہا پھر
تقریب مین واقدی کی نسبت یون لکھا کہ محمد بن عمر و واقد الاسلمی
الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعۃ علمہ
من التاسعۃ۔ اور بیہقی نے انکی نسبت الواقدی لا یحتج بحدیثہ
لکھا۔ اور نور الدین علی نے تنزیہ الشریعۃ مین انکی نسبت یون لکھا کہ محمد بن
عمر و واقد الواقدی قال النسائی یضع الحدیث۔
جواب۔ کہان قاضی واقدی مدنی۔ کہان عسقلانی و بیہقی و نسائی

کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی - حضرت اِسطرح مزخرفات دلائل کے دفعیہ کے واسطے
سات گذارشین مینے لکھین خصوصًا پانچوین گذارش مین نظر کیجیے - اُس سے
بخوبی ابن حجر و بیہقی ونسائی کا شافعی المذہب ہونا اور اقوال متاخرین کی طرف
علمار کا التفات نہ کرنا سمجھ لیجیے - پھر انکے الزام سے حنفی کو ملزم نہ سمجھیے -
بلکہ بمضمون قول ابن حجر فہو مردود علی من قال انکے اقوال کو بھی اُنپر مردود
ہونا سمجھیے - کیونکہ ابن حجر شافعی نے بیہقی شافعی کی تقلید کی اور بیہقی شافعی نے
نسائی شافعی کی تقلید کی اور نسائی نے تعصب وغیرہ سے واقدی کی نسبت
یضع الحدیث کی شہادت دی - پھر یہ شہادت انفرادی غیر شرعی ہم مذہبی
خانہ سازی الزام خصم کے لیے کب دلیل ہوگی - جب حضرت حسن رض اللہ کی
شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے دلیل نہو سکی - اور جن جن حنفیون نے
ان بزرگون کے نوشتہ کے تکیہ پر اسطرح کی شہادت دی - وہ بھی مقبول نہین ہوگی
ہان بئیر بضاعۃ کا پانی جاری ہونے کی جو شہادت ہی البتہ وہ شہادت شہادت
شرعی ہی کہ جب امام مالک رح خود اور وہ واقدی جو امام شافعی رح کے ہم عصر
اور مدینہ طیبہ کے رہنے والا اور آخر زمان مبشر بالخیر مین بغداد کا قاضی تھا ایسے
دو بزرگ نے بئیر بضاعۃ کی کیفیت کو آنکھون سے دیکھ کے اِسکا پانی جاری وغیرہ
ہونے کی شہادت دی - تب یہ شہادت شہادت شرعی ٹھہر چکی - پھر اتنی
مدت کے بعد متاخرین کے ہوائی و سماعی شور و شغب سے کیونکر وہ شہادت
شرعی باطل ہو گئی ٥ چو آن راہ کج پیش شان راست بود - رہ راست در
چشم شان کج نمود - ای حضرت واقدی رح کی شان مین جو جو کلام متعصبون کا ہی

اُسکے مضامین کا اتباع کرتا - اور اِنکی تقدسیت اور مدنیت اور قضائیت اور
وسعت علمیت اور اور وصفون اور خوبیون پر جو بزرگون نے خصوصًا
داودی وابو بکر بن العربی وابن جوزی وغیرہم نے لکھی ہین لحاظ نہ کرنا کیسا
جیسا کوا کان لیگیا کہنے پر کوے کے پیچھے دوڑنا - اور کان مین ہاتھ دیکر نہ دیکھنا
مولانا روم مرغ بر بالا پران وسایہ اش - میدود بر خاک پران سایہ
اش - ابلہے صیاد آن سایہ بود - می دود چندانکہ بے مایہ شود - بے خبر کان
عکس آن مرغ ہواست - بے خبر کہ اصل آن سایہ کجاست - تیر اندازد بسوی
سایہ او - ترکشش خالی شود در جستجو - اِسی طرح سے تُم لوگ بزرگون کے
بے اصل عیب جوئی کی جستجو مین اپنے ایمان کا ترکش خالی کرتے ہو - کیونکہ احادیث
مفصل الذیل پر عمل نہین کرتے ہو - کیا خوب باوجود اسکے اپنے کو عامل بالحدیث
کہلاتے ہو - قال رسول اللہ صلعم لیس المؤمن بطعان ولا لعان
ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر ۲۴۲ - وقال رسول
صلعم لا تسبوا الاموات الخ کذا فی التیسیر ۲۴۲ - قال رسول اللہ صلعم
لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ اخرجہ الخمسہ
کذا فی التیسیر ۹ - قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من
یدہ ولسانہ کذا فی التیسیر ۹ وقال رسول صلعم سباب المسلم فسوق الخ
اور اگر واقدی بعض معاندون کے جھوٹا کہنے سے جھوٹا ہو جاوے - تو حضرت
شیخین رح بھی روافض کے منافق بولنے سے منافق ہو جاوینگے العیاذ باللہ -

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم در جواب سوالات گوہر علی علی گڑھی صاحب که بارے باخبار مشتہر شدہ بود بازبہ نیت نفع عام نوشتہ می شود

جناب حضرت گوہر علی صاحب علی گڑھی! آپکی اگست مہینے کی نوین تاریخ کی تحریر جو دار السلطنۃ مین لکھی ہوئی ہی کسی محب نے ہمارے لاکر مجھے دکھائی اور مجکو جواب دینے مین اُسکے مجبور کیا۔ جسمین مین نے آپکی عقل کا بڑا عجب ونخوت سے بھرا پایا۔ کیونکہ آپنے اُسکے آخر مین یہ جملہ {جواب دیجیے یاکسی سے دلوایے ورنہ حنفی پھر کسی طرح کا دعوی نہ کرین} لکھا ہی۔ اور آپنے اپنے سوال کے جواب دینے کا نام دینداری رکھا۔ اسلیے ماشاء اللہ دار السلطنۃ نے دینداری سے جواب باصواب دیا۔ حضرت دینداری کے لفظ سے ڈراکر سوال کرنا اور جواب شافی پاکر بھی منحرف ہونا۔ کہیے یہ کیسی دینداری ہی۔ دینداری تو نہین بلکہ ریاکاری ہی۔ خیر آپ عمل کیجیے نہ کیجیے۔ مجھ سے بھی کچھ اور سُن لیجیے۔ حضرت آپنے اپنی تحریر مین گویا سات سوال کا جواب مانگا ہی۔ چنانچہ بندہ نے آپکے سوالات مجمل کو مفصل کرکے ہر ہر سوال کا جواب دیا انکو انصاف کی نظر سے غور کیجیے۔ اعتساف نفرمائے

پہلا جواب

حنفیون کو سُنت اداکرنے والون سے کیون بغض پیدا ہوگیا۔

جواب

ہرگز دھرانیہ حنفیون کو سنت ادا کرنے والون سے بغض نہین تھا نہ ہوا نہ ہوگا یہ فقط انکا دھوکا دینا اور حمقا وجہلا کو بگاڑنا۔ اور لطائف الحیل سے انکو دام تذویر مین پھسانا ہے۔ ہان چند۔ اُن ہوا پرستون اور شیخ نجدی کے متبعون سے جو آئمہ اربعہ کرام اور مقلدین عظام کو بدلائل چند اقوال متعصبان لیام کے اور رسترک فی الرسالہ کے دعوی سے مشرک کہتے ہین خصوصًا امام اعظم رح کی شان مین نا ملائم کلام کرتے ہین اور خدعًا سنت کے نام سے غیر سنت پر عمل کرنے اور کرانے کی ترغیب دیتے ہین اور جیسا اکثرون نے شراب کو شربت انار کہکر نوشجان فرمایا ہے اور لطائف الحیل سے مثل عبد اللہ ابن سبا یہودی کی ملت محمدی صلعم کو خاک مین ملایا چاہتے ہین گو یا انہین لوگون کی شان مین یہ ابیات سعدی رح کی منطبق حال ہین ابیات

زہے جو فروشانِ گندم نما جہان گرد شب کوک خرمن گرا
سوے مسجد آورد دکان شید کہ در خانہ کمتر توان یافت صید
نہ پرہیزگار و نہ دانشورانند ہمین بس کہ دنیا بدین می خرند
عبائے بلالانہ در تن کنند بدخل حبش جامہ زن کنند
زسنت نہ بینی در الیشان اثر مگر خواب پیشین و نانِ سحر

البتہ بغض و عناد رکھتے ہین۔ حتی کہ اس حدیث کے موافق عین ایمان سمجھتے ہین۔ حدیث۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان اخرجہ الخمسہ الا البخاری

کذا فی التیسیر - ای حضرت جب انھون نے اپنے اوپر یہ مادہ بغض کا ٹھہرالیا
تب حنفیون کے دلون مین بھی حدیث مذکور کے مطابق بغض پیدا ہوگیا -
بلکہ نصیلین زیرین سے انپر قتل واجب ہوا - **قولہ تعالیٰ** فان بغت احدٰہما
علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ - وقال النبی صلعم
من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم
او یفرق جماعتکم فاقتلوہ - اخرجہ مسلم کذا فی التیسیر - ابتو
یہ امر امر شرعی ٹھہرا پھر امر شرعی مین مذمت کی وجہ کیا - کیا خوب اُلٹے چور
کتوال ڈانٹے - ای حضرت پھر ایسے لوگون کا سنت اور عمل بالحدیث کا ادعا
کرنا کیسا جیسا نادان کے پاس ملمع کو سونا اور سونے کو پیتل ظاہر کرنا - سعدی
بدین ای فرومایہ دنیا مخر　　جو خر بانجیل عیسی مخر -
خواہ نخواہ سنت کا نام لیتے ہین اور حقیقت مین کسکی سنت ادا کر رہے ہین
اصلا غور نہین کرتے ہین - ای حضرت یہ سنت ادا کرنے کی بات نہین بلکہ
سنت کی بربادی کی پہلی کھلکی ہی کہ یہ نرالی ادا آپ نے شیخ نجدی سے
سیکھی نہین تو آپ جس مؤلفات غیر خیر القرون سے یعنی صحاح وغیرہ کے
تکیہ پر یہ شور وشغب ودھمک کر رہے ہین - اور دھوکے سے ملمع کی چمک
دکھارہے ہین اسمین بھی تو یہ حدیثین - اتبعوا السواد الاعظم -
علیکم بالسواد الاعظم - علیکم بالجماعۃ - الزموا الجماعۃ -
لا یجتمع امتی علی الضلالۃ وغیر ذلک لکھی ہوئی ہین - پھر کیون انکی
سنت کی پیروی نہین کرتے - بلکہ حدیث من شذ شذ فی النار - سے چشم پوشی

کرکے جہنم کی راہ لیتے ہین۔

دوسرا سوال

سوال کرو تو جواب ندارد۔ کوئی دلیل پیش نہین کرتے ہین۔

جواب

اگر آپکو حنفی مذہب کی دلیلون کی تفصیل جاننا منظور ہو تو تذکرۃ المذاہب وتبصرۃ الحقائق کی سیر کیجیے کہ جسکی سند پر علما ہند وسندہ عجم وعرب شرق وغرب۔ ومفتیان حرمین شریفین کا اتفاق ہو چکا ہی کہ اُس سے تمام کیفیت کھل جائیگی۔ اور حقیقت مذہب حنفی کی اور تابعیت وافضلیت امام صاحب کی اچھی طرح سے ظاہر ہوگی۔ علاوہ اِسکے بہتیرے فوائد تاریخی اور عقائد مذہب شیعہ وسنّی وخارجی کے کل قواعد اصول فقیہ وحدیثیہ سے تم ایسے نادانون ونافہمون کو واقفیت ہوگی اور علماء کبار وفضلاء نامدار کی تحریر کی کیفیت ملیگی۔ اور حرمین شریفین کے وجوب تقلید شخصی اور رد کتاب ظفر المبین فی رد مغالطۃ المقلدین کے فتوی کی سیر ہوگی۔

تیسرا سوال

بہت سے امام اور عالم گزر چکے ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ چار پر خصوصیت کس وجہ سے رکھی گئی۔

جواب

ہان بہت سے امام اور عالم تو گذر چکے ہین لیکن باتفاق علماء دین ومتبعان شرع متین کے سوائے ان چار ائمہ اربعہ کے اور ون کی تحریر وکتابت ومذہب

مٹ گئے۔ اور اگر ہین بھی کہین تو معاندین کی طرف سے انمین تحریف و الحاق حلول پا چکے۔ اور رحمت الٰہی انہین چار ہی مین پائی گئی (چنانچہ انکی دلیل و حجت تذکرۂ مذکور مین اچھی طرح سے تحریر کی گئی) اسلیے انہین چار ہی مین خصوصیت آچکی۔ حضرت جب آپ خود زبان مبارک سے فرماتے ہین۔ کہ بہت سے امام و عالم گذر چکے ہین ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ تب آپ پر سب آئمہ جہان کی تقلید کرنی واجب ہونی چاہیے۔ حالانکہ یہ عقلاً و شرعاً و عادۃً محال ہی کہ آپ سب کی تقلید نہین کر سکتے ہین بلکہ اکثرون کے نام بھی نہین جانتے ہین۔ پھر انکی کتاب و مذہب سے کیا واقف ہونگے۔ لامحالہ بعض کی کرنی پڑی اور بعض کی گئی گذری۔ اور جس بعض معدود کی تقلید آپنے کی۔ یعنی جسکو کسی مسئلہ مین اپنی خواہش نفس کے مطابق امام بنایا۔ اُس بعض کی نسبت طرف کل ائمہ کے کیسی جیسی ایک کی نسبت طرف چار کے بلکہ یہ نسبت بھی اس بعض مین نہین پائی جاتی ہی کیونکہ ایک کی نسبت طرف چار کے کیسی جیسی چار کی نسبت طرف سولہ کے اور سولہ کی نسبت طرف چونسٹھ کے کیسی جیسی چونسٹھ کی نسبت طرف دوسوچھپن کے۔ اب آپ غور فرمائے کہ جتنی آئمہ کی تقلید آپ کرتے ہین۔ عدد و شمار مین چونسٹھ بھی نہونگے۔ اور عدد و شمار کل آئمہ کے دوسوچھپن سے زائد ہونگے۔ تب ایک اور چار کی نسبت بھی اسمین باقی نرہی۔ پھر آپ کی یہ تقریر کہ ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ گرد و غبار کیسے اڑ گئے۔ برباد ہو گئے۔ خاک مین مل گئے۔ اب آپ جس بات سے مقلدون کی مذمت کرتے ہین وہی بات آپ مین آگئی کہ بغضیت

مین دونون کی برابری ثابت ہوئی - فخذ وا هذا ولو موا انفسکم
ولا تلوموا غیرکم فارجعوا الینا فتنجوا والا فتهلکوا -

چوتھا سوال

جب چارون کو اللہ نے مقبول جہان کیا تو چاہیے - کبھی امام اعظم کے مسائل پر عمل کرو کبھی امام شافعی کے کبھی امام احمد کے کبھی امام مالک کے یہ کیا ضرور ہی آپ لوگون نے امام اعظم ہی صاحب کو بزرگ جان رکھا ہی اسکا کیا سبب ہی -

جواب

اگر چارون ائمہ مقبول خدا ہونے کے سبب سے چارون کے مسائل پر ہر شخص کو عمل کرنا لازم ہوتا - تو ہر امت کو ہر چار کتاب توراۃ - زبور - انجیل - فرقان - یا ہر انبیاء کے احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا - اور اگر ایک کو افضل جانکر تقلید کرنے سے دوسرون کا بطلان لازم ہوتا - تو ہرگز - وہر آئینہ رسول خدا صلعم حضرت عمر رضہ کو امامت سے باز رکھکر حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو افضل جانکر امامت کا حکم صادر نفرماتے - جیسا اس خصوصیت امامت سے باقی صحابہ کی صحابیت باقی رہی - ویسا ایک امام کی تقلید کی خصوصیت سے باقی امامون کی امامت قایم رہی - جب رسول خدا صلعم نے عشرہ مبشرہ مین سے ایک کو تفضیل دیا - تب ہم نے بھی اگر ائمہ اربعہ مین سے ایک کو اسی فعل رسول صلعم سے اور قولہ تعالیٰ اتبعوا احسن ما انزل الیکم سے تفضیل دیا - تو کیا قصور کیا - کہ آپ نے ملامت کا جھنڈا اڑایا - اور اگر

تقلید شخصی واجب نہوتی - تو قرآن مین یہ آیت ثم اوحینا الیک
ان اتبع ملت ابراھیم حنیفا نازل نہوتی - کیونکہ کل انبیا اپنی اپنی
نبوت مین محق وصادق تھے - مع ہذا حضرت ابراہیم عم کی ملت کو اتباع
کرنے کو فرمایا - نہ یہ حدیث حضرت عایشہ رض سے مروی ہوتی - عن عایشہ
قالت قال رسول صلعم لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم
غیرہ رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ - نہ یہ حدیث ابن عمر سے
شہرت پاتی - عن ابن عمر رض قال کنا فی زمن النبی ع لا نعدل
بابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلعم
لا نفاضل بینھم رواہ البخاری وفی روایۃ لابی داؤد
قال کنا نقول ورسول صلعم حی افضل امۃ النبی صلعم
بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کذا فی المشکوٰۃ اور آپ جو فرماتے
ہین کہ کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیئے اور کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیے یہ بات
بہت ہی بری ہے - کیونکہ اسمین تلہی لازم ہوتی ہے - اور خواہش نفس
کی تقلید کرنی پڑتی ہے - اور تلہی تو باتفاق علما حرام ہے - اور تقلید نفس
کی تو ان النفس لامارۃ بالسوء سے منہی عنہ ہے - یا حضرت آپ کسی
نہ کسی کی تقلید تو کیجیگا تامل وغور سے دیکھیے کسکی تقلید کیجیگا - اپنے
نفس کی یا غیر کی - صورت اول مین خاصہ شیطان یعنی - الخناس الذی
یوسوس فی صدور الناس - بنیگا - صورت ثانی مین ایک کی یا سارے
کی - ایک کی تو ہمارا مقال - سارے کی تو محال - اور بعضیت مین دونون

کا ایک ہی ہے حال - پھر دیکھیے تو نتیجہ ملامت کا کیا مآل - اور کسی مین کسی کی تقلید کرنی شیطانون اور منافقون کا خصال - زیادہ اِسمین کیا قیل و قال بس یہی ہے حرمت عدم تقلید شخصی پر دال - اور کل ائمہ کو خاطی و بے ادب سمجھ کر کسی کسی مسئلہ مین تقلید کرنا گویا آپکو لقمان حکیم سمجھنا کہ اسنے خاطی و بے ادبون کے افعال و اقوال مین یہی عمل کیا اسلیے یہ کلام - لقمان را پرسیدند - ادب از کہ آموختی گفت از بے ادبان مشہور ہوا - اسی طرح سے آپنے بعض قول ائمہ کو موافق خواہش نفس کے پسند کیا اور بعض کو مہمل جانکر ناپسند کرکے طرح دیا اور اِسی کا نام آپنے ہدایت اور مذہب محمدی ٹھہرایا - یہ ہدایت آپکی عین ضلالت ہے کیونکہ آپنے تقلید آئمہ کی نہ کی بلکہ نفس کی کی - اور نفس واحد ہے - تب ہم اور آپ تقلید شخصی مین مساوی ٹھہرے لیکن فرق یہ ہے کہ ہمنے امام الائمہ تابعی خیر القرونی کی تقلید کی - اور آپ نے نفس شیطان کی - العیاذ باللہ -

اور امام اعظم صاحب ہی کو اعظم و بزرگ جان رکھنے کی وجہ یہ ہے - کہ انکی بزرگی اور افضلیت پر ائمہ ثلثہ وغیرہم متفق ہین اسوجہ سے کہ اِنکی پیدائش سنہ ۸۰ یا سنہ ۷۰ ہجری مین ہوئی - اِسلیے بحدیث - خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ - زمان مبشر بالخیر یعنی زمان ثم ثانی مین انکی پرورش ہوئی - اور اسوقت کے دین خالص کی تعلیم اُنکو ملی کہ صد ہا صحابہ کبار و دیگر تابعین ابرار کی صحبت انھون نے اُٹھائی - بنا علیہ تابعیت اُنکی ثابت ہوئی اور اِسی تابعیت سے اُنکی افضلیت متحقق ہوئی

چونکہ اور کسی امام کی ایسی پیدائش نہوئی یہ فضیلت انکو ملی۔ اسوجہ سے اعظمیت کی خصوصیت انہیں مین آگئی پھر بعض معاندین کے طعن و تشنیع سے انکے اور انکے مقلدین کا کیا بال بینکا ہوگا۔ بلکہ وہ خود بحدیث۔ ملعون من ضار مؤمنا او مکر بہ۔ اور بحدیث من ضار مؤمنا ضار اللہ تعالی بہ الخ۔ اخرجہما الترمذی جہنم کے جنجال مین پڑیگا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

پانچوان سوال

ای حضرت یہ سوال کرنا تھا دم بخود ہوکے رہ گئے بلکہ بہانہ کرکے دُم دباکے بھاگے۔

جواب

حضرت گستاخی معاف۔ کیا آپکی طرف کے لوگون کے دُم بھی ہوتی ہی ورنہ آپکے خصم کے دُم کہان سے پائی کہ دُم دباکر بھاگا۔ یہ صفت اُس کُتّے کی ہی جو دوسرے کُتّے بلند دُمدار سے مغلوب ہوکر دُم دباکر بھاگتا ہی۔ پھر کہیے کہ دُمدار کُتّا کون ہوا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ حضرت مسلمانون کو کُتّا بنانا کیا دینداری کی بات ہی یا بربادی ملت یا عداوت کی گھات ہی اور ہمارا جو کچھ لکھنا البادی اظلم اور ستم بر ستم پیشہ عدل است وداد۔ پر عمل کرنا۔

چھٹا سوال

میرے سوال کا جواب خود دیجیے یا کسی سے دلوائیے۔

جواب

ایک مرتبہ آپ نے اپنے سوال کا جواب بذریعہ دار السلطنت پا یا۔ اب مجھسے بھی یہ جواب لیجے۔

ساتوان سوال

یہ معاملہ دین و مذہب کا ہی جواب اسکا ثواب سے خالی نہوگا۔

جواب

ہان معاملہ دین کا ہی اگر دینداری سے حق طلبی کا مناظرہ کرے۔ مگر سنہ مجادلہ کا نام معاملہ دین نہین بلکہ انکے مرتکبون کو حسب نصیبین عذاب ہی۔ دلیل ہر ایک کی تذکرہ مذکور مین دیکھنا۔ زیادہ والسلام۔

تمت

فصل چہارم در جواب بعض سوالات متفرقہ غیر مقلدین کہ مقلدین را ازانہا در بیض و بیض انداز ند۔

سوال اوّل۔ حنفی بلاحجت وبغیر علت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی کہتے ہین۔ اور اسی سے انکی فوقیت بتاتے ہین۔ حالانکہ انکی عدم تابعیت مین علماء نے دلیل شافی وبرہان کافی لکھی۔

جواب امام صاحب کی تابعیت کی دلیل ایسی غیر محصور ہے۔ کہ قلم کی زبان اسکے بیان سے قاصر ومعذور۔ کیا آپنے میری کتاب تذکرۃ المذاہب کو بھی نہین دیکھا۔ مین نے تو اُسمین امام صاحب کی تابعیت کو علماء مختلف المذاہب کے اقوال سے اور دلائل عقلیہ وبراہین نقلیہ سے ایسا ثابت کیا۔ کہ ناظرین کو آئینہ کر دکھایا۔ یہانتک کہ سماے شریعت پر ہو سراج امتی الخ کی برکت سے امام اعظم رحمہ کی افضلیت وتابعیت کا آفتاب ایسا طلوع ہو گیا کہ باقی آئمہ کی فضیلت اُسکی کرن سے مثل نجوم کے چھپ گئی۔ پھر امام ابو یوسف رحمہ نے اُسپر مستنیر گ داد فضائی کی دی۔ اور امام محمد رحمہ نے تو خدمت عطارد کی ادا کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے سبب سے اُس طلوع کا نہ زوال ہے نہ غروب۔ نہ حضیض مین اُسکا مرور۔ نہ سفل مین اُسکا عبور۔ بلکہ سدا اوج ہی مین اوج موج کر رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تا روز قیامت اِسی طرح پر تابان ودرخشان رہیگا۔ تب رات کہان ہوگی۔ جسمین حشرات الارض جگنو کی طرح غیر مقلدین نکلنے پاوین۔ اور غول بیابانی کی مانند ضلالت کی روشنی سے علماے کرام فضلاے عظام کو

اپنی تدویر کے دام مین پھنسا سکین۔ خیر یہان پر اَور طرح سے اور کچھ بیان کرتا ہون۔ اگر کُل اُن دلائل مذکورہ سے درگذر بھی کرون۔ اور اُنکو بالاے طاق رکھ چھوڑ دون۔ تاہم امام صاحب کی تابعیت کے ثبوت مین کسیطرح سے عاجز و قاصر نہین ہون۔ بلکہ انواع اقسام سے ثابت کرنے کی قدرت رکھتا ہون۔ کہ وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی ہر وسعت نظر کی نظر اُس نور سے منور ہی۔ شپرہ اگر اسکو نہ دیکھے اسکے عدم پر دلیل نہین ہو سکتی ہی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یعنی اگر متعصبین کی آنکھون مین بمضمون وعلیٰ ابصارھم غشاوہ تعصب یا جہالت یا ضلالت کی پٹی لگی رہے۔ تو کیونکر وے اُس نور سے منور ہونگے بلکہ انکار ہی کرتے رہینگے۔ ہان اگر وے نظارت ظاہری اور بصارت باطنی سے مالا مال ہوتے۔ اور کتب سیر اور تواریخون کے ملاحظے کا اشتغال رکھتے۔ تو انکی زبانون سے ایسی بیہودہ قیل و قال نہ نکلتے بلکہ فقط ایک ہی کتاب اصابہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی بھی (جسمین اکثر صحابیون کی موت کا ذکر ہی) کفایت کرتی۔ اگرچہ اسمین بھی تعصب کی باتین ہین۔ خیر تاہم اُس کتاب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو جاویگا کہ کون کون صحابی کس کس سن و سال تک ذی حیات باقی تھے۔ اور کون کسوقت قالب عنصری سے پرواز کر گئے چنانچہ مین مثل مشت نمونہ خروارے کے چند صحابیون کی موت کی تاریخ کو جس سے امام صاحب کی تابعیت بلکہ امام ابو یوسف رح

اور امام محمدرح کی بھی تابعیت نکلتی ہی۔ چار طبقے مین لکھتا ہون۔ اور اِس کتاب کے ناظرین سے توقع انصاف کی رکھتا ہون۔ اور مقلدین حنیفی سے دعاء خیر چاہتا ہون۔ کہ مین نے ایک ایسی راہ نکالی ہی کہ جس سے مورخین متعصبین کی تحریرات کی ناکامیابی ثابت ہو گئی۔ اور اُس دروغ کے فروغ مین خیرگی آگئی۔ پہلے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی۔ جو اکسٹھ ۶۱ سے اُناسی ۷۹ تک زندہ تھے۔ دوسرے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی جو سترّ ۷۰ سے اُناسی ۷۹ تک لباس حیات سے ملبوس تھے۔ تیسرے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی۔ جو اسّی ۸۰ سے نواسّی ۸۹ تک رزق حیات سے مرزوق تھے۔ چوتھے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی جو نوّے ۹۰ سے سو تک بلکہ مافوق سو ۱۰۰ تک زندگی رہے۔

پہلے طبقہ کے صحابیون کا ذکر

ص ۷۲/۱۳۵ ۔ اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ (تا) بن اقصی الاسلمی نے جو خادم رسول صلعم کے تھے بقول واقدی سنہ ۶۶ چھیاسٹھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۰۹/۲۴۶ ۔ اسماء بن حارثہ بن حصین خدیفہ بن بدر الفرازی ابوحسان الکوفی نے بقول ابوحسان زیادی سنہ ۶۰ ساٹھ ہجری و بقول ابن حبان سنہ ۶۵ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۹۶/۶۲۸ ۔ بریدہ بن الحصیب بن عبد اللہ بن الحرث بن الاعرج (تا) افقی الاسلمی جس سے صحیحین مین روایت ہی۔ اور اُنھون نے جنگ رسول صلعم کے ساتھ کی بقول ابن سعد سنہ ۶۳ تریسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ا۔ حاشیہ اوپر کے عدد صفحے کے نیچے کے عدد ... مختار صحابہ ... کلکتہ کی چھپی ہوئی اصابہ ۱۲

ص ۳۹۲/۸۸۹ - ثابت بن الضحاک بن خلیفہ (تا) الانصاری نے جو بقول مسلم و
بخاری وغیرہما کے بیعت الرضوان اور بدر اور حدیبیہ وغیرہا مین حاضر تھے
بقول ابن سعد وغیرہ کے ۶۳ سنہ تریسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۵۰/۱۰۵۹ - جبیر بن عبداللہ القبطی مولیٰ بنی غفار بقول ہارے بن المنذر نے
۶۳ سنہ تریسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۵۳۷/۱۲۹۵ - جنادہ بن ابی امیہ الدوسی وہو صاحب عبادہ بن الصامت جنہنے
ایام جاہلیت اور اسلام کو پایا ۶۷ سنہ سرسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۶۲۳/۱۹۲۷ - حارثہ بن بدر بن حصین بن قصی (تا) بن تیم التیمی نے ۶۴ سنہ چونسٹھ
مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۸/۲۸۵۸ - زید بن ارقم بن زید بن قیس لے آخر جو نبی صلعم کے ساتھ ۱۷ سترہ
لڑائی مین شریک تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفّین مین
بھی شریک تھے کوفے مین ۶۶ سنہ چھیاسٹھ یا ۶۸ سنہ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۶۶/۳۸۸ - سعد بن مالک بن سنان (تا) ابو سعید الخدری رض مشہور نے
جنسے بہت روایتین صحاح مین موجود ہین بقول واقدی ۶۳ سنہ تریسٹھ یا
۶۵ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۵۳/۳۴۶ - سلیمان بن صرد بن ابی الجون (تا) الخزاعی نے جسکے نام کو
(جو یسار تھا) رسول صلعم نے تغیر دیا۔ اور حضرت علی رض اللہ کے ساتھ صفّین
مین شریک رہا۔ پھر حضرت حسین رض کا کاتب ہوا اور عمر انکی ۹۳ ہوئی تھی
۶۵ سنہ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۲/۱۹ ۳ - عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلبعہ اللخمی بقول خلیفہ وغیرہ ۶۸ھ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۶۰/۳۷۴ - عقبہ بن نافع بن عبدالقیس بن لقیط ۶۳ھ تریسٹھ مین مقتول ہوا

القاظ اوّل ان بزرگون کی موت کو دیکھو۔ اور امام صاحب کی ۸۰ اسی کی پیدائش کو یاد کرو۔ پھر بعد اسکے اور تین طبقے کا خیال کرو۔

دوسرے طبقے کے صحابیون کا ذکر

ص ۲۱۲/۴۵۶ - الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابو عمرو نے ۷۴ھ یا ۷۵ھ پچھتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۸۸/۶۱۴ - البراء بن عازب بن الحارث (تا) بن الاوس الانصاری نے جنکی روایت صحاح مین بہت ہے اور جو رسول صلعم کے ساتھ دس پندرہ لڑائی مین شریک تھے اور حضرت علی رض کے ساتھ جنگ جمل وصفین و قتال الخوارج مین شریک تھے اور جسنے کوفہ مین گھر بنایا تھا بقول بن حبان ۷۲ھ بہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۸۷/۲۲۳ - حرشہ بن الحر الفرازی نے بقول خلیفہ ۷۴ھ چوہتر مین انتقال کیا۔ اگرچہ انکو ابن حبان اور العجلی نے تابعی کہا۔ لیکن اجری نے ابوداود سے انکی صحابیت کو ثابت کیا۔

ص ۴۹/۲۸۸ - زید بن خالد الجہنی نے جو حدیبیہ مین حاضر تھے اور صحیحین وغیرہما مین انکی بہت سی روایتین ہین بقول ابن البرقی وغیرہ ۷۸ھ اٹھتر مین انتقال فرمایا۔

اص ۱۱۵ / ۳۰۵۹ السائب بن الخلاد بن سوید بن ثعلبہ (تا) ابن مالک الانصاری نے جنکی روایتین سنن وغیرہ مین موجود ہین اور بدر مین حاضر تھے بقول ابونعیم ۷۱ھ اکہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۳۴ / ۶۰۷۸ - سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے جنکی روایت بخاری وغیرہ مین ہے اور بڑے شجاع تھے ۷۴ھ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۳۶ / ۸۱۷۵ - سعید بن عمران الہمدانی نے جو یرموک مین حاضر تھے ۷۰ھ ستر مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۳۸ / ۸۱۸۸ - سلیم بن عتر بن سلمہ بن مالک التجیبی ابوسلمہ انہ ادرک نے ۷۵ھ پچھتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۸ / ۳۱۰ - عبداللہ بن مطیع بن الاسود (تا) بن لومی بن غالب القرشی نے جنکی روایتین صحیحین وغیرہما مین مذکور ہین ۷۴ھ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۵۸ / ۴۶۶ - عثمان بن عبدالرحمن بن عثمان التیمی نے ۷۴ھ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۱۸ / ۵۷۴ - القمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان النخعی ابوشبل الکوفی نے جنہنے ایام جاہلیت اور اسلام کو دیکھا ۷۲ھ بہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۳۲ / ۶۳۴ - عمرو بن میمون الازدی نے بقول ابونعیم ۷۴ھ چوہتر یا ۷۵ھ پچھتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۴۲ / ۱۱۷۸ - قبیصہ بن وائل التغلبی نے بقول طبری ۷۷ھ ستہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۵۰ / ۸۴۶۴ - شریح بن ہانی بن یزید ابوالمقدام ادرک النبی صلعم ۱۲۰ سالکی بقول القاسم ۷۸ھ اٹھتر مین شہید ہوا۔

ایقاظ دوم - ان بزرگون کی موت کی طرف اور امام صاحب کی ستر کی پیدائش کی طرف پھر اسکے پیچھے کے دو طبقے کی طرف خیال کرو۔

تیسرے طبقے کے صحابیون کا ذکر

ص ۲۱۲/۴۵۵ - الاسود بن ہلال المحاربی ابوسلام الکوفی نے جو بقول باوردی و العثمانی و ابن فتحون و بخاری رح صحابی ہین - بقول ابن علی ۸۴ھ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۹۹/۶۳۸ - بسر بن ارطاہ نے بقول المسعودی ۸۶ھ چھیاسی مین انتقال کیا۔

ص ۳۱۳/۶۶۷ - بشر بن عقربۃ الجہنی ابوالیمان یہ وہ صحابی ہین جنکو رسول صلعم نے اُسکت اما ترضیٰ ان اکون اباک و عائشہ امک فرمایا تھا جب وہ روتے تھے - بقول عبدالبر انہون نے ۸۵ھ پچاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۰۷۲/۱۶۹۲ - روح بن زنباع بن روح بن سلامۃ الجذامی ابوزرعہ نے اگرچہ بعضون نے انکو تابعی کہا - لیکن بقول اکثر خصوصاً مسلم و حاکم اور غیرہما کے صحابی ہین - بقول ابوسلیمان ۸۴ھ چوراسی مین انتقال کیا۔

ص ۱۲۱/۲۰۷ - السائب بن یزید بن سعید بن ثمامہ نے جنکی روایت صحیحین مین موجود ہے - بقول ابونعیم ۸۲ھ بیاسی یا ۹۰ھ نوّے یا ۹۴ھ چورانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۸/۲۹۵ - عبداللہ بن شدّاد بن الہاد اللیثی جنکی مان سلمیٰ بنت عمیس جنکو حضرت جعفر رض نے نکاح کیا پھر حضرت ابوبکر رض نے پھر حضرت علی رض نے نکاح کیا تھا۔ اور ہر ایک سے اولاد ہوئی بقول العجلی ۸۲ھ بیاسی مین نہر وجیل مین غرق ہو گئے۔

ص ۱۱۹/۲۹۷ - عبداللہ بن ابی طلحہ بن زید سہل الانصاری اخو انس بن مالک رض نے

سنہ ۸۴ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۲/۲۹۹ ۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ العنزی نے بقول الہیثم بن عدی سنہ یا سنہ یا سنہ ۸۹ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۴۲/۳۴۴ ۔ عبد الرحمن بن القاری نے بقول ابن سعد سنہ مین و بقول ابن حبان سنہ ۸۸ اٹھاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۴۵/۸۲۱ ۔ سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر الخ نے بقول ابو نعیم سنہ اسّی مین و بقول ابو عبیدہ سنہ ۸۱ اکیاسی مین اور بقول عمر بن علی سنہ ۸۲ بیاسی مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ سوم ۔ سبحان اللہ کیسی کچھ بشارت ہی اُن مقلدین کو جنھون نے امام صاحب کی تابعیت کو ثابت کیا۔ اور بڑے اعتقاد سے اِنکی تقلید کو اختیار کیا۔ نعوذ باللہ کیسی کچھ خجالت و ندامت ہی اُن غیر مقلدین کا ذہین کو جنھون نے تابعیت کو انکار کیا۔ ای مقلدو خوش رہوا ور دیکھو کہ انمین سے کیسی کیسی بزرگون کا ذکر ہی اور غور کرو۔ کہ جب حضرت بسر بن عقوبہ رض جنکی رسول صلعم نے اشکلت الخ فرمایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن شدّاد جنکی مان حضرت سلمی رض کو حضرت جعفر رض اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت علی رض یکے بعد دیگرے نے نکاح کیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ جو حضرت انس رض کا اخیافی بھائی تھا و غیر ذالک کا۔ اُس اسّی کے بعد تلک جس اسّی مین منکرین تابعیت نے امام صاحب کی پیدائش کو عناد سے کالوحی من السماء سمجھکر ۶۱ و ۷۰ روز کی پیدایش کو باطل ٹھہرایا۔ زندہ رہنا ثابت ہوا۔ بلکہ

جب نوشتہ طبقہ رابعہ کے اکثر صحابی کا نوّے اور سَو تلک بھی زندہ رہنا ثابت ہوا۔ تب چند منکرین متعصّبین کے قول سے تابعیت کا انکار کرنا محض بلاوت و رزالت کی بات ہی۔ بلکہ زندیقیون کے خیالات ہین۔

چوتھے طبقے کے صحابیون کا نام

ص ۱۳۶/۲۷۴ - انس بن مالک بن النضر بن ضمضم خادم رسول صلعم نے بقول ابن شاہین سنہ ۹۰ مین و بقول سعید بن غفیر و الہیثم بن عدی و معتمر بن سلیمان سنہ ۹۱ مین و بقول ابن سعد سنہ ۹۲ مین و بقول ابو نعیم الکوفی سنہ ۹۳ ترانوے مین انتقال فرمایا۔ اسوقت عمر انکی علی الاختلاف ۹۹ یا ۱۰۱ یا ۱۰۳ یا ۱۰۷ انتہی۔

ص ۹۰/۲۹۹۸ - زید بن وہب الجہنی ابو سلیمان نزیل الکوفہ نے اگرچہ صحابیت مین انکے اختلاف ہی لیکن بقول ابن حزم صحابی ہی سنہ ۹۶ چھیانوے مین انتقال کیا۔

ص ۲۸۰/۸۰۲۲ - سہل بن سعد بن مالک بن خالد (تا) الانصاری الساعدی من مشاہیر الصحابہ نے جنکا سن بقول الزہری رسول خدا صلعم کی رحلت کے وقت پندرہ ۱۵ برس کا تھا۔ سنہ ۹۱ اکانوے مین انتقال فرمایا۔ بقول واقدی انکی سَو برس کی عمر تھی۔

ص ۳۳۱/۸۱۶ - سعید بن ایاس بن ایاس ابو عمرو الشیبانی ادرک النبی صلعم نے ۱۲۰ سالگی مین سنہ ۹۶ چھیانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۳۵/۸۱۷۶ - سعید بن وہب الحیوانی نے اگرچہ انکو بخاری و ابن سعد وغیرہما نے تابعین مین شمار کیا۔ لیکن بہت قبل رحلت جناب رسالت مآب صلعم کے اسلام لانا انکا ثابت ہی۔ انھون نے بقول ابن سعد سنہ ۹۵ یا سنہ ۹۶ چھیانوے مین انتقال کیا۔

ص ۴۰۵/۲، ۹۳ - شریح بن الحارث بن قیس بن الجہم نے اگرچہ بعض نے انکی صحابیت مین اختلاف کیا - لیکن بقول ابن السکین صحابی ہین - علی الاختلاف ۷۸ھ یا ۸۰ھ یا ۹۰ھ یا ۹۹ھ ننانوے مین انتقال کیا - جسوقت عمر انکی ۱۲۰ کی تھی -

ص ۱۱۵/۱۸۷ - عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن المطلب نے بقول ابن سعد ۸۴ھ مین بقول ابن حبان ۹۹ھ ننانوے مین انتقال فرمایا -

ص ۱۲۷/۳۰۸ - عبداللہ بن کعب بن ملک الانصاری نے بقول ابن حبان ۹۷ھ یا ۹۸ھ اٹھانوے مین انتقال فرمایا -

ص ۱۳۳/۳۲۲ - عبدالرحمن بن حسان بن ثابت بن المنذر نے (تا) امہ اخت ماریۃ للقبطیہ - یعنی حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلعم کے خالہ زاد بھائی بقول خلیفہ وغیرہ ۱۰۴ھ ایکسو چار مین انتقال فرمایا -

ص ۱۸۰/۴۴۴ - عبداللہ بن ساعدہ الہذلی ابو محمد نے ۱۰۰ھ ایک سو مین انتقال فرمایا -

ص ۱۹۶/۴۹۸ - عبدالرحمان بن مل (تا) نزل الکوفہ نے ۱۳۰ برس کی عمر مین بقول ابن علی ۹۵ھ مین و بقول ابن معین ۱۰۰ھ مین بقول خلیفہ بعد ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا -

ص ۲۵۲/۶۹۰ - عبدالاعلی بن عدی المہرانی اگرچہ بعض نے انکو تابعی کہا - لیکن محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے صحابی مین شمار کیا - انھون نے بقول یزید بن عبدربہ ۱۰۴ھ ایک سو چار مین انتقال کیا -

ص ۲۹۰/۷۹۵ - عبدالرحمن بن ادنیہ العبدی المصری نے جنکو ابونعیم اور ابن البرقی نے صحابی مین شمار کیا بعد ۹۰ھ نوے کے انتقال کیا -

ص ۲۹۳/۸۰۳ - عبدالرحمن بن سابط نے جنکو ابوموسی نے صحابی کہا سنہ ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ مین انتقال کیا۔

ص ۳۰۴/۸۲۰ - عبدالرحمن بن عمرو السلمی نے جنکو طبری اور ابن شاہین نے صحابی کہا سنہ ۱۱۰ ایک سو دس مین انتقال کیا۔

ص ۳۲۷/۸۸۱ - عدی بن عدی بن عمیرہ بن عروۃ الکندی نے بقول طبری صحابی مین سنہ ۱۲۰ ایک سو بیس مین انتقال کیا۔

ص ۳۶۱/۱۰۰۵ - عمیہ مولیٰ ام الفضل نے جنکو ابن ابی داؤد نے صحابی کہا سنہ ۱۰۴ ایک سو چار مین انتقال کیا۔

ص ۴۳۲/۱۱۵۹ - الفضل بن عبدالرحمن الہاشمی نے جنکی اصحابیت کو ابوموسیٰ نے ابومسعود الاصبہانی کی روایت سے ثابت کیا سنہ ۱۲۹ ایک سو انتیس مین انتقال کیا۔

ایقاظ چہارم - ای مؤمنو جب یہ کتاب آپ لوگون کو میسر ہو۔ تب بڑی خوشی اور خرمی سے ایک مجلس کرو۔ اور اسمین مقلدین اور غیر مقلدین کی دعوت کرکے۔ بنظر ایمان کے ان بزرگون کی طرف نظر کرو۔ اور دیکھو اور دکھلاؤ پھر امام صاحب کی تابعیت کی کیا بات ہے۔ بلکہ صاحبین وغیرہما کی تابعیت کو بھی ثابت کرنیکی حجت بخوبی حاصل کرلو۔ پھر اُن صحابیون مین نظر کرو اور اچھی طرح سے پہچانو کہ یہ کون کون بزرگ ہین۔ پھر غور کرو کہ جب ایسے ایسے بزرگ مثل حضرت انس رضؓ خادم رسول صلعم اور مثل حضرت عبداللہ پرپوتا حضرت عبدالمطلبؓ اور مثل حضرت عبدالرحمن خالہ زاد بھائی حضرت ابراہیم بن رسول صلعم کا امام صاحب کے زمانہ تک باحیات موجود رہنا ثابت ہوا۔

تو لاکھون صحابی کا وجود امام صاحب کے وقت تک موجود رہنا عقلاً وغیرہ ثابت ہوا۔ اب غیر مقلدین صاحب کے ڈھکوسلے باتون کی طرف جو چند اوراق اخباریہ سے نقل کرتے ہین ہرگز التفات نہ کرو۔ بلکہ اسکو کذب و بہتان جانو۔ جس سے خسر الدنیا والاخرہ سے نجات پاؤ۔

علیٰ ہذا القیاس تقریب التہذیب سے بھی چند صحابیون کی موت کی تاریخ لکھتا ہون۔

طبقہ اولیٰ کے صحابیون کا ذکر

ص ۳۳ - بریدہ بن الخصیب ابو سہل الاسلمی صحابی نے ۶۳ھ تریسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۹ - ثابت بن الضحاک الاشہلی صحابی نے بقول انفلاس ۴۵ھ مین بقول صحیح ۶۴ھ چونسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۴ - جندب بن عبداللہ بن صفیان النجلی صحابی نے بعد ۶۰ھ سیاٹھ کے انتقال فرمایا۔

ص ۴۶ - الحارث بن حاطب بن الحارث صحابی صغیر نے اگرچہ ابن حبان نے انکو تابعی کہا ۶۶ھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۶ - الضحاک بن قیس بن خالد صحابی صغیر ۶۴ھ چونسٹھ مین مقتول ہوا۔

ص ۱۳۰ - عبداللہ بن زید عاصم بن کعب الانصاری صحابی مشہور ۶۳ھ تریسٹھ مین شہید ہوا۔

ص ۱۳۳ - عبداللہ بن عباس رض نے ۶۸ھ مین انتقال فرمایا طائف مین۔

ص ۱۶۴ - عبد المطلب بن ربیعۃ الہاشمی صحابی نے ۶۲ سنہ باسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۷۷ - عدی بن حاتم مشہور صحابی نے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر مین ۶۸ سنہ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۰۹ - قرۃ بن ایاس بن ہلال المزنی صحابی نے ۶۴ سنہ مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۴۸ - معاذ بن الحارث الانصاری صحابی صغیر ۶۳ سنہ تریسٹھ مین جنگ حرہ مین شہید ہوئے۔

ص ۲۵۰ معقل بن سنان بن مظہر الاشجعی صحابی ساکن الکوفہ ۶۳ سنہ تریسٹھ مین جنگ حرہ مین شہید ہوا۔

ص ۲۶۲ - فضلہ بن عبید ابو برزہ الاسلمی صحابی مشہور نے بقول صحیح ۶۵ سنہ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۰۱ - ابو شریح الخزاعی صحابی نے ۶۸ سنہ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۱۷ - ابو واقد اللیثی صحابی نے ۶۸ سنہ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۴۳ - ہند بنت ابی امیۃ ام سلمہ ام المؤمنین نے بقول صحیح ۶۲ سنہ باسٹھ مین انتقال فرمایا۔

الیقاظ پنجم - ان بزرگون مین حضرت عبد اللہ بن عباس رض اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رض بھی ہین دیکھو۔

طبقۂ ثانیہ کے صحابیون کا ذکر

ص ۳۳ - البراء بن عازب الانصاری صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے ۷۲ سنہ بہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۴٠ - جابر بن سمرہ بن جنادہ صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے بعد سنہ ستر
کے انتقال فرمایا۔

ص ۴٠ - جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری صحابی مشہور جس نے
سترہ ١٧ دفعہ جنگ کی بعد ستر ٧٠ کے انتقال فرمایا۔

ص ۶٧ - رافع بن خدیج بن عدی الانصاری صحابی جلیل القدر نے ٧٣ سنہ یا
٧۴ سنہ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ٩٨ - سلمہ بن عمرو بن الاکوع الاسلمی ابومسلم نے ٧۴ سنہ مین انتقال فرمایا۔

ص ١١٩ - عاصم بن عمر بن الخطاب رضہ نے جو حالت حیات مین جناب رسالت مآب
صلعم کے پیدا ہوئے تھے ستر ٧٠ کے بعد انتقال فرمایا۔

ص ١٢٩ - خلیفہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضہ ٧٣ سنہ تہتر مین حجاج کے
حکم سے مقتول ہوا۔

ص ١٣٢ - عبداللہ بن صفوان بن امیہ جو رسول خدا صلعم کے عہد مین متولد ہوا
٧٣ سنہ تہتر مین مع خلیفہ ابن الزبیر مقتول ہوا۔

ص ١٣٧ - عبداللہ بن عمر رضہ نے ٧٣ سنہ مین انتقال فرمایا۔

ص ١۵۵ - عبدالرحمن بن عثمان بن عبداللہ التیمی اخی طلحہ صحابی مع خلیفہ ابن
الزبیر مذکور مقتول ہوا۔

ص ١۵٧ - عبداللہ بن غنم الاشعری نے اگرچہ صحابیت مین انکے اختلاف ہی
٧٨ سنہ اٹھتر مین انتقال کیا۔

ص ١٧٨ - عرباض بن ساریہ السلمی صحابی نے بعد ستر کے انتقال فرمایا۔

ص۱۵۵ - عمارہ بن رویبہ ابو زہیر صحابی نے جو کوفے مین رہتے تھے بعد ۷۰ستر کے انتقال فرمایا۔

ص۲۱۷ - محمد بن حاطب بن الحارث الکوفی صحابی صغیر نے ۷۴ ستہ مین انتقال فرمایا۔

ص۲۷۲ - وہب بن عبداللہ السوائی صحابی نے ۷۴ ستہ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ص۱۹۹ - عوف بن مالک الاشجعی ابو حماد صحابی مشہور نے ۷۳ ستہ تہتر مین انتقال فرمایا۔

ص۲۹۸ - ابو سعید المعلی الانصاری صحابی نے ۷۳ ستہ تہتر مین انتقال فرمایا۔

ص۳۴۰ - زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد یہ المخزومیہ تے جو رسول خدا صلعم کے پروردہ تھی ۷۳ ستہ تہتر مین انتقال فرمایا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رض انکے جنازہ مین حاضر تھے۔

ص۳۳۸ - اسماء بنت ابو بکر صدیق رض زوجہ حضرت زبیر بن العوام رض مادر خلیفہ حضرت عبداللہ بن الزبیر نے ایک سو برس کی عمر مین ۷۳ ستہ یا ۷۴ ستہ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ ششم - ان بزرگون مین حضرت عاصم بن حضرت عمر رض - اور حضرت عبداللہ بن حضرت عمر رض - اور حضرت عبداللہ بن زبیر خلیفہ رض - اور حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر رض بھی موجود ہین - دیکھو -

طبقہ ثالثہ کے صحابیون کا ذکر

ص۲۲ - اسلم العدوی مولی عمر رض جنہنے زمانہ جاہلیت و زمانہ رسول صلعم کو پایا

سنہ ۸۰ اسی مین ۱۱۴ سالگی مین انتقال کیا۔

ص۲۳ ۔ بسر بن ارطاہ القرشی العامری من صغار الصحابۃ نے سنہ ۸۶ چھیاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۱۶ ۔ طارق بن شہاب بن عبد الشمس البجلی نے جسنے رسول صلعم کو دیکھا سنہ ۸۲ یا سنہ ۸۳ تراسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۲۱ ۔ عاید اللہ بن عبد اللہ الخولانی نے رسول خدا صلعم کے وقت مین پیدا ہوکر سنہ ۸۰ اسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۳۵ ۔ عبد اللہ بن ابی اوفی بن علقمہ بن خالد صحابی تھے جو شہر کوفی کے آخر صحابیون مین سے ہین سنہ ۸۷ ستاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۲۶ ۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی صحابی نے سنہ ۸۰ مین انتقال فرمایا

ص۱۲۶ ۔ عبد اللہ بن الحارث الزبیدی صحابی نے سنہ ۸۵ یا سنہ ۸۶ یا سنہ ۸۷ یا سنہ ۸۸ اٹھاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۲۸ ۔ عبد اللہ بن حوالہ ابو الحوالہ صحابی نے ایک قول مین سنہ ۸۰ اسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۳۲ ۔ عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین پیدا ہوکر سنہ ۸۴ چوراسی مین انتقال فرمایا یہ بزرگ حضرت انس رضہ کا اخیافی بھائی تھا۔

ص۱۳۲ ۔ عبد اللہ بن البادی اللیثی جو رسول خدا صلعم کے عہد مین پیدا ہوکر کوفہ مین سنہ ۸۱ اکیاسی مین یا بعد اسکے مقتول ہوا۔

ص۱۶۹ - عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب الہاشمی ابن عم رسول صلعم صحابی نے ۸۸ھ اٹھاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۷۴ - عتبہ بن الندر السلمی صحابی نے ۸۴ھ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۹۰ - عمر بن ابی سلمہ بن عبداللہ الاسد المخزومی صحابی صغیر نے جنکو رسول صلعم نے پرورش کیا کیونکہ انکی مان حضرت ام سلمہ سے حضرت نے نکاح کیا تھا ۸۳ھ تراسی مین انتقال فرمایا۔

ص۱۹۷ - عمران بن عصام الضبعی بقول بعض کے صحابی ہی ۸۳ھ تراسی مین مقتول ہوا۔

ص۱۹۳ - عمرو بن حریث بن عمرو بن عثمان المخزومی صحابی صغیر نے ۸۵ھ مین انتقال فرمایا۔

ص۲۵۳ - المقدام بن معدیکرب بن عمرو الکندی صحابی مشہور نے ۸۶ھ چھیاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۲۶۹ - واثلہ بن الاسقع صحابی مشہور نے ۸۵ھ پچاسی مین انتقال فرمایا۔

ص۳۰۳ - ابوعامر الاشعری صحابی عبدالملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہا۔

الفاظ ہفتم - ان بزرگون مین حضرت اسلم العدوی مولی حضرت عمر رض - اور حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رض بن ابی طالب - اور حضرت عبیداللہ بن عباس رض اور حضرت عمر بن ابی سلمہ جنکی مان حضرت ام سلمہ ام المؤمنین کو رسول صلعم نے اپنے نکاح مین لاکر انکی پرورش کی یعنی ربیب النبی صلعم موجود ہین دیکھو - اور اس الفاظ کو تیسرے اور چوتھے الفاظ کے ساتھ ملاکر خیال کرو - پھر آٹھوین الفاظ کے بزرگون کا بھی خیال کرو - جس سے عدم تابعیت کے شبہ کو دل سے بخوبی

رفع کرسکو۔

طبقہ رابعہ کے صحابیون کا ذکر

ص۲۲ ۔ اسعد بن سہل ابو الامامہ الانصاری صحابی نے ترانوے ۹۳ برس کی عمر مین سنہ ۱۰۰ ایک سو ہجری مین انتقال فرمایا۔

ص۲۹ ۔ انس بن مالک النضر الانصاری خادم رسول صلعم نے جو صحابی مشہور ہین ایک سو برس کی عمر مین سنہ ۹۲ یا سنہ ۹۳ ترانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۴۶ ۔ الحارث بن رافع بن مکیث الجہنی نے بعد سنہ ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا۔

ص۱۲۵ ۔ عبد اللہ بن بسر المازنی صحابی صغیر نے جو آخر صحابیون مین سے شام مین مرا علی الاختلاف ایک سو کے عمر مین سنہ ۸۸ اٹھاسی یا سنہ ۹۶ چھیانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۱۲۶ ۔ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب نے علی الاختلاف سنہ ۸۴ یا سنہ ۹۹ ننانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۱۵۹ ۔ عبد الرحمن بن یزید بن حارثہ الانصاری نے جو نبی صلعم کے وقت مین پیدا ہوئے سنہ ۹۳ ترانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۱۶۸ ۔ عبید اللہ بن رافع المدنی مولی النبی صلعم نے جو کاتب حضرت علی رض کا تھا بعد سنہ ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا۔

ص۱۷۴ ۔ عتبہ بن عبد السلمی ابو الولید صحابی مشہور نے جو قریب سو کے سن رکھتا تھا علی الاختلاف سنہ ۸۷ مین یا سنہ ۹۰ مین انتقال فرمایا۔

ص۱۷۷ ۔ العداء بن خالد العامری صحابی جنکی وفات بعد سنہ ۱۰۰ کے ہوئی۔

ص۱۸۱ - عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس رضؓ نے علی الاختلاف سنہ ۱۰۷ھ ایک سو سات
مین یا بعد اسکے انتقال فرمایا۔

ص۲۳۹ - مالک بن الحویرث ابو سلیمان اللیثی صحابی نے سنہ ۹۴ھ چورانوے مین انتقال فرمایا

ص۲۴۱ - محمود بن لبید بن عقبۃ بن رافع الاوسی صحابی صغیر نے سنہ ۹۶ھ یا ۹۷ھ
ستانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۲۶۶ - الہرماس بن زیاد بن مالک الباہلی الوجدیر صحابی نے بعد سنہ ۱۰۰ھ سو کے
انتقال فرمایا۔

ص۳۱۶ - ابو نصر الہلالی نے بقول بعض کے صحابی ہین بعد سنہ ۱۰۰ھ سو برس کے
انتقال فرمایا۔

ص۳۴۰ - زینب بنت کعب بن عجزہ زوجہ حضرت سعید الخدری رضؓ نے جنکو
بعض نے صحابیہ کہا بعد سنہ ۱۰۰ھ کے انتقال فرمایا۔

ص۳۵۷ - موسیٰ بن طلحہ المدنی نزیل الکوفہ نے جو رسول خدا صلعم کے وقت مین
پیدا ہوکر سنہ ۱۰۳ھ ایک سو تین مین انتقال فرمایا۔

ص۳۶۹ - وابصہ بن معبد بن عتبہ الاسدی صحابی نزل الجزیرہ وعمر الی سنہ تسعین
یعنی ۹۰ھ نوے تک زندہ رہے۔

الیقاظ ہشتم - ان بزرگون مین سوائے حضرت انس رضؓ وغیرہ کے حضرت
عبید اللہ بن رافع مولیٰ النبی صلعم - اور حضرت عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس رضؓ
موجود ہین دیکھو - اور اس الیقاظ کو جو تھے الیقاظ اور ہنم الیقاظ کے ساتھ ملا کر
کرکے امام صاحب کی تابعیت کیا معنی صاحبین وغیرہما کی تابعیت بھی بخوبی ثابت کیجئے

اور گنئے۔ بفضلہ تعالیٰ اگر مین اس اصابہ اور تقریب کے کُل دلائل کو بھی طرح دون تب بھی اسی طرح کے دلائل اور اَور کتابون سے استنباط کرسکتا ہون۔ چنانچہ مولانا عبد الحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے بھی ایسا چند صحابیون کا نام استخراج کر کے تحفۂ احبا کرتا ہون۔ جس سے اچھّی طرح سے امام صاحب کی بلکہ صاحبین کی بھی تابعیت ثابت ہوتی ہے۔ اور معاندین کی عداوت کی بات ظہور مین آتی ہے۔ ص۴۲۔ حضرت انس بن مالک رض خادم رسول صلعم نے سنہ ۹۱ اکانوے مین ایک سو برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔

ص۴۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے طائف مین سنہ ۶۸ اڑسٹھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

ص۵۲۔ حضرت ابو امامہ رض نے علی الاختلاف سنہ ۸۶ یا سنہ ۸۱ یا سنہ ۹۱ اکیانوے مین انتقال فرمایا۔

ص۱۰۶۔ حضرت رافع بن خدیج رض نے سنہ ۷۳ تہتّر مین انتقال فرمایا۔

ص۱۱۲۔ المقدام بن معدیکرب رض نے سنہ ۸۷ ستاسی مین انتقال فرمایا اور اسوقت عمر انکی ۹۰ نوّے کی تھی۔

ص۱۱۳ حضرت العرباض بن خالد رض نے سنہ ۷۵ پچہتر مین انتقال فرمایا۔

ص۱۳۵۔ حضرت عوف بن مالک الاشجعی رض نے سنہ ۷۳ تہتّر مین انتقال فرمایا۔

ص۱۳۸۔ حضرت عکرمہ مولی ابن عباس رض کہ اگرچہ بعضے نے انکو تابعی کہا سنہ ۱۰۷ ایک سو سات مین انتقال فرمایا۔

ص۱۳۹ - حضرت واثلہ بن الاشقع نے ایک سو برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔
ص۱۷۰ - حضرت جابر بن سمرہ رضؓ نے علی الاختلاف ۶۶ھ یا ۷۴ھ یا ۷۶ھ
چہتر مین کوفے مین انتقال فرمایا۔
ص۱۷۹ - عبد جرادرک النبی صلعم نے ایک سو بیس برس مین انتقال فرمایا۔
ص۲۳۳ - قتادہ رضؓ نے اگرچہ بعض نے انکو تابعی بھی کہا ہے ۱۱۷ھ ایک سو سترے
مین انتقال فرمایا۔
ص۲۳۵ - النعمان بن بشیر رضؓ جو بوقت رحلت رسول صلعم آٹھ برس کا تھا ۶۴ھ
چونسٹھ مین مروان کے حکم سے مقتول ہوا۔
ص۲۶۵ - حکیم بن حرام رضؓ کے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔
ص۲۷۰ - حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضؓ نے کہ آنحضرت صلعم کے وقت مین نو برس کا تھا
۸۳ھ تراسی مین انتقال فرمایا۔
ص۳۰۶ - حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضؓ نے ۸۶ھ یا ۸۷ھ ستاسی مین کوفے
مین انتقال فرمایا۔

ص۴۰۱ - عبداللہ بن السحر الصحابی رضؓ نے ۸۸ھ مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ فہم - ان کل بزرگون مین نظر کر کے - ہمارے تذکرۃ المذاہب کے ۲۷۸ صفحہ سے ۲۸۶ تک دیکھو - جسمین اکثر ان بزرگون کا نام پاؤ - پھر ۳۲۱ صفحہ کو بھی ملاحظہ کرو - پھر ۵۸۰ مین نظر کر کے کمالیت پیدا کر لو - تاکہ ہمیشہ مناظرہ مین دندان شکن جواب دیکر غالب رہو -

دفع دخل - اگر کوئی کہے کہ امام صاحب کے زمانہ تک صحابی کے رہنے سے

امام صاحب سے ملاقات و روایت ثابت ہونا کونسی ضرورت ہی۔
کھو ونگا۔ باوجود موجود ہونے ہر دو نون کی ملاقات و روایت ثابت ہونا کون سی ضرورت ہی۔ اگر سچ پوچھو تو لقی کا ثابت ہونا بہت ہی ضرورت ہی کہ صاحب مذہب کو مذہب بنانے کے واسطے حتی المقدور حقیقت کو ثابت کرنا بہت ہی ضرورت ہی تب باوجود موجود ہونے صحابی کے ملاقات و روایت نہ کرنا امام صاحب کا مؤمنون کے اعتقاد کے خلاف ہی۔ ہان زندیقون کے اعتقاد کے موافق ہی۔ العیاذ باللہ۔
خیر اسکا دفیہ اور طریقہ سے بھی کر دیتا ہون۔ یعنی بفضلہ تعالی صراحتہ روایت کرنا بھی امام صاحب کا صحابیون سے ثابت کر دکھلاتا ہون۔ ہر چند اس بات کو بہت کتابون سے ثابت کر سکتا ہون۔ لیکن خوف طوالت سے فقط عقود الجواہر پر اکتفا کرتا ہون۔
ص۶۷۔ روی محمد بن الفضل و سلیم بن مسلم قالا حدثنا ابو حنیفہ بہ عن جابر قراء رجل خلف رسول صلعم فنہاہ رسول صلعم عن ذلک
ص۶۷ روی مکی بن ابراہیم عن ابی حنیفہ بہ عن جابر قال انصرف النبی صلعم من صلوٰۃ الظہر او العصر فقال من قرأ منکم سبح اسم ربک الاعلی فسکت القوم حتی سال عن ذلک مرارا فقال رجل من القوم انا یا رسول اللہ فقال رایتک تنازعنی او تخالجنی القرآن۔
ص۶۷۔ روی یونس بن بکیر و علی بن مزید الصدائی و مروان بن شجاع

عن ابی حنیفه عن جابر قال صلی رسول صلعم باصحابه الظہر او العصر فلما انصرف قال من قرء خلفی سبح اسم ربك الاعلیٰ فلم یتکلم احد فردّ ذلك ثلاثًا فقال رجل انا یارسول ؐ فقال قد رأیتك تخالجنی او تنازعنی القراٰن من صلی منکم خلف امام فقراءته له قراءة ف سبحان الله چه خوب ان تینوں حدیثوں سے قرات خلف الامام کی منہی عنہ ہونا بخوبی ثابت ہوگئی تب ہی امام الائمہ امام ابوحنیفه رح نے قرات خلف الامام کو نادرست فرمایا - اب ہم سبکو اس روایت کے غیر کی طرف ہرگز التفات نکرنا چاہیے کہ وہ اسکے مقابلہ میں قابل اعتماد کے نہیں ہوسکتی ہے - کہ اسمیں باعث توسطات بعیدہ کے رطب و یابس کی گنجائش ہے - خذہا -

ص۱۲۴ - ابوحنیفه عن علی بن الاقمر ان النبی صلعم کان یظل صائمًا و یبیت طاویًا ثم ینصرف الخ -

ص۱۲۴ - ابوحنیفه عن علی الاقمر عن ابن عمر ان رسول صلعم قال ان بلالًا یوذن بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن مکتوم ف اس حدیث سے سحر گاہی کا اخیر رات کو کھانا حسب مذہب امام صاحب کے ثابت ہوا -

ص۱۴۱ ابوحنیفه عن ابراهیم ان النبی صلعم حج واعتمر اربع عمر فقرن احدی عمرة الا ربع بحجه -

ص۱۶۸ ابوحنیفه عن الهیثم ان النبی صلعم لما تزوج ام سلمه

اوله علیها سویقا وتمرا وقال ان سمعت لک سبحت لصواحبک

ص ۱۲۱ - ابوحنیفه عن الهیثم عن انس رض قال خرج النبی صلعم للیلتین خلتا من شهر رمضان الخ۔

ص ۶۸ - ابوحنیفه عن عکرمه عن ابن عباس قال قال رسول صلعم امرت ان اسجد علی سبعة اعظم ولا اکف شعرا ولا ثوبا۔

ص ۱۰۷ - ابوحنیفه سمع عائشه عجرد تقول قال رسول صلعم اکثر جند الله تعالی فی الارض الجراد لا آکله ولا احرمه

ص ۱۲۴ - ابوحنیفه عن ابی الهذیل غالب بن الهذیل ان نساء کن مع جنازة فاراد عمر ان یطردهن فقال رسول الله صلعم دعهن فان العهد قریب۔

دفع دخل اگر کوئی کہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ کی موت تو قبل اسّی کے ہوئی اور امام صاحب کی پیدائش اسّی مین ہوئی - پھر کیونکر روایت کرنا انکا اُنسے ثابت ہوسکتا ہے - **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے۔

اوّلا - امام صاحب کی پیدائش کو اسّی ہی مین ہونا فرض کرکے اُسکو کالوحی من السماء سمجھ لینا - کون سی وحی من السماء سے ثابت ہے - اجی صاحب اس تاریخ کو تو بہ مضمون ع ولیکن قلم در کف دشمن است - کے چند معاندون نے امام صاحب کی تابعیت کو باطل کرنے کے واسطے انکے اصحابون کی طرف منسوب کرکے شہرت دیا - اور غیر معاندون نے بھی نقل کیا

خیر بالفرض اگر یہ تاریخ صحیح بھی ہو تو بھی امام صاحب کی ان روایتون کو اُس جابر کی طرف جو قبل پیدائش امام صاحب کے انتقال فرمایا منسوب کرنا اور اُس سے تکذیب روایتون کو ثابت کرنا علماے غیر متبحرین بلکہ نادانون کا کام ہے کیونکہ مورخین نے فقط ایک جابر کی تاریخ لکھی حالیکہ جابر فقط ایک صحابی کا نام نہین ہزارون صحابہ کا نام ہے۔ چنانچہ فقیر نے جو پہلے طبقے مین بارہ^۱۲ صحابیون کا نام ذکر کیا۔ اسمین بھی اسماء بن حارثہ دو صحابی کا نام مشترک آگیا۔ جب بارہ^۱۲ صحابی مین دو صحابی کا نام مشترک ہو سکا۔ تو بارہ سو صحابی مین کتنے صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ جواب اس اربعہ متناسبہ سے

۱۲ : ۲ :: ۱۲۰۰ : م = ۲× ۱۲۰۰ ÷ ۱۲ = $\frac{۱۲۰۰ \times ۲}{۱۲}$ = ۲۰۰

صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ پھر لاکھون کروڑون صحابیون مین جابر کے نام کا مشترک نہ سمجھنا۔ محض بے وقوفون کا کام نہین تو کیا۔ بلکہ اس آیت کا منکر ہونا۔ قولہ تعالیٰ وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا۔

ثانیاً۔ جب بہت سی کتابون سے روایت کرنا امام صاحب کا ثابت ہو چکا پھر چند منکرین کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے بلکہ قاعدہ المثبت مقدم علی النافی کا دخل اسمین آجاتا ہے۔

ثالثاً۔ جب امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف اکسٹھ۔ نستر۔ اسّی۔ مین ہونا اور روایت کرنا انکا حضرت جابر سے مسلم و ثابت ہے۔ تو جو کوئی اُس جابر سے جو قبل اسّی کے انتقال فرمایا ملاقات اور روایت کرنا بھی ثابت کر

کیونکہ اِس قصے مین یہ چار بات ہین ایک اسّھ دوسرا ستّرھ تیسرا اسّی چوتھا
روایت کرنا۔ اِنمین سے فقط اسّی ایکطرف۔ اور باقی تین ایک طرف
فانظروا المن الغلبۃُ یا ایّھا الاخوان فانظروا۔ ھذا احق الحقائق۔
استنبطۃ بتائید خالق الخلائق۔ خذہ یا ایھا الشائق۔ فانہ
ادق الدقائق۔

تنبیہ۔ اب ان تحریرات مذکورہ اور تقریرات مذکورہ سے امام صاحب
کی تابعیت کالشمس فی نصف النہار کیسی ثابت ہوگئی۔ نہ ابر و بادل
کیسی مزاحمت بھی باقی رہی۔ کیونکہ امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف اسّھ
یا ستّر یا اسّی۔ ہجری مین ہوئی کما مرّ ذکرہ۔ اگر اسّھ کا اعتبار کیا جاوے۔
توہر چار طبقے کے صحابیون کی ملاقات سواے اسکے اَور اور لاکھون اُن صحابیون
کی ملاقات (جنکی شمار مورخین کو معلوم نہین)۔ نصیب ہوئی۔ اور اگر ستّر
کا اعتبار کیا جاوے۔ تو باقی تین طبقے کے صحابیون کی ملاقات اور سواے اِسکے
اور اَور ہزارون اُن صحابیون (جنکی گنتی مورخین کی کتابون مین آئی نہین)
نصیب ہوئی۔ اور اگر اسّی کا بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی باقی دو طبقے کے صحابیون کی ملاقات ماسوائے
اِسکے اور اَور سیکڑون اُن اصحابون کی ملاقات (جنکی تعداد مورخین کو معلوم نہین) بخوبی نصیب ہوئی
یہانتک امام صاحب نے بہتیری روایتین بھی صحابیون سے کہین۔ چنانچہ بطور نمونہ کے چار روایتین مذکور ہوئین
پھر امام صاحب کی تابعیت مین کونسی بات باقی رہی سواے اسکے بڑے بڑے شاعرون نے بھی امام صاحب کی
روایت کرنے کو اپنے شعرون مین مندرج کیا۔ چنانچہ بعض اُنمین سے ایک یہ ہے۔ کفے النعمان فخرا ما رواہ۔
من الاخیار من عز الصحابۃ۔ کذا فی شرح الحصکفی۔ پھر تابعین کی تعریف تو وہ ہے جسکو صحابی کی ملاقات

حاصل ہوئی - اسکی تابعیت ثابت ہوئی - جب امام صاحب کو اتنے صحابیوں
سے ملاقات حاصل ہوئی - پھر کیونکر تابعیت انکی ثابت نہوئی - با وجود اسکے
انکی تابعیت کا منکر ہونا - بعض متعصبین کے قول سے اُسکا انکار کرنا -
گویا کُل سیر اور تواریخ کی کتابون کو یعنی ابوعبداللہ البخاری - خلیفہ بن
خیاط - محمد بن سعد - یعقوب بن سفیان - ابوبکر بن ابی خیثمہ - ابوالقاسم
البغوی - ابوبکر بن ابی داؤد - عبدان - مطین - ابوعلی بن السکن - ابو
حفص بن شاہین - ابوالمنصور الباوردی - ابوعبداللہ بن مندہ - ابونعیم -
ابوعمرو بن عبدالبر - ابوبکر بن فتحون - ابوموسی المدنی - عزالدین بن الاثیر
ابوعبداللہ الذہبی - وغیرہم - کی تحریر اور تقریر اور کتابون کو خاک مین
ملانا - بلکہ جلا کر راکھ کرنا - **اعتراض** اگرچہ تمنے بہت سے دلایل
قویّہ - اور براہین جلیہ سے اپنے دعوی کو ثابت کیا - لیکن اکثر علماے محققین
وفضلاے مدققین نے امام صاحب کی تابعیت کو انکار بھی کیا - حتّی کہ
تمہارے حنفیون مین سے بھی شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار نے انکار
کیا - چنانچہ اسکے تذکرہ موضوعات کی اس عبارت کو مولوی نذیر حسین
میان صاحب نے اپنی معیار مین امام صاحب کی عدم تابعیت کی دلیل
گردانا ہے - وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس
بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل
بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابوطفیل عامر بن واثلہ
بمکہ ولم یلق احد منہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون

انه لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولم یثبت ذلك عند اهل النقل انتهی کلامه - سوائے اِسکے ابن خلکان اورامام نواوی اورامام یافعی وعلی القاری حنفی اور محمد اکرام حنفی کابھی یہ قول ہی جیسا معیار مین ہی - تم اِسکا کیا جواب دیتے ہو -

جواب ۔ ہر چند کہ بعد اثبات دلائل تابعیت اور ایراد سند اِسکے کے کچھ حاجت رد کرنے اِن اقوال متعصبین کی تو نہ تھی - لیکن چونکہ نافہم اِسکی دلیل لائے - ایلیسا اسکی قلعی کھولنے کی ضرورت پڑی - بفضلہ تعالی اِس عبارت کا جواب اسی عبارت سے کئی طرح پر نکالتا ہون - اور اُسے پیش نظر ناظرین کے کرتا ہون - جس سے وے مارے خوشی کے باغ باغ ہو جاوین اور میرے لیے دعاے خیر مناوین -

اوّلاً - یہ عبارت تو میرے ہی دعوی کی دلیل ہی نہ میان صاحب کی - بلکہ میان صاحب کا اِس عبارت سے امام صاحب کی عدم تابعیت کا استدلال کرنا - گویا اپنی خوش فہمی کا اقرار کرتا ہی - نے نے بلکہ معرکہ مناظرہ مین بے علمی کا علم اُٹھانا - کیونکہ اُسی عبارت مین اصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من الصحابة وروی عنھم کی جو عبارت ہی وہ عبارت بڑے زور سے اِسبات پر دلالت کرتی ہی - کہ امام صاحب کے جم غفیر اصحابیون نے امام صاحب کی لقی اور روایت کی شہادت دی - جب ایسے جم غفیر کی شہادت سے اُنکی تابعیت ثابت ہو چکی - پھر کیا سیکڑون برس کے بعد ابن طاہر یا اور کسی کے انکار سے وہ شہادت شرعی باطل ہو جائیگی - لاحول ولاقوة -

ع برین عقل و دانش بباید گریست - ابھی صاحب امام صاحب کے اصحابون
کی مجلس مین ایسے ایسے مورخین متاخرین کی گزر و گنجایش کہان جو اس شمع
خلوت کا پروانہ بھی ہو سکے - پھر ایسے لوگونکے انکار پر اعتماد کون کرے - ع
باشمع خلوتِ ما پروانہ در نہ گنجد   در بزم آشنایان بیگانہ در نہ گنجد
کاشکے میان صاحب صرف و نحو سے بھی کچھ موانست رکھتے - تو ضرور لفظ
اصحابہ یقولون سے جو اس عبارت مین موجود ہی معنی جمعیت کے دریافت
کرکے شہادت شرعی کو معلوم کر لے سکتے - تب تو لم یلق احداً منھم
ولا اخذ عنہ - اور لم یثبت ذلک عند اھل النقل کو جو محض
خبر احاد و بعض متعصبین متاخرین کی ہی - مقابلے مین شہادت جم غفیر اُن
اصحابون کی جو ہمعصر امام صاحب کے تھے پیش نہین کرتے - اس سے میان
صاحب کی حیثیت ولیاقت کی وسعت جسقدر رہی کھل گئی - اور امام صاحب
سے انکی عداوت کسقدر رہی معلوم ہو گئی - ثانیاً جب ابن طاہر کو یہ بات
ثابت ہو چکی کہ امام صاحب کے وقت مین چار صحابہ موجود تھے اور امام صاحب کے صحابون
نے انکی لقا اور روایت کی شہادت بھی دی - پھر کونسی وحی اسکے نسخ پر
نازل ہوئی - جسکے تکیہ پر یہ انکار کرتے ہین بھلا انکا یہ انکار کب قابل
سماعت ہو گا - کیونکہ یہ قول تین حال سے خالی نہین - یا تو انکار ہی انکار
ہی - یا شہادت علی الغیب ہی - یا شہادت علی النفی ہی - صورت اول
مین تو بمضمون البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر - حلف
درکار ہی - نہین تو مجرد بولنا یا لکھنا انکا محض بیکار ہی - بلکہ حلف منکر بھی

بینہ کے مقابلہ مین بیکار ہی - صورت ثانی اور صورت ثالث کی شہادت تو شرع
مین بے اعتبار ہی - الغرض جس چیز کا وجود بینہ سے ثابت ہو گیا - پھر کسی کے
انکار سے اُسکا بطلان لازم نہین آویگا - چنانچہ اسکی دلیل تذکرۃ المذاہب
کے ۵۶۵ صفحہ مین حضرت علی رضؓ کے قول سے ثابت ہوئی - جب امام
صاحب کی تابعیت جو بیّنہ قویہ یعنی انکے اصحابون کے قول سے ثابت
ہو چکی حتّٰی کہ معاندین بھی بقولہم اصحابہ یقولون کے اسبات کو اقرار کرتے
ہین - تب بعض منکرین کے انکار سے کیونکر باطل ہوگی - فنعم ما قال اللہ
تعالیٰ - لیہلك من ھلك عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ -
ثالثًا - اگر یہ شہادت جم غفیر اصحاب امام صاحب کی جو انکی روایت اور لقیٰ
پر دی گئی جس سے تابعیت ثابت ہوتی ہی - مقبول شرع نہ ہوگی - تو شہادت
منفردی رواۃ صحاح کی جو چند متوسطین پر دار و مدار ہی کیونکر مقبول شرعی
ہوگی - ہرگز نہوگی ہرگز نہوگی - جب یہ شہادت رواۃ کی مقبول شرعی نہ ٹھہری
تو کل حجت آپکی پایہ اعتبار سے گزر گئی - پھر آپکے علمون کا پتہ کہان - اور
انکے ثمرون کا ٹھکانا کہان - تب تو دھوبی کے کتّے کیسی سی نقل ہوئی - نہ گھر
کا نہ گھاٹ کا -

رابعًا - باوجود ثبوت بلکہ اب غیر مقلدون کی شان مین یہ کہاوت صادق آئی
گھر مین رہے نہ تیرتھ گئے - مونڈ منڈا کر فضیحت بھئے - اصدق قولہ تعالیٰ فی
کل وادٍ یھیمون و اصحابہ یقولون الخ کے پھر لم یثبت لکھنا - اور اسپر اعتقاد
کرنا - سراسر امام صاحب کے اصحابون کو جھوٹا سمجھنا - بلکہ حق کو ناحق اور ناحق

اور ناحق کو حق یقین کرنا۔ العیاذ باللہ۔ سواے اسکے یہ قول لم یثبت تکلم بی تکلم ہی اسپر نازان ہونا احمقون کا کام ہی کیونکہ اس لم یثبت کا بطلان اسی عبارت کے اہل بہت ہی عیان ہی حاجت بیان نہین۔ کیونکہ جملہ اصحابہ یقولون الخ صاف اس بات پر گواہی دے رہی ہی کہ اکثر اہل نقل نے امام صاحب کی لقی اور روایت کو ثابت کیا۔ اسلیے یہ جملہ اصحابہ یقولون الخ کی کتابون مین شائع وذائع ہوئی پھر اہل نقل کے دوسرے فریق نے اسکا انکار بھی کیا۔ جب ایک فریق نے ثابت کیا۔ اور دوسرے فریق نے رد کیا۔ تب لم یثبت کا لکھنا تحکم نہین تو کیا۔ بلکہ منکرین کی خبر احاد کو کالوحی من السما سمجھنا۔ اور شہادت شرعی مثبتین کو لاشی متصور کرنا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اگر سچ پوچھیے تو عدل والصاف وعقل وفہم کی کارگذاری تو یہ ہی کہ جہان کہین اہل اثبات اور اہل نفی کے درمیان مخالفت واقع ہو تو بمضمون المثبت مقدم علی النافی اہل اثبات کی ترجیح ہو۔

خامسًا علی ہذالقیاس قولہ و لم یلق احد منہم کا بطلان بھی ماسواے دلائل بالتقدم کے فقط عقل سے بھی ایسا ثابت ہی جسمین نقل کی گنجائش باقی نہین رہ سکتی ہی پھر اسمین اہل نقل کی نقل کا کیا اعتبار۔ کہ اہل بصارت کرے اسکو اختیار وہ بطلان عقلی یہ ہی کہ کوئی اہل نقل ان منکرین مین سے امام صاحب کے ہمعصر تھے ہی نہین بلکہ سواے اسکے نہین ہی کسی مخبر کی خبر کو نقل در نقل کیے گیے۔ اور اس مخبر اول کی خبر کسقدر قابل تصدیق ہی مضمون سے حدیث لیس الخبر کالمعاینہ کے۔ اور قول سے الخبر

یحتمل الصدق والکذب کے۔ اور مضمون سے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے علماے محققین اور فضلاے مدققین پر مخفی نہین۔ سواے اِسکے مخبر اوّل نے اِس قول کو دیانت وامانت کی جہت سے کہا۔ یا تعصب وعداوت سے۔ اگر ثانی ہی تو پایہ اعتبار سے خارج ہی جیسا ابن خلطان وامام نوادی وغیرہما کا قول جسکو آپکے میان صاحب دلیل لائے۔ اگر اوّل ہی تو بھی قابل وثوق کلّی کے نہین۔ کیونکہ وہ مخبر اوّل اگر امام صاحب کا ہمعصر بھی ہوتا تو بھی امام صاحب کے ساتھ رات دن ہر آن وزمان مثل ہمزات وسایہ انکے کے رہنے سے رہا۔ پھر اُسکے عدم لقی وعدم روایت کی شہادت کیونکر مقبول شرعی ہو سکے۔ اور کون احمق اسکو اعتبار کرے۔ کیونکر ہوسکتا ہی کہ اسکے غیبوبت مین کسی صحابی کی ملاقات ہوئی ہو۔ یا اسکے روبرو مین بھی ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن وہ اُس صحابی کی صحابیت سے مطلع نہو۔ جیسا چند آدمی ملکر کسی تماشگاہ یا بازار مین سیر کو جاتے ہین اسمین بعض کو بعض کے ساتھ ایسی ملاقات ہو جاتی ہی۔ دوسرے کو خبر تک بھی نہین ہوتی ہی۔ اگر ہو بھی پر اسکے عدم معرفت اور عدم شناخت کی وجہ سے اس بعض کی لقی کا انکار کرتے ہین۔ اِسی طرح سے مخبر اوّل نے بھی عدم لقی کی خبر ظاہر کی ہو۔ اور اہل نقل اسکو نقل کرتے رہین۔ ہون۔ کچھ بعید نہین۔ کیونکہ جب ہمکو روایت کرنے کی شہادت ملی۔ تب منکرین کے قول کو رد کرنے کی ضرورت پڑی۔ اگر ہو جانب آخر کے ناقلون مین بھی یہ احتمالات موجود ہین۔ تب اذا التعارضا

لتساقطا کے اعتبار سے دونون فریقون کا قول ساقط الاعتبار ہی۔
جواب مین الحمدللہ کہونگا کہ جب تمھارے اعتراض سے جانب آخر کے اہل نقل کی نقل کا ثبوت پا یا گیا۔ تب تمھاری دلیل ولم یثبت عند اھل النقل۔ وغیر ذلک کی تکذیب اور اس قول کے بطلان مین جو ہماری استدلال ہی اسکی تصدیق بخوبی ثابت ہوگئی۔ جب قول منکرین ولم یلق ولم یثبت۔ باطل ٹھہرا۔ تب وہ معارض شئی موجود بالبینہ کا نہوسکا۔ ہان قاعدۂ تعارض اس محل مین جاری ہوتا ہی جہان کہین دونون طرف دلیل مساوی موجود ہوئے۔ یہان منکرین کو سوائے انکار بلا حلف کے بینہ کہان جو تعارض کا قاعدہ پیش آوے۔ اگر مجرد انکار بینہ کا معارض ٹھہرے۔ تو کل بینہ مدعی کا دار العدالت مین ساقط الاعتبار ٹھہرے۔ تب تو ہر منکر فقط انکار سے مقدمہ جیت لیوے۔ یہ خلاف عقل و نقل کے بات ہی۔ ہان نادانون کے خیالات ہین۔

خیالات نادان خلوت نشین بہم بر کند عاقبت کفر و دین

سادسًا علیٰ ہذا القیاس قولہ وکان فے ایام ابے حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ کا بطلان یعنی امام صاحب کے وقت مین فقط چار ہی صحابہ تھے اسکے حصر کا بطلان بھی ظاہر و باہر ہی کیونکہ سوائے ان چار کے اور اور سیکڑون ہزارون لاکھون صحابہ امام صاحب کے زمانہ تک ذی حیات موجود تھے چنانچہ انمین سے بعض کا ذکر ہمنے ابھی تیرہ اور چودہ طبقے مین کردیا ہی۔ پھر اسکے حصر کا ادعا ہوا کی طرح اڑ گیا۔

تنبیہ جب مین ابن طاہر کی عبارت کو تخطیہ کامل کر چکا - تب اُس سے
ابن خلکان اور امام نواوی وغیرہما کی عبارت کا تخطیہ بھی باجمال حاصل ہوا -
کہ عبارت کُل کی ایک ہی ہی - **اب** باقی رہ گئی یہ بات کہ ابن طاہر نے
باوجود حنفیت کے کیون ایسا لکھا - **جواب** اسکا یہ ہی کہ یہ ناقل ہی اور
نقل کفر کفر نباشد سے انپر چندان الزام نہین ہوسکتا ہی - کیونکہ ہوسکتا ہی
کہ اُنکی نظر اور اُنکی ہامثل کی نظر فقط معاندین منکرین کی کتابون پر پڑی
ہوگی - اسلیے ایسی خطا انسے سرزد ہوئی - **ع**
خطا کردن بقولِ دشمنان گوش کہ عہدِ دوستان کردی فراموش
کیونکہ ابن طاہر کی یہ عبارت بعینہ ابن خلکان شافعی جنے سنہ ۶۸۱ مین انتقال
فرمایا انکی وفیات الاعیان مین - اور امام نواوی شافعی جنے سنہ ۶۷۶
مین انتقال فرمایا انکی تہذیب الاسماء مین - اور امام یافعی شافعی جنے
سنہ ۷۶۸ مین انتقال فرمایا انکی مرآت الجنان مین ملی - جسکو آپکے میانصاحب
نے جدی جدی دلیل جانکر اپنی معیار مین نقل کیا - حالانکہ یہ ایک ہی دلیل ہی
کہ ہر متاخر نے اپنے تقویت مذہب کے لیے ہم مذہب متقدم سے نقل کی -
اسی طرح سے ابن طاہر نے بھی جنے سنہ ۹۸۶ مین انتقال فرمایا - بلا تحقیق و
تدارک کے انکی کتابون سے وہی عبارت کو نقل کیا - علی ہذا القیاس اکثر
حنفیون کا یہ ہی حال - اور بہتون کی ایسی ہی قیل و قال - چنانچہ علی
القاری حنفی نے جنے سنہ ۱۰۱۴ مین انتقال فرمایا - اپنی شرح شرح النخبۃ
مین اور محمد اکرام حنفی نے امعان النظر و توضیح نخبۃ الفکر مین امام سخاوی

شافعی المذہب سے جو ۶۳۳ھ مین انتقال فرمایا - اس عبارت کو بلا تدارک نقل کیا
جسکو میانصاحب نے دلیل گردانا جب اس نقل کی اصل کی بناء تعصب
مذہبی سے ہوئی - تب اس سے حنفیون کو الزام دینا محض پوچ ولچر بات ہی -
چونکہ اس تعصب کی بات کو ایک مرتبہ مینے فصل سوم کی پانچوین گذارش مین لکھا
اسلیے وہانپر مراجعت کرنے کی برائت دیا - **سابعًا** امام یافعی شافعی نے تو انماد
کلی اور اعتقاد جلی سے امام صاحب کی تابعیت کی شہادت مین یہ عبارت مرآۃ الجنان
(تا) وکان قد ادرك اربعۃ من الصحابۃ الخ لکھی حتی کہ جس قول سے عدم تابعیت
ثابت ہوتی ہی اسکو غیرون کی طرف منسوب کر کے قال بعض اصحاب التاریخ ولم یر احدا منھم
ولا اخذ عنہ کہا - تاکہ لوگ اسکی سند نہ پکڑین بلکہ اسکو ضعیف سمجھین - معہذا انکے قول کو عدم
تابعیت مین سند گردانتا - نافہمی عبارت کا اقرار کرنا ہی سچ ہی مطلب فہمی کچھ اور شی ہی نقل تو ہر کسی سے
ہوسکی تواند کہ سلیمان شود - **اعتراض** اجی صاحب حنفیون نے جن جن صحابیون سے
امام صاحب کی لقی ور روایت ثابت ہی کہا - میانصاحب نے اپنے معیار مین تو انہیں سے
اسکا محال ثابت کیا - حتی کہ شامی نے اس قول کو واعترض بانہ مات
قبل ولادۃ الامام لسنۃ انتھی اور ابن شاہین کے اس قول کو ھذا
وھم صریح فان جابر بن عبد اللہ باتفاق الروایات مات فی
بضع وسبعین الخ - اور امام نواوی کے اس قول کو توفی جابر بن عبد اللہ
بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل
ثمان وستین الخ - اپنے دعوی کی دلیل گردانا ہی - پھر اسکا جواب تم کیا دیتے ہو
جواب ہرچند بعد ثبوت تابعیت کے اسکا جواب دینا عبث سمجھتا ہون - لیکن

معاندین کی سرکوبی کے لیے خدا کے فضل وکرم سے اِسکا جواب بھی اسی عبارت سے
نکالتا ہون۔ اور دوستون کے لیے تحفہ بھیجتا ہون۔ حضرت آپکے میان صاحب نے
محال کیا ثابت کیا۔ بلکہ اپنی ہی کوتاہی عقل اور نافہمی نقل کو ثابت کیا۔
کاشکے میان صاحب محال کے معنی سے واقفیت رکھتے۔ اور تواریخون کی
عبارتون کو سمجھتے۔ (کہ محض خبر احاد احتمالی و باہم متضاد ہے) تو ایسی خفّت
عقل کی بات نہ فرماتے۔ نہ لفظ محال کا ایسے محل مین اطلاق کرتے۔ اجی صاحب
محال تو اُسوقت مین ثابت ہوتا۔ جس وقت حضرت جابر رض کی موت ایسی کوئی
تاریخ متعیّن مین جو قبل تاریخ پیدائش امام صاحب کے ہے۔ بالیقین ثابت
ہوتی۔ یہان تو جانبین کی موت وحیات مین اختلاف ہی اختلاف ہے۔ اور اختلاف
مین احتمالات ہے اور بمضمون اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال احتمالات
مین امر متیقّن کہان۔ جو محال ثابت ہوے۔ بلکہ لقی اور روایت بہت ہی ممکن
وغیر محال ہے۔ فقط تعصب مذہبی سے اِسطرح کی قیل وقال ہے۔ کیونکہ جب
علی الاختلاف امام صاحب کی پیدائش اکسٹھ یا ستر یا اسّی مین ہوئی۔ اور
جب دلیل تمھارے میانصاحب کی بھی حضرت جابر رض کی موت علی الاختلاف
اڑسٹھ یا ستر یا اٹھتر یا کچھ اوپر ستر یا اُناسی مین ہوئی۔ تب تو لقی بخوبی
ثابت ہوگئی پھر محال کیونکر ثابت ہوا۔ اگر کوئی امام صاحب کے اکسٹھ اور ستر مین
پیدا ہونے کو انکار کرے۔ تو خصم کو بھی گنجائش ہے کہ مورخین کی اُن کل تاریخون
کو (جو خود ہی آپسمین متخالف ومتضاد ہین) لاشئ سمجھکر اِنکار کرے۔ اور
اُنکی غیر تاریخ کو صحیح جانے۔ فی الواقعہ یہ ہی صحیح ہے کہ یہ تواریخین خود ہی

اپنی غلطی کو پکار رہی ہین کہ جب حیات وموت کی تکرار عقلاً ونقلاً وشرعاً و
عرفاً متصور نہین۔ تب شخص واحد کی موت وحیات مختلف تاریخون مین کیونکر
متحقق ہو سکتی ہین۔ تا ظاہر نہین کہ اسطرح کے موضع اختلاف مین
احدالاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب علی سبیل البدلیت لازم آتا ہے
اور کُل تاریخون کا صادق ہونا محال ہے کہ موت وحیات دو تین بار نہین ہوتی
ہین۔ امّا کُل کا کذب ہونا محال نہین بلکہ ممکن ہی کہ انکا غیر کوئی تاریخ صحیح ہو
اور وہ تاریخ امام صاحب کی تابعیت کی خبر دیتی ہو۔ اگرچہ اِس قسم کی خبر کو امام
صاحب کی تابعیت کو اُڑانے کے واسطے ابن شاہین وغیرہ نے ھذا وھم
صریح اور وھم من قال سنۃ سمانین وغیر ذٰلک کہکر مشہور کرتے ہین

؎ بے ہنران صد حیل آرند پیش — تا زدود کار ہنرمند بیش

لیکن اِس سے ہوتا کیا۔ اور بگڑتا کیا۔ جب ان مورخین کا جنازے مین حضرت
جابر رضؓ کے شریک ہونا محال ثابت ہی پھر انکے قول سے اُن متقدمین کے قول کو
(جس سے امام صاحب کی تابعیت ثابت ہی) وہم سمجھ لینا۔ اور انکے قول کو
وہم نہ سمجھنا یہ خود بڑا وہم ہی۔ بلکہ کُل متاخرین کا متقدمین کے قول کو وہم
صریح کہنا بھی وہم ہی۔ اور اسطرح کی وہمی بات سے محال ثابت کرنا وہمیون کا
کام ہی۔ دور کیون جاتے ہو خود تمھارے ابن شاہین نے بھی وہم سے اتفاق روایات
کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ تمھارے ہی تینون مورخون کے کلام سے بھی اختلاف روایات
کا ظاہر ہی۔ پھر اتفاق روایات کا دعویٰ کرنا وہم نہین تو کیا۔ قولہ تعالیٰ
اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم خذ ھذا کیونکہ ان

دقایقون و غوامضون کو سمجھنے کے لیے مدت مدید و علم مزید چاہیے ؎
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب۔ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن۔
سوا اسکے جابر بن عبد اللہ رض کے ہم نام سیکڑون صحابہ ایسے تھے
(کہ مورخون کو انکے حالات سے اصلا اطلاع نہین) شاید امام صاحب نے
اُن مین سے کسی سے روایت کیا ہو۔ اِسلیے خوارزمی و عقود الجواہر وغیرہما
مین امام صاحب کا روایت کرنا صحابی سے ثابت ہے اور نا ظاہر نہین کہ مثبتین
کا قول منکرین کے قول سے معتبر تر ہے۔ کہ اسمین المثبت مقدم علی
النافی شاہد ہے۔ کما مرّ ذکرہ۔

اعتراض خوارزمی جو امام صاحب کی مسانید مشہور ہے وہ تو ابو حنیفہ کی بذات
خود جمع کی ہوئی نہین بلکہ خوارزمی نے امام کے اُن مسانید کو جو کئی شخصون نے
علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا ۶۷۴ھ مین جمع کیا اِسکا کیا اعتبار ہے۔

جواب اجی صاحب اگر اِسکا اعتبار نہو تو صحاح کا بھی اعتبار نہوگا۔ کیونکہ
صحاح کی حدیثین جو قال النبی صلعم مشہور ہین وہ تو رسول خدا صلعم کی بذات
خود یا صحابی کی بذات خود جمع کی ہوئی نہین۔ بلکہ صاحبان صحاح نے بعد دو
ڈھائی سو برس کے جمع کیا۔ پھر اسکا کیا اعتبار ہے العیاذ باللہ۔ علیٰ ہذا القیاس
اگر خوارزمی کا ۶۷۴ھ مین تالیف ہونے کے سبب سے معتبر نہونا ثابت ہو۔ تو
ابن خلکان نووی و یافعی وغیر ذلک کی تاریخ جو صدی ۷۶۸ھ کے آگے پیچھے
تالیف ہوئین بطریق اولیٰ معتبر نہونا ثابت ہو۔ پھر اِنکی دلیل لانا کیا۔ کیا حضرت
جابر رض نے اپنی موت کی تاریخ کو بذات خود لکھا تھا ؎ برین عقل و دانش بباید گریست

اجی صاحب اور سنو جب تمنے اِس بات کا اقرار کیا۔ کہ خوارزمی نے امام کے اُن مسانید کو جو کئی شخصون نے جمع کر رکھا تھا۔ جمع کیا۔ تب اِس سے صاف ظاہر ہی کہ قبل خوارزمی کے امام صاحب کا مسانید مدون تھا تب ہی تو خوارزمی نے جمع کیا پھر اُسکو خوارزمی کی طرف منسوب ہونے سے ضعیف ٹھہرانا تمھاری کوتاہی عقل یا التعصّب مذہبی کا نتیجہ ہی۔ کیونکہ جب تمنے اور تمہارے میان صاحب نے خوارزمی کے ہمعصر ابن خلکان ولوادمی ویافعی کے قول سے اپنے زعم مین امام صاحب کی لقی اکو محال ثابت کرکے ہمکو الزام دیا۔ پھر کیونکر تم لوگون نے خوارزمی کے قبل جو مسانید مدون تھی اِسکو بے اعتبار سمجھا ٭ برین عقل و دانش بباید گریست۔ سبحان اللہ کیا خوب ابتو معاندین کے کلام سے بھی مسانید مذکور کا معتبر ہونا سمجھا گیا ٭ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ سوائے اِسکے امام شعرانی نے اپنی میزان مین کل حدیث وجدناہ فی مسانید الائمۃ الثلاثۃ فھو صحیح الخ لکھا جسکو مین اپنے تذکرۃ المذاہب کے ۱۰۴ + ۲۰۴ صفحہ مین دلیل لایا۔

الغرض مسانید امام کا وجود موجود ہونا اور اسمین روایت کرنا امام صاحب کا صحابہ سے ثابت ہی۔ پھر چند منکرین مورخین کے انکار سے امام صاحب کا عدم روایت کرنا صحابہ سے ثابت نہین ہوسکتا ہی۔ ھذا ھو المراد فندفع منا الفساد۔ اجی صاحب تم جس جس کلام و دلیل سے ائمہ اربعہ خصوصًا امام الائمہ امام ابوحنیفہ رح کی افضلیت کو گھٹاؤگے یا غیر کے ساتھ انکی مساوات ثابت کروگے بفضلہ تعالیٰ مین اسی دلیل و کلام سے امام صاحب کی کرامت و افضلیت ثابت کرونگا۔ ہاتھ دکھن کو آرسی کیا۔ میری تحریرات مین دیکھئے تو ہو۔ جی چاہے اگر

بھی امتحان کر لو۔

اعتراض اجی صاحب کیا ٹھہراتے ہو۔ اگر سچ کہو تو۔ ائمہ اربعہ پر اجتہاد کا ختم سمجھنا۔ اور کسی کو انکی برابر نہ جاننا۔ ان چار کے سوا اَور کسی کی تقلید نہ کرنا۔ یہ تمہارے کُل حنفیون کی جہالت و بدگمانی ہی نہین تو سیکڑون مجتہد انکی برابر موجود تھے چنانچہ معیار کی اس عبارت سے ثابت ہی دیکھو۔ ایک انمین سے امام عالی مقام ابو ثور ہین کہ تھے وہ ابتدا مین حنفی المذہب پھر شافعی مذہب کو ترجیح دیکر اختیار کیا۔ بعد اسکے بذات خود تبحر حاصل کر کے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے الخ۔ اور ایک انمین امام المحدثین حامل رایت رسول صلعم محمد بن اسمٰعیل بخاری ہین اجتہاد مستقل انکا ناظر صحیح انکے پر مخفی نہین ہی (تا) کہا ابو مصعب نے کہ محمد بخاری ہماری دانست مین زیادہ تر ہین علم فقہ و حدیث مین امام احمد بن حنبل سے۔ اور کہا کہ اگر پاتا مین امام مالک کو اور دیکھتا طرف اُسکے اور طرف محمد بخاری کے تو بیشک کہتا کہ دونون برابر ہین فقہ اور حدیث مین (تا) قتادہ نے کہا کہ بخاری کو امام احمد سمجھ لے۔ اور اسحٰق بن راہویہ سمجھ لے۔ الخ۔ ایک انمین سے داؤد ظاہری ہی کہا امام یافعی وغیرہ نے کہ داؤد ظاہری مجتہد مستقل تھا۔ اور علم حاصل کیا تھا اسحٰق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے۔ وغیر ذلک (تا)۔ ابطال حصر مذاہب اربعہ منظر اول اسی قدر مین حاصل ہو گئی ہی انتہی کلامہ مختصراً۔

جواب بفضلہ تعالیٰ اسکا جواب بھی اسی عبارت سے کئی طرح پر لگاتا ہون۔

اور بحث قولہ قولہ لکھ لکھ کر دوستون کو اسکی خوبی دکھلاتاہون۔ **قولہ** ایک انکین
سے امام عالی مقام ابو ثور ہین الخ (تا) اختیار کیا۔ **اقول** اسکے جواب مین
الحمدللہ کہکر یہ مصرعہ پڑھتاہون ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
کہ اس عبارت سے تم ہمکو کیا الزام دینے آئے ہو۔ بلکہ تم بھی خود اپنے الزام پانے
کا اقرار کرتے ہو۔ لیکن بمضمون وعلی ابصارھم غشاوۃ اسکو نہین
دیکھنے پاتے ہو۔ کیونکہ تمھارے میانصاحب نے جب اس بات کا اقرار کرلیا
کہ امام ابو ثور حنیفے المذہب تھا۔ تب تو ابو ثور کا مقلد ہونا ثابت ہوچکا مجتہد
مستقل مطلق کا دعوی باطل ہوگیا۔ پھر تمنے ابو ثور کو امام صاحب کی برابر کیونکر
سمجھا۔ کیا تمنے مقلِّد اسم فاعل اور مقلَّد اسم مفعول کو ایک برابر سمجھا۔ اگر
ایسا تھا۔ پھر کیون مردانہ مناظرے مین منھ دکھلایا۔ شرم سے برقعون مین کیون
منھ نہ چھپایا۔ بھلا کچھ صرف ونحو بھی تو پڑھ کر آئے ہوتے۔ جس سے فاعل ومفعول
کا تفرقہ حاصل کرسکتے۔ کاشکے تمکو علم ہوتا تو اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
کرسکتے۔ کہ امام اعظم اور امام شافعی کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدوّن تھا
تب ہی تو ابو ثور نے اسطرح کی تقلید کی تھی۔ سوائے اسکے اس تقریر سے
اُن لوگون کے قول کا بھی بطلان (جن لوگون نے بعد تین چار سو برس کے
یعنی بعد از صحاح یہ چارو مذاہب قرار پائے کہا) ثابت کرسکتا۔ کہ ابو ثور کا زمانہ
قبل صاحبانِ صحاح کے تھا۔ اسلیے مین نے فصل اوّل کے دوسرے سوال
کے جواب مین قبل تدوین صحاح یہ چارو مذاہب قرار پائے لکھا۔ **قولہ** بعد
اسکے بذاتِ خود تبحّر حاصل کرکے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے۔

اقول اگر اس سے امام ابو ثور کا برابر ہونا ساتھ امام اعظم صاحب کے ثابت ہووے۔ تب تو تم اور تمہارے میانصاحب بلکہ کل غیر مقلدین مٹھوون کو جو تقلید کو چھوڑ کر ٹین ٹین کر رہے ہین۔ اور حاطب اللیل کا سا شر القرونی کتابون سے مسائل استخراج کر کے اپنے کو مجتہد مستقل سمجھتے ہین۔ امام اعظم صاحب کا برابر ہونا لازم آوے۔ کہ تم سب بھی ابتدا مین حنفی تھے پھر بزعم خود مجتہد بنے۔ بلکہ اگر اسی طرح کی مساوات بعضیہ سے مساوات کلیہ حقیقیہ ثابت ہووے۔ تو معاذ اللہ ہر کوئی مثل کفار کے حسب آیت مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔ اپنے کو پیغمبر کا مساوی ثابت کر سکے کیونکہ ناک و کان و ہاتھ و پاؤن و تن و بدن و کھانا پینا وغیر ذلک دونون مین مساوی موجود ہین العیاذ باللہ۔ عجب نہین کہ تمہارے میانصاحب نے اس عبارت سے اپنے دل مین یہ مضمون ٹھانا ہوگا کہ جب وہ مرینگے لوگ انکو بھی مثل ابو ثور کے امام صاحب کی برابر سمجھینگے۔ کیونکہ انکے شاگردون نے بھی انکی شان مین بہت کچھ کاغذات سیاہ کیے۔ حضرت ایسی مساوات کو تو گھر مین رکھ چھوڑو۔ اور کچھ دلیل ہے تو لاؤ۔ اجی صاحب ابو ثور وغیرہ کو مجتہد مستقل کہنا گیا جیسا امام فخر الدین رازی وغیرہ کو امام مستقل کہنا اس سے ائمہ اربعہ کی مساوات ثابت نہین ہوسکتی ہے۔ بالفرض اگر چند ائمہ مثل ابو ثور وغیرہ کے ہو بھی گئے ہون۔ لیکن جب انکا مذہب مدون باقی نہ رہا۔ بلکہ منقرض ہوگیا۔ پھر ائمہ اربعہ کے مدون مذہب کے ساتھ مساوات کا دعوی کرنا قیاس مع الفارق کو دخل دینا ہے۔ اب غور کر کے دیکھیے تو حنفیون کی جہالت

و بدگمانی ہی یا آپکی اور آپکے میاںصاحب کی - حضرت جن لوگون نے امام ابوثور کو مجتہد مستقل لکھا - اُس سے مجتہد مطلق مُراد نہین بلکہ مجتہد منتسب مُراد ہی - اِسکی باقی بحث کو بارھوین سوال کے جواب مین لکھا ہی نظر فرمائے -

قولہ - ایک امین امام المحدثین حامل رایت صلعم محمّد بن اسمعیل بخاری ہین (تا) امام احمد سے - **اقول** ابومصعف کا یہ قول کیسا جیسا کوئی اپنے معشوق کے چہرہ کو آفتاب ماہتاب سے بہتر کہتا ہی اُس سے کوئی عاقل یہ نہین سمجھتا ہی کہ اِسکے معشوق کا چہرہ آفتاب و ماہتاب سے حقیقت مین بہتر و بڑھکر ہی - یہ نادانون کی سمجھ ہی - کیا اِسطرح کی بولی آپکے محاورے مین نہین ہی - حالانکہ بہت ہی - چنانچہ اگر آپ کوئی ذہین و فطین لڑکے کو دیکھتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ یہ لڑکا شیخ بوعلی سینا سے بھی بڑھکر ہی - لیکن اِس سے حقیقت مین بوعلی سینا سے بڑھنا ثابت نہین ہوسکتا ہی - اگر ہوسکتا تو مبالغہ کیا ہوتا - کہ افضل کو افضل کہنے مین مبالغہ کیا - اور اگر مشبّہ اور مشبّہ بہ کے درمیان فرق نہو تو تشبیہ سے فائدہ کیا - اگر یہ مُراد نہ لیجائے - تو قتادہ کے اِس قول کو کہ بخاری کو امام احمد سمجھکے کہا - کیا کروگے - کہ یہان سے تو افضلیت جاتی رہی مساوات آگئی - پھر دونون مین تطبیق کیسی ہوگی - اگر تم یہ معنی مُرادی مُراد نہ لو - بلکہ معنی حقیقی یعنی افضلیّت مُراد لو - تو ابو مصعف کو بے ادب سمجھو نعوذ باللہ کہ امام احمد رح اُستاد امام بخاری رح کے ہین اور شاگرد کو اُستاد پر ترجیح دینا گویا رقّ کو آقا پر ترجیح دینا ہی - اور اِس قول سے التلمیذ رق ابدیّ لا یعتق الا بالموت رقیت شاگرد کی ثابت ہی

سوائے اِسکے امام بخاری رح تو خود امام شافعی رح کے مقلد ہین۔ کیا آپنے اِس عبارت کو مع سند تا حرص البخاری علی معارضة الامام ابحنیفة بالاحادیث مهما امکنه بدلیل ما اشتجن به صحیحه فقط ۔ جو اس کتاب کے ۳۷ صفحہ مین ۔ برہان شرح مواہب الرحمن سے نقل ہوئی ہے نہین دیکھا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری رح شافعی المذاہب تھے نہین تو امام مستقل کو اِتنی شدت اتباع کی ضرورت کیسی **سوائے اِسکے** مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف مین یہ عبارت لکھی۔ ومن هذا القبیل محمد بن اسمٰعیل البخاری فانه معدود فے طبقات الشافعیة ومن ذکره فے طبقات الشافعیه الشیخ تاج الدین السبکی الخ پھر کیونکر بخاری رح کو امام مستقل بتاتے ہین جو کیا جو جی مین آتا ہے سو کہا کرتے ہین بھلا کچھ بھی تو شرمانا چاہیے۔ انتہی بے شرمی اچھی نہین الحیاء شعبة من الایمان ۔ کو نہ بھولیے۔ جب یہ بات ثابت ہوئی تب بے دھڑک مقلدین کو کافر و مشرک نفرمایے ۔ کہ بخاری رح کو بھی کافر بننا لازم آویگا۔ پھر آپکی **شریعت** کا حال کیا ہوگا۔ خدا۔

قولہ اور کہا کہ **اگر پاتا مین امام مالک کو** (تا) تو بے شک کہتا کہ دونون برابر ہین الخ۔

اقول یہ قول بھی مثل قول مذکورکے مبالغہ ہی نہین تو مہمل ہے کہ قائل کا ین دیکھے امام مالک کو یہ بات کہنا کیسا جیسا کسی کا کلکتہ کی بابت مین یہ بات کہنا کہ اگر پاتا مین بہشت کو اور دیکھتا طرف اِسکے اور طرف کلکتہ کے تو بے شک کہتا کہ دونون برابر ہین خوبی مین۔

آپ حضرت اِسطرح کے اقوال پر نازان ہوکر اِن بزرگون کو آئمہ اربعہ

کے برابر ٹھہرانا - جہالت آپکی ہے یا حنفیون کی دیکھیے - اگر ساتوین
گذارش مذکور کو نظر فرمائینگے تو اور کچھ لذت پاوینگے ۔ **قولہ** ایک اُنمین سے داؤد
ظاہری ہے الخ - **اقول** جب امام ابو ثور کا امام صاحب کے ساتھ برابر ہونا
ثابت نہوا - پھر انکے شاگرد داود ظاہری امام صاحب کی کیونکر برابری کرینگا
فائدہ جلیلہ کاشکے آپ لوگ فہم کامل اور عقل شامل رکھتے - حتی کہ اپنی
بولی کے مضمون کو بھی بخوبی سمجھتے - تو ضرور اپنی اس بولی اور دلیل سے بھی امام
صاحب کی افضلیت بخوبی ثابت کرسکتے - کیونکہ جب ابو مضعف و قتادہ و یافعی
و ابن خلکان و خطیب بغدادی وغیرہم کی مدح سے امام ابو ثور و امام بخاری
و داؤد ظاہری وغیرہم کی اتنی فضیلت ثابت ہوئی - تو امام بخاری کے استاذ
امام احمد بن حنبل اور امام احمد کے استاذ امام شافعی اور امام شافعی کے
استاذ امام محمد اور امام محمد کے استاذ امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کی مدح سے
امام الائمہ امام ابو حنیفہ رح کی افضلیت کسقدر ثابت ہے - استفت عن
نفسک و لا تستفت علی غیرک سے دریافت کیجیے - ۵
معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرأت ہماری ہے - اور ان آیتون کو تلاوت کیجیے
اور انکے معنیون کو سمجھیے - قولہ تعالیٰ رفع بعضکم فوق بعض درجات
اور فضلنا بعضکم علی بعض اور فوق کل ذی علم علیم
وغیر ذلک - سوائے اسکے امام اعظم رح کی افضلیت کو مین نے نص
قطعی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم الخ - وغیر ذلک سے ثابت
کیا - کما مر ذکرہ فی الفصل الثالث - پھر کیونکر آپکے ائمہ مذکورین میرے

آئمہ اربعہ خصوصًا امام الآئمہ سے مساوات حاصل کرسکے۔ فلا یتحقق المساواۃ
بینہما فان بینہما بعد المشرقین لا لا بل المساواۃ بینہما کبین الارض
والسماء۔ کیون نہو کہ اس آیت سے وما ارسلنا من رسول الا بلسان
قومہ لیبین لہم۔ آئمہ کو بھی اہل عرب سے ہونا چاہیے تاکہ عربی بولی کی ماہیت
وحقیقت کو اچھی طرح سے بیان کرسکے پھر یہ کیفیت عجم کے آئمون مین کہان
کہ برابری کرے آئمہ عرب کے ساتھ۔ **قولہ** ابطال حصر مذاہب اربعہ الخ **اقول**
یہ ابطال تب ہی ثابت ہوتا۔ جب یہ ابو ثور و بخاری وغیرہما آئمہ اربعہ کے
ساتھ برابر ہو سکتے۔ جب برابر ہونا ثابت نہو سکا۔ تب ابطال حصر مذاہب
اربعہ کا کیا ثابت ہوگا بلکہ ابطال کے ابطال سے اثبات کا اثبات ثابت ہوگیا
اور آپکے میان صاحب کا ان آئمہ مذکورین کو عمومیت مین حدیث خیر
القرونی قرنی کی داخل کرکے امام صاحب کی مساوات ثابت کرنا حمقاؤن
کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ زمانہ خیر القرونی قبل زمانہ ان آئمہ کے منقرض ہوگیا
کما مرّ ذکرہ ۔ اور عمومیت کتاب اللہ مین فرد کامل مراد ہے چنانچہ اس امر کو
مین نے ایک مرتبہ تبصرۂ دوم مین تذکرۃ المذاہب کے ذکر کیا۔ اور
امام الآئمہ کے افضل صحابہ رض کی تقلید نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انکا کوئی مذہب
مدّون نہین جسمین لوگ عمل کرسکے۔ چنانچہ مین نے اس امر کو بھی تذکرۃ المذاہب
کے تذکرہ ہشتم مین ذکر کیا۔ جب عدم تدوین کی وجہ سے صحابہ کی تقلید
درست نہوئی پھر غیر مدوّن مذہبون کی تقلید کو کہ می پرسد **اعتراض** اجی
صاحب کیا تم بکتے ہو۔ تم کچھ تمہارے حنفی مولانا عبد العلی بحر العلوم کی طرح

علم نہین رکھتے ہو۔ اُنہون نے خود ابطال حصر مذاہب اربعہ کا کیا۔ جسکو ہمارے
میاںالصاحب اپنی معیار کے ۴۲ صفحہ مین دلیل لائے دیکھو۔ **جواب** ہان صاحب
بے شک ہمارے متقدم مولانا عبدالعلی مرحوم کا علم ہمسے اور آپکے میاںالصاحب
سے بہت بیشی ہے جیسا انکے متقدم کا علم اُن سے بیشی ہے۔ اسی طرح سے اُنکے
متقدم کے متقدم کا علم اُنکے متقدم سے بیشی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ تب امام الائمہ
کا علم اسی سلسلہ سے کسقدر بیشی ہے سمجھ لیجیے۔ ہرگز آیت ولا تنسوا الفضل
بینکم کو فراموش مت کیجیے۔ پھر اسکے بعد دوسرے کی تقلید نہ فرمائے۔
خذوا هذه لانها كفاية لمن له الدراية۔ **قولہ** جسکو ہمارے
میاںالصاحب نے دلیل۔ **اقول** بمضمون الغريق يتشبث
بالحشيش۔ ڈوبتے کو تنکے کا آسرا بہت ہے۔ جب آپکے میاںالصاحب
اپنے دعوی کی دلیل متقدمین کے اقوال سے نہ لا سکے۔ تب مضطر ہوکر محض
متاخرین مین سے مولانا عبدالعلی کے قول کا آسرا پکڑا۔ کیون نہو آخر مُلّا کی
دوڑ مسجد تک سوائے تو نہین۔ اتنی خامی عامی پر بھی اتنے دعوے۔ ؎
در کفر ہم کامل نہ زنار را رسوا مکن۔ خیر اس سے ہمارا ہی نفع نکلا۔ آپکا اور
آپکے میاںالصاحب کا کیا نکلا۔ کہ جب آپکے میاںالصاحب کا ایسے متاخر عالم حنفی کا
مقلد ہونا ثابت ہوا پھر کل حنفیون کے امام ابوحنیفہ رح کی تقلید سے نفرت کرنا
کیسا ؎ برین عقل و دانش بباید گریست۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا۔ اجی صاحب اسطرح کی کتابون سے مسائل استنباط کرکے اپنے کو مجتہد
مستقل کہلانا۔ حاطب اللیل کا سا عمل کرنا ہے۔ لاحول ولا قوۃ خیر

اس سے مین اپنا مدعا ثابت کر لیتا ہون - اور آپکو اُسی سے الزام دیتا ہون
اور آپ کے میانصاحب کا بحر العلوم کی شرح کو نہ سمجھنے کی کیفیت دکھلاتا ہون
قولہ مولانا عبد العلی (تا) شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتے ہین واما
المجتہدون الذین اتبعوہم باحسان فکلہم سواء فی
صلوح التقلید بہم فان وصل فتوی سفیان ابن عیینہ او مالک
بن دینار یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوی الائمۃ الاربعۃ
الا انہ لم یبق عن الائمۃ الاخرین نقل صحیح الا اقل
القلیل ولذا منع من منع من التقلید ایاہم فان وجد
نقل صحیح منہم فی مسئلۃ فالعمل بہ والعمل لفتوی الائمۃ
الاربعۃ سواء انتہی - اور شرح مسلم مین فرماتے ہین ثم فی
کلامہ یعنی ابن الصلاح خلل آخر اذ المجتہدون الآخرون
ایضاً بذلوا جہدہم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکار ہذا
مکابرۃ وسوادب بل الحق انہ انما منع من تقلید غیرہم
لانہ لم یبق روایۃ مذہبہم محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ
صحیحۃ من مجتہد آخر یجوز العمل بہا الخ **اقول** سبحان اللہ
کیا خوب اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ان عبارتون کے اندر الا انہ لم یبق الخ
اور بل الحق انہ الخ کی جو عبارت ہی وہ عبارت تو ہمارے ہی دعوی کی دلیل
ہی - نہ آپکی - پھر اس سے آپکا کیا نکلا اگر فرماے کہ سواء - فان
وصل الخ - اور حتی لو وجد الخ سے میرا مدعا ثابت ہی -

کھونگا اس سے میرا ضرر کیا۔ کیونکہ وہ متعلق بالشرط ہی اور شرط بھی تو بقولہ لم یبق معدوم ہان آئمہ اربعہ کے مذہب کی طرح غیرون کا مذہب بھی مدوّن ہوکر چلے آتے اور لوگ اُسپر بلاتردد عمل کر سکتے۔ ضرور ہم اسکو بھی مثل مذاہب اربعہ کے حق جان سکتے۔ جب وہ موجود ہی نہین معدوم ہی معدوم۔ پھر شئی موجود مذاہب اربعہ کے مقابلہ مین اُس شئی معدوم کو موجود فرض کر کے حصر مذاہب اربعہ کا بطلان ثابت کرنا گویا کُل علوم متداولہ وفنون متعارفہ کی تحریرات وتقریرات سے حصر کا بطلان ثابت کرنا ہی۔ کہ جیسا کُل حصر اعتباری ہی۔ ویسا یہ حصر بھی اعتباری ہی۔ چنانچہ لولم تکن الاعتبارات لبطلت الحکمۃ اسپر شاہد ہی۔ خذ ہذا۔ قولہ چنانچہ شرح مسلم مین فرماتے ہین اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتھاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتھد مطلق بعدھم (تا) وھذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم ھذا لایقدرون علی ایراد دلیل اصلا ثم ھو اخبار بالغیب وتحکم علی قدرۃ اللہ تعالیٰ الخ قولہ ثم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النسفی واختتم الاجتھاد بہ وعنوا الاجتھاد فی المذھب واما الاجتھاد المطلق قالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتیٰ اوجبوا تقلید واحد من ھؤلاء علی الامۃ وھذا کلہ ھوس من ھوساتھم لم یاتوا بدلیل ولا یعباء بکلامھم الخ۔ اقول جب بحر العلوم کے اس قول قالوا اختتم

الاجتهاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتهد مطلق
بعدهم۔ اور حتّٰی اوجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الامۃ
سے اجتہاد مطلق کا آئمہ اربعہ پر ختم ہونا اور تقلید اُنمین سے آپکی واجب ہونا۔
متقدمین کے اقوال سے ثابت ہونا ثابت ہوا۔ پھر انکا ھٰذا غلط و رجم
بالغیب اور ھٰذا کلہ ھوس اور تحکم علی قدرۃ اللہ فرمانا خود
یہ تحکم وزیادتی ہے۔ کئی وجہون سے۔ ایک تو یہ متاخرین اور متاخر کا ایسا
کلام متقدمین کی شان مین کہنا۔ اِنکے قول مذکور کے مطابق بھی مکابرہ اور سوء
ادبی ہین۔ دوسرے۔ متقدمین کے مقابلہ مین متاخرین کا کلام کسقدر
معتبر ہے کسی اہل علم پر مخفی نہین۔ تیسرے۔ بالفرض دونون مین تعارض کا
بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی تو بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا دونون
ساقط الاعتبار ہے۔ پھر اس سے آپکا کیا نکلا۔ چوتھے۔ جس کلام سے
یعنی لا یقدرون علی ایراد دلیل۔ اور لم یاتوا بدلیل الخ
سے مولانا بحر العلوم نے متقدمین کے کلام کو ضعیف ٹھرایا۔ وہ ضعف تو
اِنکے کلام مین بھی موجود ہے۔ کہ انہون نے بھی کچھ دلیل اپنے کلام پر نہین لایا
بجز رجم بالغیب و تحکم علی قدرۃ اللہ کے اور یہ محبت عقلی غیر نقلی بھی
الزام خصم کے لیے دلیل قوی نہین۔ کیونکہ قدرت و مشیت الٰہی جیسا عدم
اختتام مین متحقق ہے کہتے ہین۔ ویسا ہی اختتام مین بھی تو متحقق ہے۔ جب
جانبین کو قدرت شامل ہے۔ پھر عدم کو وجود پر ترجیح دیکے وجود کا ابطال
کرنا کیا۔ کیا خدا کا امکان نہین کہ آئمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق کو اختتام

کرے۔ جیسا نبوت کا اختتام خاتم النبیین پر کیا۔ حالانکہ یہ اختتام بدلیل احادیث
مفصل الدلیل بہت ہی مدلل و مؤثق و اقرب الی القیاس ہے۔ چنانچہ جن جنکو
اللہ تعالیٰ نے وسعت نظر عطا کی۔ اور ادلۂ منصوصیہ کے فہم کی بصارت دی۔
اور انکی علمیت کو رحمت الٰہی سے مدد ملی۔ وہ بخوبی ان احادیث مفصل الدلیل
سے کہ بمضمون قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسه ومن
عمی فعلیها وما انا علیکم بحفیظ۔ اختتام کو استنباط کر سکتے ہیں۔ اور
کہتے ہیں۔ جب وہ اختتام بدلیل قطعی ثابت ہوا۔ تو بحر العلوم کا قول کا
یقدرون الخ اور لمیالوا الخ ہوا سا اڑ گیا۔ ابو بحر العلوم کا هذا
کله هوس الخ اور لا یعباء بکلامهم۔ وغیر ذلک فرمانا بخوبی زیادتی
ٹھہرا۔ بلکہ الٹا یہ الفاظ بالعکس انہیں پر صادق آیا۔ وے حدیثیں یہ
ہیں حدیث خیر القرون قرنی الخ وغیر ذلک جو چھٹوین گذارش ہیں مذکور
ہوئیں۔ اور حدیث قال النبی صلعم یذهب الصالحون الاول فالاول
ویبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لا یبالیهم الله بالة رواه البخاری
کذا فی المشکوٰة۔ اور حدیث قال النبی صلعم ان الله لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعه من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء
فاذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا واضلوا رواه ابن ماجه والدارمی والبخاری وغیرهم۔ اور
ماسوائے اسکے صحاح کے باب الفتن اور باب التغیر الناس کی حدیثیں۔ کیونکہ
یے حدیثیں صاف دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ بعد زمان مبشر بالخیر کے کوئی

عالم ربانی وفاضل حقانی مثل آئمہ اربعہ وصالحین خیر القرونی کے دنیا مین
باقی نہین رہینگے۔ اور جو رہینگے مثل حفالہ وجہالہ کے رہینگے۔ نہین تو ان
احادیثون کے معنی کا منعکس ہونا لازم آویگا۔ العیاذ باللہ۔ کہ یہی حدیثین
بمضمون قولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
وحی من السماء ہیں ہرگز منعکس نہوگا۔ ہان اُن حفالہ کے اندر سے
ایک طائفہ ظہور دجال وقیامت تلک اظہار اُس حق کو کرتے رہینگے جسکو
آئمہ اربعہ نے ثابت کیا۔ جیسا ماشاء اللہ علماے مقلدین کرتے آئے اور
کرتے ہین اور کرینگے۔ لقولہ النبی صلعم لا یزال الطائفۃ
من الناس ظاھرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ او حتی یظھر
الدجال کذا مسلم وغیرہ۔ یہ طائفہ مجتہدین منتسبین الی المذاہب ہین۔
نہ مثل آئمہ اربعہ کے مجتہد مطلق مستقل ہین کما زعمہ الوہابیون۔ فاین
المساواۃ بینھم۔ فخذ ھذا فانہ نعم التطبیق بین الحدیثین
مما القاہ فی قلبی رب العالمین۔ اور سنئے اگر یہان عدم
اجتماع ثابت کرنے کے لیے قدرت خدا کو یاد کر کے دلیل گردانتے ہین۔ تو
اجتماع ضدین کے محال کہتے ہین کیون خدا کی قدرت کو بھولتے ہین حالانکہ
قولہ تعالی یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم کو تلاوت کرتے
ہین۔ کیا اجتماع ضدین کرنا خدا کی قدرت سے باہر ہی العیاذ باللہ۔ پھر کیون
اجتماع کا محال ثابت کرتے ہین۔ کیا یہان تحکم علی قدرۃ اللہ تعالی ثابت
نہین۔ اور متقدمین کے اس کلام مین کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پایا نہ گیا

تحکم علی قدرۃ اللہ ثابت ہوا - واہ واہ کیا خوب - ای حضرت متقدمین تو
ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کرنے کو محال نہین فرماتے ہین بلکہ تجربہ سے پایا نہ گیا کہتے
ہین - اس سے تحکم علی قدرۃ اللہ ہی - کیونکہ خدا تو آسمان کو زمین زمین کو
آسمان آگ کو پانی پانی کو آگ چاند کو سورج سورج کو چاند غروب کو طلوع طلوع
کو غروب کرسکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اس سے نہ کرنے کا تجربہ حاصل ہوا -
اسی طرح سے آئمہ اربعہ کے مثل پیدا کرسکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اسی سے نہ پایا جانے
کا تجربہ حاصل ہوا - اگر سچ پوچھیے تو خداوند تعالی نے حسب مفہوم قولہ تعالی
واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے جن جن کو اجتہاد مطلق کی صلاحیت
دی - انھون کو مجتہد مطلق بنایا - اور امامت دی - اگو رون کو نہ دی
نہ ملی - اسمین تحکم علی قدرۃ اللہ کی کیا بات ہی - خذ ھذا فانہ ادق
الدقائق - واحسن الحقائق - فافردتہ بہ بتائید خالق الخلائق

تنبیہ ہمنے جو بحر العلوم کے قول کو تخطیہ کیا - فقط آپ کے میان صاحب کے
زعم فاسد کے موافق اسکو بحر العلوم کا قول فرض کرکے تخطیہ کیا - حالانکہ وہ
قول بحر العلوم کا نہین ہی وہ ناقل ہین کیونکہ ناظر ہین کہ شارح جو مثل وکیل
کے ہی بلحاظ حقیت و عدم حقیت کے مافی الضمیر کو ماتن اور موکل کے نیابۃً بیان
کرتا ہی (الا ماشاء اللہ) اسی طرح سے بحر العلوم نے بھی محب اللہ الجہاری
کے فیہ مافیہ کے مافی الضمیر کو اپنی جودت و فطنت و تبحر علم سے بیان کیا ہے
وہ بیان قابل اجتماع کا نہین مقابلے مین مذہب جمہور کے جسکو ابن ہمام نے اپنی
فتح القدیر مین - اور صاحب اشباہ نے اشباہ مین اور صاحب تفسیر مظہری نے

مظہری مین - اور صاحب تفسیر احمدی نے احمدی مین اور صاحب میزان نے
میزان وغیرہ مین - اور صاحب انصاب نے انصاب وغیرہ مین - اور صاحب
شرح سعادت نے شرح سفر سعادت وغیرہ مین - اور صاحب دُرّ المختار نے
دُرّ المختار مین اور صاحب شرح عین العلم نے عین العلم مین - اور صاحب
عمدۃ المرید نے عمدۃ المرید مین اور صاحب ترصیع نے ترصیع مین - اور صاحب
جواہر الفتاوی نے جواہر الفتاوی مین - اور صاحب شرح جامع صغیر نے شرح
جامع صغیر مین - وغیرہم نے ذکر کیا - اور مین اپنے تذکرۃ المذاہب مین دلیل لایا
لایا - اور ان سب کے خلاصہ کو محب اللہ بہاری نے امام الحرمین کی طرف منسوب کرکے
بہلا بقولہ قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
الصحابۃ بل یجب علیہم اتباع الذین سبّروا وبوّبوا فہذّبوا
ونقّحوا وجمعوا وفرّقوا وعلّلوا وفصّلوا و علیہ ابتنی ابن الصلاح
منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ لان ذلک لم یدر فی غیرہم
بیان کیا - پھر مذہب مختلفہ شاذہ کی طرف فیہ ما فیہ سے اشارہ کیا -
جسکو بحر العلوم نے شرح کر دیا - اور آپ کے میان صاحب نے بلا سمجھے
اسکو دلیل گردانا - حضرت وہ تو نہ مذہب بحر العلوم کا ہی نہ مذہب صاحب
مسلم کا ہی نہ وہ کوئی مفتی بہ مذہب ہی - ہان بعض اُن متخالفین کا
مذہب ہی جنھون نے بلا دلیل ہذا کلہ ہوس من ہوسا تہم وہذا غلط وغیر ذلک
لکھا - اور اُن دلائل قویہ عقلیہ جلیہ - اور براہین نقلیہ نصیہ قطعیہ جمہوریہ
کو جو ابھی گذرے ہین اپنے تعصبات نفسانیہ سے محض لاشئی تصور کیا -

اس قسم کے متعصبین کے تعصب کی بات کو بحر العلوم نے ماتحت بین فیہ مافیہ کے لکھا - اسی طرح سے اکثر اور فیہ مافیہ کے تحت مین بھی بہت کچھ لکھا - جسکو آپ کے میان صاحب نے چُن چُن کر دلیل گردانا - اور اُسی سے اپنا مدعا ثابت کرنے کو فخر سمجھا - الغرض آپ کے میان صاحب نے مسلّم الثبوت کی عبارت کو کچھ بھی نہین سمجھا - نہ اُسکے شارح بحر العلوم کے مطلب کو -

ع تو خود مے نشنوی بانگِ دُہل را - امورِ سرِّ سلطان را چہ دانی -

اسلیے برابر مسلک جمہور کو چھوڑ کر کے فیہ مافیہ کے تحت کے اقوال شاذہ کو کالوحی من السماء سمجھ لیا - اور حقیقت مین جو وحی من السماء ہی اسکو لاشئی خیال کیا - ع بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز - کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم - کیا کرنا مشیّت الٰہی سے چارہ کیا - قولہ تعالیٰ - من یضلل اللہ فلا ھادی لہ ویذرھم فی طغیانھم یعمھون

ع چون تقدیر سابق است تعلیم چہ سود - ابتو آپکے میان صاحب نے بحر العلوم کے قول سے جو جو آسرا پکڑا تھا - وہ آسرا بھی بے آسرا ہو گیا - پھر انکا آسرا کہان - اور حدیث الدنیا مزرعۃ الآخرۃ سے عمل دنیاوی آسرا آخرت کا ہی - جب اس دنیاوی آسرے سے بے آسرا ہو گیا - تب آخرت کے آسرے کا آسرا کیا - فنعم ما قال اللہ تعالیٰ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیٰ من حیّ عن بینۃ - وقولہ تعالیٰ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا -

اعتراض اجی کیا کہتے ہو تمہارے کہنے کو کون سنتا ہی سچ تو یہ ہی کہ

بحر العلوم نے اپنے اعتقاد سے یہ سب بیان کیا نہین تو مسلم الثبوت کی اکثر شرح
مین ھذا التشریع جدید وغیر ذلک نفرماتا۔ **جواب اولًا** اگر ایسا ہی
ہے تو ہماری وہ تخطیہ اس قول کی رد کے لیے کفایت ہے۔ اور انکا قول ہمارے
واسطے کچھ حجت نہین۔ وہ اگر آسمان کو زمین کہدے ہم کیا مان لینگے۔
ثانیًا۔ بحر العلوم کو ان اقوال کی طرف منسوب کرنا۔ یقینًا انکی تحمیق کرنا ہے۔
کیونکہ انکی حنفیت مسلم ہے حتی کہ آپکے میان صاحب نے بھی اقرار کیا۔ جب وہ
حنفی ہوا۔ تب حنفی بلکہ کل مقلدین کی طرح اعتقاد انکا ہونا لازم ہے۔ اور کل
مقلدین کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ کی مثل صاحب تدوین خیر القرون کوئی
نہین۔ اور انکے بعد مجتہد مطلق صاحب مذہب مدون مفقود ہے کہ تجربہ
سے پایا نہ گیا۔ اسلیے یہ چار مخصوص التشریعیت ہین نہین تو تشریعیت کا مصداق
کہان۔ اور ان چارون مین سے ایکی تقلید واجب ہے۔ جسمین تلفیق لازم
نہ آوے۔ باوجود اسکے بحر العلوم نے ان باتون کا تخطیہ کیا۔ اور مقلدین کی
ردمین۔ ھوس من ھوساتھم اور ھذا اغلاط اور رجم بالغیب اور
لا یعبأ بکلامھم اور اجتنب عن تعصباتھم وغیر ذلک لکھا۔ اگر ان
اقوال کو انھون نے اپنے اعتقاد سے لکھا۔ تب تو بیشک انکو بالھوس اور احمق
مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء مین سے ہونا ثابت ہوا۔ اور کل
عبادات اور جمیع حسنات کو برباد دینا لازم آیا۔ کہ ان ہی کے قول سے کل
اعمال انکا غلطی اور ہوس اور رجم بالغیب اور تعصب سے ظہور مین آنا لازم آیا۔
پھر اسطرح کے اعمال سے آخرت مین سوائے جنجال کے اور کیا خیال ہے۔

کیا خوب عاقل وہ ہے کہ جسنے انکے ان اقوال سے انکے ان اقوال کو
غلط اور ہوس اور لا یعبا بکلامہ سمجھا - کہ جب متقدمین کا قول ہا انکے
اقوال سے غلط وغیر ذلک ٹھہریگا - تو بطریق اولی انکا قول بھی غلط وغیر ذلک
ٹھہریگا - کہ یہ کچھ شارع نہین کہ بلا دلیل انکا قول معتبر شرعی ہو - اور بڑا
غافل وہ شخص ہے - جسنے انکے اس ادعا سے متقدمین کے اقوال کو ہوس
وغلط وغیر ذلک سمجھا - اور انکے اقوال کو نہ سمجھا - اجی صاحب مولانا
بحر العلوم کی رفتار مثل شتر بے مہار کیسی نہین - یہ فقط مفسدون کی گفتار -
ہان غیرون کے اعتقاد وکردار کو اظہار کرتے ہین - اور انکے مافی الضمیر کے
اسرار کو بیان سے عیان کر دیتے ہین - نہ اسکا وہ اعتقاد کرتے ہین -
بالفرض اگر اعتقاد سے لکھا بھی ہوگا - تو اس سے میرا کیا بگڑا - قولہ تعالی -
لا تزر وازرۃ وزر اخری - جب ہمنے امام ابو ثور وامام بخاری
وغیرہما کا کہا آئمہ اربعہ کے مقابلہ مین نہ مانا - پھر بحر العلوم اور مثل بحر العلوم
کے کہے کو کب مانینگے - جو انکے اقوال سے الزام پاوینگے ۵

بر داین دام بر مرغے دگر نہ　　　　کہ عنقا را بلند است آشیانہ

خیر جو ہو سو ہو - اب یہ تو فرمایئے کہ آپکے میانصاحب تو قرآن وحدیث
کے سوا مانتے نہین - اور دوسرون کے قول سے ہمکو کچھ غرض نہین کہتے
ہین - اور ہر بات مین عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہین - اور آئمہ اربعہ
کے اقوال کو زید وبکر وخالد وغیرہم کے اقوال کا سا سمجھتے ہین - بلکہ انکے
مقلدین کو بدلیل اتخذوا احبارھم الخ - مشرک وکافر بولتے ہین -

اور صحابہ کرام رضؓ کے اقوال کو بھی قابل احتجاج نہین کہا کرتے ہین۔ پھر یہان بحر العلوم کے اس قول کو (جسمین ادلہ اربعہ سے استنباط کرنے کی بو باس بھی نہین بلکہ فقط ادعا ہی) حجت لاناکیا۔ شاید آپکے میاںصاحب نے بحر العلوم کو خدا رسول سمجھ لیا۔ تب ہی تو دلیل لائے۔ نہین تو کیون لاتے۔ یا قرآن وحدیث کی دلیل نہ لاسکنے کے سبب سے انکا اتباع کیا۔
بہر کیف بمضمون المقرؔ یوخذ باقرارہٖ انکو انکے اس قول سے مشرک بننا پڑا نعوذ باللہ۔ کیونکہ بحر العلوم خدا رسول نہین۔ اور غیر خدا کو خدا جاننے سے مشرک بنتا ہی۔ یہان وہ بات موجود ہی۔ پھر مشرک بننے مین کیا شبہ ہی۔
اور صورت ثانیہ مین بھی باستدلال اتخذوا احبارھم الخ اپنے کے مشرک بننا پڑا۔ پھر بھاگنے کی جگہ کہان ؎ این المضر ولا مضر لہارب
الغرض آپکے میاںصاحب نے جس کنوئے کو مجتہدین عظام اور مقلدین کرام کے لیے کھودا تھا۔ خداوند تعالی نے انکو اُسمین گرایا۔ اور بمضمون قولہ تعالی۔ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ انکو انکے علم سے گمراہ کیا۔ اور مخبر صادق کے قول من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیھا۔ کو بخوبی تصدیق کروایا۔
اور معجزہ اس قول رسالت مآب صلعم لا یرمی رجل رجلا الخ کا ظاہر کردکھلایا۔ کیون نہو۔ یہ ائمہ کرام کی کرامت کا نتیجہ ہی۔
کیا حضرت آپکے میاںصاحب کو کچھ بھی شرم نہ آئی۔ کہ باوجود اجتہاد کے دعوی بھرنے کے قرآن حدیث کی دلیل لانے سے عاجز ہوکر ایک ادنی مقلد کے قول کی دلیل لائے۔ پھر کس منھ سے کہتے ہین کہ ہم سوائے قرآن وحدیث

کے مانتے ہین - اگر کوئی ہزار بے حیا سے بےحیا - اور ہزار بے شرم سے بے شرم
بھی ہوتا تو بھی ایسی بے شرمی کی بات اُسکے مُنھ سے نہ نکلتی - نہ اِسکی تحریر مین
آتی - اور اگر مجتہد بچہ اپنے دعوی کا سچا ہوتا تو اِسطرح کی دلیل نہ لاتا -
نہ مقلد کی تقلید کرتا - بلکہ حسب دعوی حدیث و قرآن ہی سے اپنا مدعا ثابت
کر لیتا - کہ سارے ڈیل مین زبان حلال ہی - اُسی سے مافی الضمیر کی قیل قال
ہی - مرد کو چاہیے جو کہے - سو کرے - نہین تو جیبھ حیوان کو بھی خدا نے دی ہی
پھر حیوان اور انسان مین تفاوت کیا ہی - ؎
بہ نطق آدمی بہتر است از دواب   دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب -
اب اس چھوٹے مُنھ سے اجتہاد کی بڑی بات کیسی - جیسے مینڈک کو بھی زکام
سے ہو جاتی ہی کھانسی - کہان وہ درجۂ اجتہاد - کہان یہ منبائے فساد -
؎ سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب - لعل گردد در بدخشان یا
عقیق اندر یمن - ارے صاحب جن لوگون کے اقوال کی دلیل آپکے میان صاحب
لائے - وے لوگ تو خود مجتہد بن نہ سکے - پھر بھلا یہ کیا بنینگے - اور کون
احمق اُنکو مانینگے - ؎ اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے - چو خرمُہرہ بازار ازو
پُر شدے - ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصولِ علم بے محنت - تو بس ساری کتابین
ایک جاہل دھو کے پی جاتا - سچ ہی جو لوگ استنباط کی لذت اور اجتہاد کی
کیفیت سے واقفیت نہین رکھتے ہین - وے لوگ چند اوراق حواشی وغیرہ
کی عبارت فہمی پر قدرت پاکر اپنے کو مجتہد سمجھتے ہین - ؎ مرغے کہ خبر ندارد
از آب زلال - منقار در آب شور دارد ہمہ سال - اور مجتہدون کو اپنی طرح تصور

کر لیتے ہین ؎ تشنگان را نماند اندر خواب - ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب -

حتی کہ اولیاے مجتہدین کرام کی بھی ہمسری کا دعوی بھرتے ہین ؎

ہمسری با انبیا برداشتند - اولیارا ہمچو خود پنداشتند - گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر - ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور - این ندانستند ایشان از عمی - درمیان فرقے بود بے منتہی - بلکہ آپکے میانصاحب نے تو اپنے معیار کو قرآن ہی سمجھ لیا - اسلیے قرآن کی حقیقت مین جو آیت نازل ہوئی - اسکو اُنھون نے اپنے معیار کی نسبت ثابت کرکے اسکے خطبے مین یہ عبارت لکھی - التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین (تا) صاف دل سے داد حق گوئی کی اسطرح سے اداکرین - ھذا الکتاب ینطق بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال الخ کیون نہو انکو انکے اس علم کی پھٹکار نے راہِ راست سے بھٹکا رکھا - فنعم ما قال اللہ تعالی واضلہ اللہ علی علمٍ اور ایسے مفسدون کے فساد سے ملت کی خرابی ہونے لگی - اور ضلالت کا نام ہدایت ٹھہرنے لگا - ؎

تیغ مفسد شجرۂ ایمان برید | ہمچو عنقا ملت از عالم پرید

پانچوان جب روے زمین مین اہل تسنن کے درمیان کوئی مذہب مثل مذاہب اربعہ کے مدون نہ رہا تب ہم دلیل استقرائی سے حصر مذاہب اربعہ کو ثابت کرتے ہین - چنانچہ عبارت مذکورہ مین صاحب مسلم نے بھی بقولہ لان ذلک لم یدرہ فے غیر ہم سے اس دلیل استقرائی کی طرف اشارہ کیا - اگر آپ لکھتے ہین نہین تو آپ عدم حصر کی دلیل شافی لائیے اور

کوئی مذہب مدوّن بھی دکھلائیے۔ ہرگز نہین سکینگے جب آپ عدم کی دلیل نہین لاسکے۔ اور کوئی مذہب مدوّن بھی نہین دکھلا سکے۔ بلکہ اپنی دلیل مذکور مین لصحیح روایۃ مذھبھم محفوظۃ کا اقرار بھی کرچکے ہین۔ تب توحصر مذاہب اربعہ کا دلیل خلف سے بھی اور اقلیدس کی ساتوین شکل سے بھی ثابت ہوگیا۔

اطلاع - حسب اقتضاے حال۔ اور مقتضاے مقال کے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ یہان پر فتح المبین فی رد ظفر المبین کی تقریظ جسکو مین نے حسب فرمائش جناب مولوی عبد العلی صاحب لکھنوی کے لکھا نقل کرون۔ کہ اُسمین حصر مذاہب اربعہ کی تقریر اور اُسکی حقیت کی تحریر لکھی ہوئی ہی۔ سواے اِسکے اَور اَور فوائد بسیار و عوائد بیشمار موجود ہین۔ جنسے ناظرین کو عبرت اور سامعین کو خبرت ہو وہ یہ ہی۔

تقریظ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الّذی کفی وحدہ۔ والصّلوۃ والسّلامُ علیٰ نبیّہ الامی الذی لا نبی بعدہ۔ وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الطاھرین۔ وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتھدین المقبولین۔ کلھم اجمعین۔ اما بعد فقد اطلعتُ علی ما حرّر من المضامین۔ فی ھذا الکتاب الفتح المبین۔ فی کشف مکائد غیر المقلدین۔ فی جواب الظفر المبین۔ فی رد مغالطات المقلدین۔ فوجد تہ احسن التصنیفات

المصنفين واجمل التاليفات للمؤلفين۔ وحسبته حاويا
على تحقيقات المذاهب وجامعا على تدقيقات المآرب۔
ورأيته موافقا لما هو في الشريعة لاهل السنة و
الجماعة منصوص عليه فينبغي لنا الرجوع عند اختلاف
الرواة اليه۔ فبهذا الفضله تعالیٰ لقلع ضلالة الاشقياء
كاف۔ ولنفع هدايته الاتقياء واف۔ فلا شك ان
المؤلف قد اجاد بما اراد۔ وسلك سبيل السداد و
الرشاد۔ وكلما اجاب۔ فقد اصاب۔ فكان سعيه
مشكورا۔ فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا۔
فهذا لفوة اللامذهبون في كل واد يهيمون۔ لما لم
يبق لهم من الجواب فبغيضهم يموتون۔ فيا ايها اللامذهبون
موتوا بغيضكم۔ ولا تلوموا غيركم۔ فانكم مفسدون
في الارض ولا مصلحون۔ لم تقولون مالا تعملون۔
فتوبوا الى بارئكم۔ واستغفروا عن ذنوبكم۔ فتنجوا۔ و
الا فتهلكوا۔ لان الشريعة عبارةٌ من هذه المذاهب
الاربعة فحسب انها فيها قد انحصرت۔ فانّ هذه
المذاهب قد دُوِّنَتْ۔ وقواعدها قد ضُبِطَتْ۔ واصولها
بالنصوص قد انطبقت۔ وبفضله تعالیٰ احكامها في
كل بلاد جرت۔ وفروعاتها في جميع الجهات انتشرت۔

فبحار هدايتها في قلوب المسلمين تموجت - ودررها المكنونة في صدور المؤمنين قد استقرت - فنفوس المقلدين بضوئها قد انجلت - فرأت بها ما رأت - وعرفت بها ما عرفت - وحصلت لها ما حصلت - فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فيها قد اجتمعت - لان الشريعة من غير هذه المذاهب في الدنيا ما وجدت - والطاعة احكامها - للناس قد فرضت - فان لم يحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت - لان ما سواها من المذاهب ليست - كمثلها في ضبط القواعد والاصول - وفي ربط العلة والمعلول - بل كلها قد اندرست وفي بعض كتبها - التي بقيت - اقوال المعاندين فيها قد دخلت - فتغيرت ما تغيرت - فكيف تكون هي الشريعة التي من الشارع شرعت - فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما حسبت - فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت - لانها من التغيرات قد حفظت - لما من الدلائل التي قد ذكرت - والاختلافات التي نظرت - فهي رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت - فمن كان خارجا عن هذه المذاهب الاربعة في هذ الزمان فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان - كيف لا وقد

قال رسول اللہ صلعم اِن اللہ لا یجتمع امتی او قال امۃ محمدؐ علی الضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذّ شُذّ فی النار۔ و قد قال اللہ تعالیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ فکما یجب علینا الایمان و التصدیق بکل ما جاءت بہ الرسل و ان لم نفہم حکمتہ۔ فکذلک یجب علینا الایمان و التصدیق بکلام الایمۃ الاربعۃ و ان لم نفہم علتہ۔ فاِن قلت ھذا شرک قلتُ کلا انہم کانوا من اولی الامر و اہل الذکر المعروفین المقبولین۔ و قد اوجب اللہ تعالیٰ علینا اتباعہم لقولہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ فان اللہ تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول و المعطوف و المعطوف علیہ فی الحکم مساویان۔ فاین الشرک فی ھذا الکلام مقیم۔ اِن ھذا الا بفہمک السقیم۔ و امرنا ان نسئل عنہم عما لا نعلم بقولہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ و ھدانا ان نرد المسائل الیہم و نثق باستنباطہم بقولہ و لو ردّوہ الی الرسول و اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ وَاَخبرنا بان الایمۃ منّا یہدوننا بقولہ و جعلنا منہم ایمۃ یہدون بامرنا۔ فکیف لا یجب اتباعہم علینا۔ و کما لا یجوز لنا الطعن فیما

جاءت به الانبياء مع اختلاف شرايعهم - فكذلك لا يجوز الطعن
فيما استنبطه الائمة المجتهدون بطريق الاجتهاد والاستحسان
مع اختلاف استنباتهم - لانهم ما استدلوا وما استنبطوا
الا من الحديث القرآن - اما اذا لم يجدوا فيهما وفي
اقضية الصحابه رضی عنهم الرب المستعان - حكما من
الاحكام او ركنا من الاركان - فقاسوا ما قاسوا باتحاد
العلة والبرهان - فصار هذا القياس اصلا رابعا لنا بنص
الحديث والقرآن - اما القرآن - فاعتبروا يا اولى الابصار
وغير ذلك من الآيات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب
لمطالعة الاخوان - اما الحديث فعن ابن عباس رض قال اتى
رجل النبی صلعم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانها ماتت
فقال النبی صلعم لو كان عليها دين أكنت قاضيه قال
نعم قال فاقض دين الله فهو احق بالقضاء اخرجه البخاری
عن ابن مسعود رض ما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله
حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها في التذكرة
فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان - فهذه الائمة
الاربعة هم العلماء الذين قيل في شانهم علماء امتی
كانبياء بنی اسرائيل فاولئك هم الامناء للشارع على
شريعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق

واستنبطوه من الشريعة لا سيما الامام الاعظم رح فلا ينبغي لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم سندًا الى الرسول صلعم ومشاهدًا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضي الله عنهم اجمعين۔ وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض عليه ولقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه و فضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على آئمة الهدى المقبولين بفهمه السقيم۔ اولعناد الذي في قلبه المقيم۔ بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابي حنيفة رح في الدنيا۔ الم تركيف فعل باستنباط احكام الشريعة الغراء۔ و بانضباط اركان الطريقة البيضاء۔ وباماطة الاذى سبيل المعرفة العلياء۔ الم تر كيف استحكم الله تعالى به الشرع المبين۔ فهدى به الخلائق كلهم اجمعين۔ فانه بوبه مبوبا۔ وفصله مفصلا۔ وهذبه مهذبا۔ ورتبه مرتبا ونقحه تنقيحا۔ وعلله تعليلا۔ وميزه تميزا۔ ويسره تيسيرا۔ الحق مثله من الائمة في الدنيا۔ فلن تجدن

نظیرہ فیها فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسی فضله بل
اعمل بقوله تعالی فلا تنسوا الفضل بينكم۔ واذا عرفت
انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالی اتبعوا
احسن ما انزل اليكم من ربكم۔ فظهر من هنا ان من انكر
مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية
الصحابة رض فهو كافر۔ لانه انكر الشريعة۔ ومن كل انكر
الشريعة فهو كافر۔ فمن انكر المسائل فهو كافر۔ وكذلك
من لعن او طعن فی الامام الهمام فهو ليس بمؤمن۔ لانه
طعن او لعن المؤمن الذی اكمل المؤمنين۔ واجلهم
فی الدين۔ وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن
فطاعن الامام او لاعنه او فاحشه ليس بمؤمن۔ كيف
لا وقد قال رسول صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان
ولا فاحش ولا بذی كذا فی التيسير۔ وايضا۔ لا يرمی رجل
رجلا بالفسق والكفر الا ردت عليه ان لم يكن صاحبه
كذلك اخرجه البخاری۔ وكذلك من سب الامام فهو
فاسق۔ لانه سب المسلم۔ وكل من سب المسلم۔ فهو
فاسق۔ فمن سب الامام فهو فاسق۔ كيف لا وقد قال
رسول صلعم سباب المسلم فسوق وقتاله كفر۔ اخرجه الخمسة
كذا فی التيسير۔ وقد قال الله تعالی والذين يؤذون المؤمنين

والمؤمنات بغير ما اكتسبوه فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا۔
وكذالك من ضار الامام فهو ملعون۔ لانه ضار مؤمنا۔
وكل من ضار مؤمنا۔ فهو ملعون۔ فمن ضار الامام فهو
ملعون۔ كيف لا وقد قال رسول صلعم ملعون من ضار
مؤمنا او مكر به اخرجه الترمذی كذا فی التيسير۔ ونحن قال الله تعالى
الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فی الذين آمنوا لهم
عذاب اليم فی الدنيا والآخرة۔ وكذلك من لم
يوقر الامام فهو ليس فی اهل الاسلام۔ لانه لم يوقر كبيرنا۔
وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام۔ فمن لم
يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام۔ كيف لا وقد
قال رسول صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم
يوقر كبيرنا۔ اخرجه الترمذی۔ لذلك وقرة الامام الشافعی رح
فی زيارة قبره فی البغداد۔ فارضاهما الله تعالى عن العباد
فی الدنيا والآخرة۔ هكذا كلها فی كتابی التذكرة۔ فما
يقال لهر چند بن ديوان چند المؤلف للظفر المبين۔ فی رد
مغالطات المقلدين۔ الذی۔ اسلم خدعا للمسلمين۔ كما
اسلم عبد الله بن سبا اليهودی خدعا للمؤمنين۔ فاستفت
عن نفسك۔ ولا تستفت عن غيرك۔ فهو كفاية لك۔ الم
تر كيف فعل لبشناعة الامام فيه فقال تارة ان الامام

ما تلقى فی جمیع عمرہ الا سبعة عشرة حدیثا - و شنع علیه تشنیعا فاحشا - تقلیداً للمتاخرین المتعصبین المعاندین - فیا عجبا مع ذلك ینکر التقلید لامام الائمة المجتهدین - و قال تارةً ان الامام قد خالف الحدیث والقرآن - فی مسائل فلان فلان وعدہ بالبیان - واحتج علیه بالاحادیث التی وافقت لما تهواہ نفسه من الصحاح واعرض عما انطبق منها باقوال الامام الهمام صاحب للفلاح - تنفیراً للمقلدین الصالحین عن عمل الفقه للائمة المجتهدین المقبولین - وقال تارة ان الامام قد خالف فی هذه المسئلة الفلانیة حدیث الصحیحین - لیعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحیحین قد کانا من قبل الامام رضاہ الله تعالی عن جمیع المؤمنین المقلدین فی الدارین - لعله لا یعلم هو نفسه و لا مقلدہ بفتح اللام ان صاحبی الصحاح بالنسبة الی الامام الاعظم - کطالب العلم لا بل کاحاد الرعیة من السلطان الاعظم - کیف لا وقد قال الامام سفیان الثوری انا بمقابله الی حنیفه کالعصفور عند البازی - وایضا قال مخاطبا له انت سید العلماء الا تعلم ان المسلم الشافعی تلمیذ البخاری - والبخاری الشافعی تلمیذ للامام احمد حنبل - واحمد تلمیذ الامام الشافعی - والشافعی تلمیذ للامام محمد - ومحمد تلمیذ للامام الاعظم

رحمهم الله تعالیٰ کلهم اجمعین - فاعرف منازلهم ومدارجهم
واحفظ مناقبهم مع درجاتهم - فلا نقل ان ادله الامام
ضعیفة - ولا بادر الیه بالفاظ قبیحة - تقلیداً للمتعصبین
فنحشر مع الخاسرین - امّا الصحاح وان کانت اصح الکتب
بالنسبة الیٰ بعدها - لکنها لا تعتبر بمقابلة الاحادیث
التی استدل بها الامام الهمام من قبلها - لکونه اقربهم
الی الرسول - فلذلک تلقت الامة الاستدلال له بالقبول
فلا ینبغی لاحد ان یطعن فی الامام بروایات الصحاح التی
بعد المائتین وثلثة مأته قد دونت - ولا شک ان فیها
اقوال المعاندین والمتعصبین والمنافقین والمنکرین قد دخلت
فلذلک قال ابن الحجر فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون له
طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین او بهما او
بواحد - فالاول هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی
لشروطه والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا
للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع الغریب وکلها سوے
الاول احاد وفیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال
علی البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ. الا تعلم ان
اسمعیل بن علیه الذی قال للقرآن مخلوق واهلک بحکمه
تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا - وجما غفیراً - وابابکر بن

شیبہ رح الذی وضع فی کتابہ بابا للرد علی الامام ابی حنیفہ رح
واخاہ عثمان بن شیبہ وغیرھم مثلھم من رواۃ البخاری
والمسلم وغیرھما رح وقد کانوا متعصبین منکرین علی الامام
الاعظم فلذلک قال صاحب البرھان فی شرح مواھب
الرحمان - وقد اعرض (تا) مع شدۃ حرص البخاری علی
معارضۃ الامام ابی حنیفہ بالاحادیث مھما امکنہ بدلیل
ما اشحن بہ صحیحہ انتہی - فالحقیقہ او الصداقۃ من تلک
الرواۃ المتعصبین النازلین من الامام - بتداول الزمان و
الایام - قد فُقِدَت - لان الایۃ السابقون السابقون
اولئک المقربون فی جنۃ النعیم ثلۃ من الاولین وقلیل
من الاخرین - والاحادیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم
ثم الذین یلونھم ثم سیجئ قوم ستسبق شھادتہ احدھم
یمینہ ویمینہ شھادتہ اخرجہ البخاری والضا اوصیکم باصحابی -
(الی) ثم یفشو الکذب رواہ الترمذی وفی روایۃ ثم یظھر الکذب
وغیر ذالک التی فی التذکرۃ فی فقدان صحۃ الصحاح
قد سُبقت - لکنھا علی فضل الامام لکونہ اقرب الی الرسول
قد شھدت - فاین الاعتماد علی کل الصحاح - وکیف یردّبھا
الاحادیث التی استدل بھا الامام الصاحب للفلاح - ولا
شک ان اعتبار الروایات باعتبار الرواۃ واعتبارھم باعتبار

اقرب زمانهم الى الرسول صلعم مع قوت ايمانهم وعلمهم
وعدلهم وورعهم وزهدهم وقد ثبت ان الامام
الاعظم رح اقربهم سندًا الى الرسول صلعم واقدمهم
قدونيا للمذاهب واكملهم ايمانا واجلهم اسلاما واعلمهم
علما وافضلهم فضلا واورعهم ورعا وازهدهم زهدا
فانصف فى قلبك واستفت عن نفسك النعرف مثله
فى هذه الامور المعروفة - من رواة الصحاح النازلين
عنه فى الدرجة البعيدة - التى قد شهدت على كذبها
الاحاديث المذكورة - فينبغى لنا العمل بالاحاديث التى
استدل بها الامام - ولو ضعفها المتاخرون تقليدًا لاكثر
المتعصبين على ذلك الامام الهمام - اولرويتهم التغيرات
فيها لبعد الزمان وتداول الايام - ولولم يوجدن كلها
فى الصحاح - لان صاحبيها قالوا انهم تركوا الاكثر من الاحاديث
الصحاح - فتاملوا فى هذا الكلام فانه ادق الدقائق - واحسن
الحقائق - وقد ذل فيه اقدام اكثر الخلائق - فنبهتكم عليه
يا ايها الاخوان - بنصرة الله المستعان - فان حصنتم وتدبرتم
يا ايها الخلان - فكلها تجدو فى كتب اهل الكشف والعرفان
هكذا فى الكتب الشرعية والله تعالى اعلم بالصدق والصواب .
واليه المرجع والمآب -

لانه قال صاحبها انهما تركا الاكثر

سوال دوم - جب شریعت شارع کی واحد ہی اور حق بھی واحد ہی متعدد نہین - تب یہ چار مذہب کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہی حق ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہی -

جواب ہان صاحب جب شریعت شارع کی واحد ہی اور حق بھی واحد ہی تب زبور و توراۃ و انجیل و فرقان کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہی - حق ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہی - اور ہر ہر نبی کی علیحدہ علیحدہ شریعت بھی کیونکر حق ہوسکتی ہی - اور صحاح ستہ کا بھی جس سے اختلافات روایات سے تعدد حق کا لازم آتا ہی - صحاح و حق ہونا کیونکر ہوسکتا ہی - اور حضرت حسن رض کا صلح اور حسین رض کا جنگ بھی جو باہم متضاد ہین کیونکر حق ہوسکتے ہین اور ہر جگہ مین حق کا کلیۃً واحد ہونا کون نص سے ثابت ہی ذرا بتلا تو دیجیے - بعد اسکے حق کا واحد ہونے اور متعدد نہونے کا دعوی بھریے - نہین تو ہٹ دھرمی و نادانی سے جو زبان سے نکلے سو کہا کیجیے - حتی کہ اگر آسمان کو زمین کہا کیجیے کوئی کیا کرے - **ہان** نادان جب کسی کتاب مین اس عبارت کو الحق فی موضع الخلاف واحد - دیکھ پاتے ہین - تو اسکو کالوحی من السماء سمجھکر بھڑکتے ہین - جیسا دیہاتی گنوار کلکتہ دیکھکر بھڑکتے ہین - اور یہی بہشت ہی بہشت کہکر اُچھلتے ہین - اسی طرح سے نادان اسطرح کی عبارت سے اُچھلتے ہین اور کم علمیت و عدم وسعت نظر کے سبب سے اسکے مضمون کو نہین دریافت کرسکتے ہین - حالانکہ وہ عبارت مخصوص بالموضع ہی یعنی جس موضع مین شرعاً و عقلاً و عرفاً تعدد حق کا ہونا محال ہی وہان البتہ حق واحد ہی ہوتا ہی جیسا

باوجود اختلاف کرنے مشرکین کے اللہ مین وحدانیت وحدہ لاشریک له
کی شرعاً و عقلاً و عرفاً ثابت ہی۔ شرعاً لقولہ تعالی لوکان فیهما الهة
لفسدتا۔ عقلاً بقول الجمهور کل مصنوع یدل علی الصانع۔
عرفاً لقول کل الناس ان اللہ تعالی واحد۔ اور جیسا ابنیت ابن کے
واحد ہوتی ہی۔ متعدد نہین ہوسکتی ہی۔ یعنی دو چار آدمی کا ایک لڑکا
نہین ہوسکتا ہی۔ اور بعض موضع مین حق متعدد بھی ہوتا ہی۔ جسکو مین نے
تذکرۃ المذاہب کے مناظرے مین نصوص کثیرہ سے شرح و بسط کے ساتھ
ثابت کردیا ہی۔ سوا اسکے یہان پر ایک نظیر عام فہم کے لیے اور لکھتا ہون۔
وہ یہ ہی کہ اگر زید دعوی کرے کہ وہ تنہا منعم خان کا بیٹا ہی کل ترکہ اسکا
اسکو ملے۔ علی ہذا القیاس عمرو بکر و خالد بھی وہی دعوی کرے۔ تو اسطرح
کا موضع خلاف مین ہر چار کا منعم خان کا بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہی شرعاً و عقلاً و
عرفاً محال نہین اسطرح سے ہر چار مذہب کا حق ہونا ثابت ہی شرعاً و عقلاً و عرفاً محال
نہین۔ شرعاً لقولہ تعالی لانفرق بین احد من رسلہ حالانکہ زبور توراۃ انجیل و فرقان متفاوت
و متعدد ہین۔ اور کل کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہی۔ ولقول النبی صلعم اختلاف امتی رحمۃ و عقلاً لبطل
حقیت اختلافات شرائع مین قبلنا استنباطات آئمہ اربعہ خیر القرون کی
حقیت ثابت ہی۔ عرفاً ہمیشہ سے یہ چار مذہب کی حقیت معروف و مشہور
ہوتی چلی آتی ہی۔ خذ هذا لانه من فتوحات اللہ الواحد۔ فلا
عبرۃ فیه لاحد۔

سوال سوم۔ اگر ہر چار مذہب حق ہین۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا۔ ذرا

بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔

جواب اگر ہر چار کتاب زبور توراۃ انجیل و فرقان حق ہے۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا ذرا بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔ ۹

بے کمالیہاے نادان از سخن پیدا شود　　　پستۂ بے مغز چون لب واکند رسوا شود

اگر اس کتاب کی فصل دوم کے دقیقہ ۹۳ مین اور فصل سوم کے چوتھے ۱۲۹ جواب مین نظر فرماوینگے۔ اور کچھ کیفیت پاوینگے۔

سوال چہارم۔ اگر کوئی مسائل فقہ پر عمل کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو فقط اختلاف ہی اختلاف ہے کسکو سچا کسکو جھوٹا جانے۔ ذرا بتلایے تو نہین تو یہ۔ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ویسا فقہون کے اختلاف مسائل کے عمل کرنے سے لوگ ایمان کھوئے۔

جواب اگر کوئی عمل بکتب الاحادیث کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو فقط اختلاف ہی اختلاف ہے۔ کس حدیث کو صحیح اور کسکو غیر صحیح جانے۔ ذرا بتلایے تو نہین تو یہ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ایسا محدثین کے اختلافات سے عاملین بالحدیث کا ایمان جاوے۔ کیونکہ اسمین ابن جوزی و شوکانی و مثلہما کو نبی قرار دینا پڑے۔ نہین تو صحیح و غیر صحیح کا امتیاز معلوم نہوے۔ جب اسطرح کے امتیاز کا نام شریعت ٹھہرے۔ پھر اسکی حقیقت کو کیا پوچھنا۔ تذکرۃ المذاہب کے ۴۶۵ (تا) ۴۶۷ صفحہ مین نظر کیجیے اچھی طرح سے اسکی کیفیت کھل جاویگی۔ **دفع دخل** اگر کہو کہ اگر احادیث مین بھی مثل مسائل فقہیہ کے اختلافات واقع ہین۔ تو کیون انکو تمنے ذکر نہ کیا۔

ذکر کر دیا ہوتا ۔ جواب مین کہونگا عیان راچہ بیان ۔ کیا تمنے ہمارے
ص ۱۸۳ تا ۱۸۶ — ۱۹۶ تا ۲۰۹
تذکرۃ المذاہب کی اُن حدیثون کو ۔ اور اِس کتاب کی اُن حدیثون کو جو
تم لوگون کے سوالات اور احادیث کے جواب اور معارضے مین لایا ہون ۔
اور رسالت مآب صلعم کی رحلت و ولادت مین ۔ جن احادیث متضادہ کو
پیش کر چکا ہون نہین دیکھا ۔ اُنمین تو باہم مخالفت کُلّی اور معارضت جلی
موجود ہے ۔ پھر اُنکو مکرر نقل کر کے کتاب کو طول دینے سے فائدہ کیا تھا ۔
خیر تاہم یہان پر بھی چند احادیث متخالفہ اور روایات متناقضہ کو ناظرین
کی عبرت و خبرت کے لیے ۔ اور سامعین کی فہم و فراست کے واسطے ۔ بلکہ تم لوگون
کی جہالت دفع کرنے کے لیے ۔ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون اسلیے ذیل مین درج
کرے دیتا ہون ۔

احادیث متخالفہ صحیح بخاری رح ۔ عن ابن عباس ۵ انہ قال
اقبلت راکبا علی حمار اتان وانا یومئذ قد ناھزت الاحتلام
ورسول اللہ صلعم یصلی بالناس بمنی الی غیر جدار
فمررت بین یدی بعض الصف فنزلت وارسلت الاتان
ترتع ودخلت فی الصف فلم ینکر علیّ احد ۔ عن عائشہ ۶
ذکر عندھا مایقطع الصلوٰۃ الکلب والحمار والمرأۃ
فقالت شبہتمونا بالحمر والکلاب واللہ لقد رأیت
النبی صلعم یصلی وانی علی السریر بینہ وبین القبلۃ مضطجعۃ
فتبدو لی الحاجۃ فاکرہ ان اجلس فاوذی النبی صلعم

فانسل من عند رجلیہ ۲ ؎ ۔ عن ۹۳ عایشہ رض زوج النبی صلعم قالت لقد کان رسول صلعم یقوم فیصلی من اللیل وانی لمعترضۃ بینہ و بین القبلۃ علی فراش اہلہ ۴ ؎ ۔

دیکھو ان روایتوں میں نمازی کے سامنے سے گزرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رض کا معترضہ ہونا ثابت ہے۔ **خلافہما** ۔ عن ۹۴ ابی صالح (تا) قال رأیت ابا سعید الخدری فی یوم جمعۃ یصلی الی شئ یسترہ من الناس فاراد شاب من بنی ابی معیط ان یجتاز بین یدیہ فدفع ابو سعید فے صدرہ فنظر الشاب فلم یجد مساغا الا بین یدیہ فعاد لیجتاز فدفعہ ابو سعید اشد من الاولی فنال من ابی سعید ثم دخل علی مروان فشکا الیہ مالقے من ابی سعید ودخل ابو سعید خلفہ علی مروان فقال مالک ولابن اخیک یا با سعید قال سمعت النبی صلعم یقول اذا صلے احدکم الی شئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان ۲۳ ؎ ۔ قال ۹۵ رسول صلعم لو یعلم المار بین یدی المصلے ماذا علیہ لمکان ان یقف اربعین خیرا لہ من ان یمر بین یدیہ الخ ۲۳ ؎

پھر دیکھو ان روایتوں میں نمازی کے سامنے سے کسی کو گزرنا درست نہیں بلکہ گزرنیوالے کو قتل کرنا لازم ہے۔ **ایضاً فیہ** عن ۹۶ ابن عباس قال توضأ

النبی صلعم مرۃً مرۃً ص۲۷ - دیکھو اس روایت سے رسول خدا
صلعم کا ایک ایک مرۃ وضو کرنا ثابت ہی - **خلافہ** - عن ابن زید
ان النبی صلعم توضأ مرتین مرتین ص۲۷ - دیکھو اس روایت سے
دو دو بار وضو کرنا اُنکا ثابت ہی **ایضاً فیہ** عن ابن عمر ان رسول
صلعم قال الشؤم فی المرأۃ والدار والفرس ص۲۶۳ -
دیکھو اس روایت مین شومیت ثابت ہی **خلافہ** - عن ابی عمر
قال ذکروا الشؤم عند النبی صلعم فقال النبی صلعم
ان کان الشؤم فی شئ ففی الدار والمرأۃ والفرس ص۲۶۳ -
پھر دیکھو اسمین وہی ابن عمر سے شومیت کا ممنوع ہونا ثابت ہی - **ایضاً فیہ**
عن ابن عباس اذا زنا بہا (ای ام امراتہ) لا تحرم علیہ
امراتہ ص۲۶۵ - دیکھو اس روایت مین کہ اپنی خوشدامن سے زنا کرنے
سے بھی بی بی حرام نہین ہوتی ہی - **خلافہ** عن ابی نصر عن ابن عباس
حرمہ (تا) روی عن عمران بن حصین وجابر بن یزید والحسن
وبعض اہل العراق تحرم الخ ص۲۶۵ - دیکھو پھر اس روایت مین مع الاختلاف
حرمت ثابت ہی - **ایضاً فیہ** - عن الحسن عن غیر واحد مرفوعاً -
افطر الحاجم والمحجوم ص۲۶ - دیکھو اس حدیث مین حاجم اور محجوم
کو افطار کرنا چاہیے - **خلافہ** عن ابن عباس ان النبی صلعم احتجم
وھو محرم وھو صائم ص۲۶ - دیکھو پھر اس حدیث مین کہ رسول خدا
صلعم نے حالت احرام اور صوم مین حجامت کیا -

روایات متخالفۂ صحیح مسلم رحمہ - باب الوضوء مما مست النار
عن ابن ثابت رضہ قال سمعت رسول صلعم یقول الوضوء مما مست
النار ص٢٢٠ - دیکھو ان باب کی روایتون سے مما مست النار سے وضوء لازم ہی
خلافہ باب نسخ الوضوء مما مست النار - عن ابن عباس رضہ ان
رسول اللہ صلعم اکل کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضاء۔
وفی روایتہ ولم یمس ماء ص٢٢٠ - پھر دیکھو اس باب کی روایتون
سے مما مست النار سے وضوء نہین لازم آتا ہی - منسوخ ہونا ثابت ہی -
تاہم غیر مقلدین شور و شغب کرتے ہین - **ایضا فیہ** قال رسول صلعم
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ص١٠٩ - دیکھو اِس
روایت مین حضرت عیسی علیہ السلام کا مقتدی بننا ثابت ہی - **خلافہ** -
قال رسول صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم ص١٠٩
پھر دیکھو اِس روایت مین برعکس اوّل عیسی عم کا امامت کرنا ثابت ہی -
اور باب الفتن کی ایک روایت سے بھی حضرت عیسی عم کی امامت ثابت
ہی - **ایضا فیہ** - قال رسول صلعم یقطع الصلوۃ المرأۃ و
الحمار والکلب ص٢٩٥ - دیکھو اس روایت مین کتا گدھے اور عورت
نمازی کے سامنے آنے سے نماز باطل ہوتی ہی - **خلافہ** عن عائشۃ رضہ
ان النبی صلعم کان یصلی من اللیل و انا معترضۃ بینہ و
بین القبلۃ کاعتراض الجنازۃ ص٢٩٥ - دیکھو پھر اِس روایت سے
نماز باطل نہ ہونا ثابت ہی - **ایضا فیہ** باب ما یقال بعد التسلیم من الصلوۃ

عن[٥٢٣] ثوبان رض قال کان رسول صلعم اذا انصرف من صلوٰته استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام تبارکت ذا الجلال والاکرام - وفی روایة یا ذا الجلال والاکرام ص٣٣٣ - دیکھو اس روایت میں بعد سلام پھیرنے کے فقط یہ دعائے خفیف پڑھنا ثابت ہے - خلافه کان بن الزبیر رض یقول فی دبر کل صلوٰة حین یسلم لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیٔ قدیر لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا نعبد الا ایاه له النعمة و الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصین له الدین ولو کره الکافرون - وقال کان رسول صلعم یهلل بهن دبر کل صلوٰة ص٣٣٩ - پھر اس روایت میں نبی صلعم کا ہر نماز کے بعد لمبی دعا پڑھنا ثابت ہے - ایضًا فیه عن[٥٢٠] ابی هریرة رض ان رسول الله صلعم قال لا تقوم الساعة حتی تنزل الروم (تا) اذا قیمت الصلوٰة فینزل عیسی بن مریم عم فامهم فاذا راه عدو الله ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لانذاب حتی یهلك ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته ص٦٨٢ - دیکھو اس روایت میں الله جل شانه کا اپنے ہاتھ سے دجال کو قتل کرنا ثابت ہے - خلافه - ذکر[٥٢٦] رسول صلعم الدجال (تا) قلنا یا رسول الله صلعم

وما لبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشہر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اکتفینا فیه صلوٰة یوم قال لا اقدروا له قدرہ (تا) اذا بعث الله المسیح بن مریم عم فینزل (تا) فیطلبه حتّٰی یدرکه بباب لدٍّ فیقتله الخ ص ۴۰۱

پھر دیکھو اس روایت سے دجّال کو حضرت عیسیٰ ع کا قتل کرنا ثابت ہے۔

الصّافیه ۵۲ قال رسول صلعم اذا رأیتم الجنازة فقوموا لھا حتّٰی تخلفکم او توضع ص ۵۳۲۔ قال رسول صلعم ۵۳ اذا تبعتم جنازة فلا تجلسوا حتّٰی توضع ص ۵۳۳۔ دیکھو ان حدیثوں مین کہ جنازہ دیکھنے سے کھڑا ہونا چاہیے اور متبعین کو قبل رکھنے جنازہ کے نہ بیٹھنا چاہیے۔

خلافه ۵۴ عن علی رض قال رائنا رسول الله صلعم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنے فی الجنازة ص ۵۳۶ دیکھو پھر اس حدیث مین بیٹھنا ثابت ہے۔ بلکہ مسلم رح نے نسخ القیام للجنازة کا باب باندھا۔ اور بخاری رح نے اس باب کو اِس باب مین اصلاً ذکر نہ کیا۔ بلکہ برعکس باب من تبع جنازة فلا یقعد حتّٰی توضع عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام ص ۱۷۵۔ باب باندھا۔ اور اسمین یہ روایت ۵۳ کی کہ کسی جنازہ مین حضرت ابوہریرہ رض مروان بن الحکم کا ہاتھ پکڑکر قبل رکھنے جنازہ کے بیٹھ گئے تھے۔ پھر حضرت ابوسعید رض اگر مروان کا ہاتھ پکڑ ا اور قُم کہا الخ۔ ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بطور نمونہ اور چاشنی ایک مثال باہم مخالفت صحیحین کی بابت لائے۔ یعنی اگر مسلم کے

اس باب نسخ القیام کی حدیثون کو اعتبار کیجیے۔ تو بخاری کی حدیثون کا اعتبار نہ کیجیے۔ کہ انھون نے فقط منسوخ حدیثون کو جمع کیا سمجھ لیجیے۔ اگر بخاری کی حدیثون کو اعتبار کیجیے تو مسلم کی اس ناسخ حدیثون کو منسوخ سمجھیے۔

روایات منخالفۂ ابن ماجہ رح۔ ۱۳۱ عن حذیفہ رض ان رسول اللہ صلعم اتی سباطۃ قوم فبال علیھا قائما ص۲۶۔ دیکھو اس روایت مین رسول خدا صلعم کا کھڑا ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہی **خلافہ** ۱۳۲ عن عائشہ رض قالت من حدثک ان رسول صلعم بال قائما فلا تصدقہ انا رأیتہ یبول قاعدا ص۲۶۔ پھر دیکھو کہ اس روایت مین کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا ثابت ہی اور روایت اوپر کی تکذیب بھی ثابت ہی۔ نیز۔ ۱۳۳ عن عمر رض قال رانی رسول اللہ صلعم وانا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما ابدا۔ دیکھو اس روایت سے کھڑا ہو کر پیشاب کرنا منہی عنہ ٹھہرا۔

ایضاً فیہ۔ ۱۳۴ عن جابر رض قال نہی رسول اللہ صلعم ان نستقبل القبلۃ ببول فرایتہ قبل ان یقبض بعام یستقبلہا ص۲۸۔ دیکھو اس ایک روایت مین تناقض ہی۔

ایضاً فیہ باب الرخصۃ بفضل وضوء المرأۃ۔ ۱۳۵ عن ابن عباس رض قال اغتسل بعض ازواج النبی صلعم فی جفنۃ فجاء النبی صلعم لیغتسل او یتوضاء فقالت یا رسول اللہ صلعم

انی کنت جنبا فقال الماء لا یجنب ص۳۱ - دیکھو اِس باب کی روایتون سے عورت کے مستعملہ پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ خلافہ - باب النھی عنہ - عن[36] عمرو ان رسول صلعم نھی ان یتوضاء الرجل بفضل وضوء المرأۃ ص۳۱ - دیکھو پھر اِس روایت مین وضو کرنا عورت کے فاضل پانی سے ممنوع ہے۔ ایضًا فیہ عن[35] عبید اللہ ان رسول اللہ صلعم نام حتی نفخ ثم قام فصلی ص۳۷ - دیکھو اِس حدیث مین نیند سے وضو کا نہین جانا ثابت ہے۔ خلافہ - عن[38] علی رض ان رسول اللہ صلعم قال العین وکاء السہ فمن نام فلیتوضاء ص۳۷ - پھر دیکھو اِس حدیث مین نیند سے وضو لازم ہے - ایضًا فیہ - عن[39] بسرہ بنت صفوان قالت قال رسول اللہ صلعم اذا مسّ احدکم ذکرہ فلیتوضاء ص۳۷ - دیکھو اِس حدیث مین مسّ ذکر سے وضو لازم ہے خلافہ عن[40] ابی امامہ قال سئل رسول اللہ صلعم عن مس الذکر فقال انّما ھو جزء منک ص۳۷ - پھر دیکھو اِس حدیث مین ذکر کو مثل جزء بدن کا ہونا ثابت ہے جس سے وضو نہین جاتا ہے - ایضًا فیہ باب[41] ما جاء فی التیمم ضربۃ واحدۃ ص۴۳ - دیکھو اِس باب مین تیمم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا کفایت ہے۔ خلافہ باب[42] فی التیمم ضربتین ص۴۳ - پھر دیکھو اِس باب مین دو مرتبہ ہاتھ مارنا چاہیے لکھا - ایضًا فیہ عن[43] عائشہ رض قالت ان رسول اللہ صلعم انکانت لہ الی اھلہ

حاجة قضاها ثم ینام کهیئة لا یمس ماء ص۴۳ ۔ دیکھو اس حدیث
مین رسول خدا صلعم کا بلا مس ماء حالت جنب مین بہیئت کذائی نیند جانا ثابت
ہے ۔ خلافہ ۔ [۴۴] عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلعم اذا
اراد ان ینام وهو جنب توضأ وضوء للصلوٰة ص۴۳ ۔ پھر دیکھو
اس حدیث مین نقیض مضمون اس حدیث اول کا ثابت ہے طرفہ تر تو یہ ہے
کہ دونون روایت حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب ہین ۔ ایضاً فیہ ۔
[۴۵] عن ابن عمر رض قال رأیت رسول اللہ صلعم (تا) ولا یرفع
بین السجدتین ص۶۲ ۔ دیکھو اس حدیث مین رفعیدین بین السجدتین
ثابت نہین خلافہ [۴۶] عن ابی هریرہ رض قال رأیت رسول
صلعم یرفع یدیه فے الصلوٰة (تا) حین یرکع وحین یسجد
ص۶۲ ۔ پھر دیکھو اس حدیث مین برخلاف حدیث اول سجدہ کے وقت مین
بھی رفعیدین ثابت ہے اور نیز فے روایة [۴۷] اذا قام من السجدتین فعل
مثل ذلک ۔ حالانکہ غیر مقلدین ان روایتون پر عمل نہین کرتے ہین باوجودیکہ
جزو حدیث رفعدین کا ہے ۔ ایضاً فیہ [۴۸] ان رسول اللہ صلعم
کان یسلم عن یمینه وعن یسارہ ص۶۶ ۔ دیکھو اس حدیث مین
رسول خدا صلعم کا دونون طرف سلام پھیرنا ثابت ہے ۔ خلافہ [۴۹] ان
رسول صلعم کان یسلم تسلیمة واحدة فلقاء وجهه
اور نیز [۵۰] عن ابن الاکوع قال رأیت رسول صلعم صلی فسلم
مرة واحدة ص۶۶ ۔ پھر دیکھو ان حدیثون سے ایکمرتبہ سلام پھیرنا

ثابت ہے۔ **ایضاً فیہ**۔ عن [۱۵۱] ابن عباس ان النبی صلعم نکح وھو
محرم ص۱۴۲۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا حالت احرام
مین نکاح کرنا ثابت ہے۔ **خلافہ**۔ قال [۱۵۲] رسول صلعم المحرم
لا ینکح ولا ینکح ولا یخطب ص۱۴۲۔ پھر دیکھو اس حدیث کی
طرف کہ حالت احرام مین نکاح اور خطبہ کرنے تک بھی منع ہے۔ **ایضاً فیہ**۔
عن [۱۵۳] ابی ہریرۃ ان رسول صلعم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا
صلوٰۃ الا المکتوبۃ ص۸۔ دیکھو اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ
جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے اسوقت سوائے نماز فرضیہ کے اور کوئی نماز
درست نہین۔ **خلافہ**۔ عن [۱۵۴] علی رض قال کان النبی صلعم یصلی
الرکعتین عند الاقامۃ ص۸۔ پھر دیکھو اس حدیث سے اقامت
کے وقت مین بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

اطلاع۔ چونکہ اسوقت میرے پاس ابو داؤد و ترمذی و نسائی موجود
نہین اسلیے اونکے اختلافات کو مستقلاً ذکر نہین کرسکا۔ لیکن تیسیر الاصول
اور مشکوٰۃ کے اختلافات سے کل صحاح کے اختلافات بخوبی معلوم ہوجاینگے

روایات متخالفہ تیسیر الاصول۔ عن [۱۵۵] ابن عمر رض انہ
قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن اخرجہ الترمذی
ص۳۰۰۔ دیکھو اس روایت مین حیض والی عورت اور صاحب جنب کو
قرآن پڑھنا منع آیا ہے۔ **خلافہ** عن [۱۵۶] ابن عباس رض انہ لم
یر بالقرأۃ للجنب باساً۔ اخرجہ رزین قلب وعلقہ البخاری ص۲۹۵

دیکھو پھر اس روایت میں صاحب جنب کو قرآن پڑھنا درست آیا۔ ایضاً فیہ
عن عائشہ رض ان رسول صلعم قبل امرأۃ من نسائہ ثم
خرج الی الصلوٰۃ ولم یتوضاء اخرجہ اصحاب السنن صفحہ ۲۸۸ ۔
دیکھو اس روایت میں عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہیں جاتا ہے ۔
خلافہ عن ابن عمر رض انہ کان یقول قبلۃ الرجل امرأتہ
وجسہا بیدہ من الملابسۃ فمن قبل امرأۃ او جسہا
بیدہ فعلیہ الوضوء ومثلہ عن ابن مسعود اخرجہ مالک صفحہ ۲۸۸ ۔
پھر دیکھو اس روایت میں کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضوء لازم آتا ہے ۔
ایضاً فیہ عن عطاء قال صلے النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی ابنہ ابراھیم وھو ابن سبعین لیلۃ اخرجہ ابو داود صفحہ ۲۴۸
دیکھو اس روایت میں کہ رسول خدا صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو ستر دن کے تھے) جنازہ کی نماز پڑھی خلافہ عن عائشہ رض
قالت مات ابراھیم بن النبی صلعم وھو ابن ثمانیۃ عشر
شہراً فلم یصل علیہ ۔ اخرجہ ابو داود صفحہ ۲۴۸ ۔ پھر دیکھو اس روایت
میں کہ برخلاف اول آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو اٹھارہ مہینے کے تھے) جنازہ کی نماز نہیں پڑھی ۔ کیا خوب اسمیں اٹھارہ
مہینے اور ستر دن کی مخالفت یکطرف اور نماز جنازہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے
کی مخالفت یکطرف اور دونوں روایت ابو داود سے ہوئی یکطرف ۔
ایضاً فیہ ۔ عن عائشہ رض قالت صلوتان لم یترکھما رسول اللہ

سرًا و لا علانیۃ فی سفر و لا حضر رکعتان قبل الصبح
و رکعتان بعد العصر اخرجہ الخمسۃ الا ترمذی صـ۲۴۱ ۔ دیکھو اس
روایت مین عصر کے بعد بھی دو رکعت نماز سنت پڑھنا ثابت ہی۔ **خلافہ**
۲۶۳ عن علی رض قال رسول صلعم یصلی فی اثر کل صلوٰۃ مکتوبۃ
رکعتین الا الفجر والعصر اخرجہ ابوداؤد ط ۲۴۱ پھر دیکھو کہ اس روایت
مین عصر کے بعد نماز نہین پڑھنا ثابت ہی۔ **الیضًا فیہ** ۲۶۴ عن ابن عمر رض
قال صلیت مع رسول صلعم رکعتین قبل الظہر الخ صـ۲۴۱ ۔
دیکھو اس روایت مین کہ قبل ظہر کے سنت دو رکعت ہین۔ **خلافہ**
۲۶۵ عن عائشہ رض قالت قال النبی صلعم من ثابر علی ثنتی عشرۃ
رکعۃ من السنۃ بنی اللہ لہ بیتًا فی الجنۃ اربع رکعات قبل
الظہر الخ صـ۲۴۱ ۔ دیکھو اس روایت مین قبل ظہر کے سنت چار رکعت ہین
الیضًا فیہ ۲۶۶ عن ابن عباس رض قال اقام النبی صلعم تسع عشرۃ
بقصر الصلوٰۃ وکنا اذا سافرنا فاقمنا تسع عشرۃ قصرنا و ان
زدنا اتممنا اخرجہ الخمسۃ الا مسلمًا و فی اخری الا بی داؤد و سبع عشرۃ
۲۶۷ و فی اخری للنسائی اقام بمکۃ عام الفتح خمس عشرۃ بقصر الصلوٰۃ
۲۶۸ عن عمران بن حصین رض قال شہدت عام الفتح مع النبی صلعم
بمکۃ فاقام بمکۃ فاقام بمکۃ ثمانی عشرۃ لیلۃ لا یصلی الا رکعتین
ویقول یا اہل البلد صلوا اربعًا فانا سفر اخرجہ ابوداؤد ۔
۲۶۹ عن جابر رض قال اقام النبی صلعم بتبوک عشرین یومًا یقصر الصلوٰۃ

اخرجہ ابوداؤد ص۲۳۹ - دیکھو ان پانچ روایتون مین کسقدر اختلاف واقع ہی کہ کسی مین ۱۹ دن کسی مین ۱۵ دن کسی مین ۱۸ دن کسی مین ۲۰ دن قصر کی مدت مقرر ہوئی - طرفہ یہ ہی کہ ابوداؤد اور نسائی دونون مخالف روایات لائے - علیٰ ہذالقیاس ابن عباس رض اور عمران رض اور جابر رض ہر تینون نے باہم مخالفت بیان کیا - **ایضاً فیہ** عن ۱۰۱ ابن عمر رض سالہ رجل فقال انی اصلے فے بیتی ثم ادرک الصلوٰۃ مع الامام افاصلی معہ فقال نعم قال الرجل فایتہما اجعل صلواتی فقال وذلک الیک انما ذالک الی اللہ یجعل ایتہما شاء اخرجہ مالک ص۲۳۶ دیکھو اس روایت مین کہ یکمرتبہ نماز پڑھنے کے بعد پھر جماعت مین شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہی **خلافہ** - عن ۱۰۲ ابی عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم لا تصلوا صلوتین فے یوم مرتین اخرجہ ابوداؤد والنسائی ص۲۳۶ دیکھو پھر اسی ابن عمر سے یہ روایت ہی کہ ایک دن مین ایک نماز کو دو بار مت پڑھو **ایضاً فیہ** عن ۱۰۳ ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلعم یفتتح قراءتہ ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم اخرجہ الترمذی ص۲۱۷ - دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا نماز مین بسم اللہ پڑھنا ثابت ہی **خلافہ** عن ۱۰۴ انس رض قال صلیت مع رسول صلعم وابی بکر وعمر وعثمان رض فلم اسمع احد امنہم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اخرجہ الخمسہ ص۲۱۷ - دیکھو پھر اس روایت مین بسم اللہ کا نہ پڑھنا ثابت ہی - **ایضاً فیہ** عن ۱۰۵ عائشہ رض قالت

قال رسول صلعم اذا اقیمت وحضر العشاء فابدو بالعشاء اخرجہ الشیخان ص۲۰۵۔ دیکھو اس روایت سے عشاء کی نماز جو امامت کی گئی چھوڑ کر کھانا کھانے کو مامور ہونا ثابت ہی۔ خلافہ ۹۲۶ عن جابر رض قال قال رسول صلعم لا تؤخروا الصلوٰۃ لطعام ولا لغیرہ اخرجہ ابوداؤد ص۲۰۹ دیکھو پھر اس روایت میں تاخیر کرنا نماز کا کھانے کے لیے منع ہی۔

روایات متخالفہ مشکوٰۃ ۹۵ عن وائل بن حجر قال رایت رسول صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی ص۳۱۱۔ دیکھو اس روایت میں سجدہ کے وقت کا لون زانو کو ہاتھ رکھنے کے آگے رکھنا اور اٹھنے وقت ہاتھ کو زانو اٹھانے کے آگے اٹھانا آیا ہی۔ خلافہ ۹۵ عن ابی ھریرہ رض قال قال رسول صلعم اذا سجد احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی ص۳۱۱۔ پھر دیکھو اس روایت میں وہی محدثین مذکورین نے سجدے کے وقت ہاتھ کو زانو کے آگے رکھنا روایت کیا۔ اگرچہ خطابی نے اول کو اثبت اور ثانی کو منسوخ لکھا۔ لیکن محدثین مذکورین نے قبل وجود خطابی کے دونوں روایت کو صحیح جانکر لکھا۔ پھر اتنے دنوں کے بعد خطابی کے اس خطاب سے کیا ہوتا ہی۔

ایضاً فیہ ۹۶ عن ابی ہریرہ قال قال رسول صلعم اذا جلس

بین شعبہا الاربع ثم جہدھا فقد وجب الغسل وان لم ینزل متفق علیہ ص۱۸۴ - دیکھو اس روایت مین کہ بمجرد دخول غسل واجب ہی انزال کی ضرورت نہین خلافہ ص۱۸۰ عن ابی سعید قال قال رسول صلعم انما الماء من الماء رواہ المسلم ص۱۸۴ - پھر دیکھو اس روایت مین کہ وجوب غسل کے لیے انزال ضرور ہی - اگرچہ امام محی السنۃ رح نے اسکو منسوخ لکھا - لیکن قبل انکے مسلم رح نے صحت کی روایت کی ایضًا فیہ ص۱۸۱ عن ابن علیم قال اتانا کتاب رسول صلعم ان لا تنفعوا من المیتۃ باھاب ولا عصب رواہ الترمذی والبوداؤد والنسائی وابن ماجہ ص۲۰۴ - دیکھو اس روایت کو مین مردے کے چمڑے اور چربی سے نفع لینا نادرست ہی خلافہ ص۲۰۴ عن عائشہ رض ان رسول صلعم امران یستمتع بجلود المیتۃ اذا دبغت رواہ مالک والبوداؤد ص۲۰۴ - پھر دیکھو اس روایت مین کہ دباغت سے استمتاع درست ہی - عن ص۲۰۳ میمونہ قالت (تا) لواخذ تم اھابھا قالوانھا میتۃ فقال رسول صلعم یطہرہ الماء والقرظ رواہ احمد وابو داؤد ص۲۰۴ - دیکھو اسمین مردے کے چمڑے سے نفع لینا درست آیا - عن ص۲۰۴ ابن عباس قال سمعت رسول صلعم یقول اذا دبغ الاھاب فقد طہر رواہ مسلم ص۲۰۲ - دیکھو اسمین دباغت سے پاک ہوتا ہی - عن ص۲۰۵ سودہ رض زوج النبی قالت ماتت لنا شاۃ فدبغنا مسکہا ثم مازلنا ننبذ فیہ حتی صار شنا رواہ البخاری ص۲۰۳ - دیکھو اس سے بھی دباغت سے پاک ہونا ثابت ہی

ایضًا فیہ عن ۵۹ سلیمان بن یسار قال سألت عائشۃ عن المنی
یصیب الثوب فقالت کنت اغسلہ من ثوب رسول صلعم
فیخرج الی الصلوٰۃ واثر الغسل فی ثوبہ متفق علیہ ص۲۰۱ - دیکھو
اسمین منی کو کپڑے پر سے دھونا آیا ہی - **خلافہ** عن عائشۃ قالت کنت
افرک المنی من ثوب رسول صلعم رواہ مسلم - (تا) ثم یصلی فیہ
ص۲۰۱ - پھر اس روایت مین کہ منی کو مل ڈالنے سے کپڑے کا پاک ہونا ثابت ہی
ایضًا فیہ فی ۶۰ روایۃ ابن عباس رای محمد ربہ ص۴۶۵ -
دیکھو اس روایت سے رویت خداوند تعالی کی ثابت ہی **خلافہ**
۶۰ فی روایۃ عائشۃ رض من اخبرک ان محمدا رای
ربہ (تا) فقد اعظم الفریۃ ولکنہ رای جبرائیل الخ
ص۴۶۶ - پھر دیکھو اس رویت کو بہتان عظیم لکھا - علی ہذا القیاس اسطرح
کی روایتین بہت ہین کہان تک لکھون - اور کتاب کو طول کرتا جاؤن -
بس ھذہ کفایۃ لمن لہ الدرایۃ -

الیقاظ ہماری اس ۸۹ روایتون کی نظر سے اہل علم کو بصارت ہوگی
اور اہل فضل کی فضیلت بڑھیگی - اور مومنین کی عبرت وخبرت کی ترقی ہوگی
کئی وجہون سے - **وجہ اول** ہمنے فقط بنظر سرسری بخاری کا چند تناقض
بخاری سے اور مسلم کا چند تناقض مسلم سے اور ابن ماجہ کا چند تناقض
ابن ماجہ سے - وغیر ذلک ثابت کیا - اگر اچھی طرح سے کل کو جمع کرتا تو کتنا بڑا دفتر
ہوتا - **وجہ دوم** اگر بخاری کا تناقض مسلم وغیرہ سے علی ہذا القیاس

مسلم کا تناقص ابن ماجہ و بخاری وغیرہما سے ثابت کرتا دفتر اور بڑا ہو جاتا۔
وجہ سوم۔ اگر کل مکررات روایات کو ہر ہر کتاب سے جمع کرتا اور بھی بلبشی دفتر ہو جاتی۔
وجہ چہارم۔ ہمنے بخاری کی جن جن روایتوں مین تناقص ثابت کیا پھر اُنکو مسلم کے تناقضات مین نہین لیا مگر روایت سترہ کی کہ اسمین کسقدر خوبی ہے علی ہذا القیاس مسلم کی جن جن روایتون مین تناقص ثابت کیا پھر اُنکو ابن ماجہ کے تناقضات مین گرفت نہین کیا۔ حالانکہ یہ کل تناقضات اسمین بھی تھین الغرض ایسی رعایت پر لکھا گیا جسمین کتاب دراز نہوا اور ہر ہر کے تناقضات مختصر طور پر معلوم ہون۔ حتی کہ غیر مقلدین کی احادیث کے مقابلہ کی احادیث کو بھی جنکو اس کتاب مین اور تذکرہ مین مندرج کیا نہین لایا۔ مگر دو ایک بروایت مختلف۔ اب آپ غور اور فکر کر سکتے ہین کہ حدیث کی کتابون مین کتنے اختلافات واقع ہین۔ ای سائل اب اپنے سوال سے شرمانا چاہیے ندامت اُٹھایے پھر ایسے سوال نہ کیجیے۔
وجہ پنجم۔ مقلدین کی بڑی بشارت کی جگہ ہی کہ ان روایات متخالفہ کی ایک طرف کی روایات مسائل فقہیہ حنفیہ کے ساتھ مطابقت کرتے ہین۔ باوجود اسکے جہال غیر مقلدین ایک طرف کی حدیثین دیکھ کر شور و شغب مچاتے ہین۔ اور انا لاغیری کا دعوی بھر کر اشتہار دیکر جہالت اپنی ثابت کرتے ہین۔ اور عوام کالبہائم کو راہ راست ہدایت سے راہ کج ضلالت کی طرف لیجاتے ہین۔ اس غرض سے کہ اُنپر تسلط حاصل کرکے وجہ معاش کی صورت نکالین۔

جیسا انڈیون اکثر بستیون مین جا جا کر مدرسہ محمدیہ کے نام سے یہ دام پھیلایا۔
کہ اس مدرسہ کے انجام والضرام کے لیے ہر مومنون کو چاہیے ہر روز ایک ایک
مٹھی چاول اور قربانی کے چمڑے اور زکوٰۃ و صدقہ وفطرے کا روپیہ جمع کرکے
مدرسہ کے خرچ کے لیے دیا کرے تاکہ ثواب پاوے اور لوگ بھی اس ٹیکس کو
ثواب جانکر دیا کرتے ہین۔ اسی صورت سے یہ اپنے پیٹ بھرتے ہین۔
اور اگر کہین مالدار عورت ملگئی تب تو انواع واقسام حیلے سے اسکو اپنے
قبضے مین لاکر نکاح کر لیتے ہین۔ اسی طرح سے دوسرے کی کمائی کھاتے ہین۔
پھر انکا دنیاوی عروج۔ بذریعہ اس فروج کے ہوتا ہے۔

بہ جنگ آرو باد یگران نوش کن | نہ بر فضلہ دیگران گوش کن
بخور تا توانی زباز وے خویش | کہ سعیت بود در ترازوے خویش
چو مردان بہ بر رنج و راحت رسان | مخنث خورد دست رنج کسان

وجہ ششم۔ طرفہ تر معاملہ تو یہ ہے کہ یہ صحاح ستہ وغیرہا کل غیر حنفی کی کتابین
ہین۔ جب ان کتابون مین بھی حنفی کے مطابق روایتین ملتی ہین تو خیال کیجیے
کہ یہ حنفیت کی حقیت مین کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور حنفی لوگ کیسی کمالیت کے
ساتھ عمل بالحدیث کرتے ہین۔ کہ مخالفین کی کتابون سے بھی انکا عمل بالحدیث
کرنا ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ مٹھو اپنی جہالت کے پنجرے مین بیٹھ کر کیون ٹین ٹین
کرتے ہین کہ ہم عمل بالحدیث کرتے ہین حنفی لوگ نہین کرتے ہین۔

دفع دخل اگر کہو کہ ان حدیثون مین تاویلات ہین اور ناسخ ومنسوخ
ومورد ومنزل واسناد کا لحاظ ہے۔ **کہو نگا**۔ حضرت متاخرین کی اسناد بیتی

کو تو بالائے طاق رکھ چھوڑیے۔ نہین تو صحاح کی صحت کو مٹا دیجیے۔ جسمین تناقض لازم نہ آوے۔ ہان جہان جہان تاویلات وغیرہا ہو سکتی ہین وہان وہان تاویلات وغیرہا کا لحاظ البتہ ہی۔ سو آئمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ امام ابو حنیفہ رح نے قبل ہندوستانی صحاح کے خوب ہی کر رکھا ہی۔ دوسرے کی تاویلات و روایات کی طرف ہم محتاج نہین۔ فلا درہم من قال سہ کفے النعمان فخرا ماروا کا۔ من الاخبار من غرر الصحابۃ۔ سوائے کے ہم متاخرین کے ناسخ و منسوخ کہنے کو کیونکر اعتبار کرین۔ جب اِس بلوے مین بخاری اور مسلم کے درمیان اختلافات واقع ہین۔ کیونکہ بخاری مین فقط باب القیام للجنازۃ لکھا۔ اور مسلم مین باب القیام للجنازۃ لکھا۔ پھر باب نسخ القیام للجنازۃ بھی لکھا۔ اب کسکا اعتبار کیجیے اور کسکا نہ کیجیے کما مرّ ذکرہ ایضاً۔ علیٰ ہذالقیاس بخاری رح نے اپنی بخاری مین لکھا کہ ابن عباس رض نے جنازہ کی نماز مین سورہ فاتحہ پڑھا۔ پھر امام مالک رح نے (جو بخاری کے استاذ کے استاذ ہین) اپنے موطا مین لکھا کہ ابن عمر رض نے جنازہ کی نماز مین قرآن نہین پڑھا۔ علیٰ ہذالقیاس بخاری مین عیدین کی تکبیر پہلی رکعت مین قبل قرات کے سات اور دوسری رکعت مین قبل قرات کے پانچ لکھا۔ پھر ابوداؤد مین چار تکبیر لکھا۔ علیٰ ہذالقیاس صحیحین مین ہی کہ حضرت نے بلال رض کی اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہنے کو حکم فرمایا۔ پھر بیہقی وغیرہ مین ہی کہ اذان و اقامت دونون دو دو بار ہی۔ علیٰ ہذالقیاس بیہقی کی ایک روایت مین ہی کہ نابالغ لڑکا امامت نہین کریگا۔ پھر دوسری

روایت مین ہی کہ ابن سلمہ نے سات یا چھ برس کی عمر مین اپنی قوم کی امامت کی۔
علی ہذا القیاس امام مالک اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ مفقود کی بی بی بعد
چار برس کے بعد گذرنے چار مہینے دس دن عدت کے نکاح کر لیگی۔ پھر بیہقی کی دوسری
روایت مین ہی کہ مفقود کی بی بی نکاح نہین کریگی اگر نکاح کرے تب بھی وہ
مفقود ہی کی بی بی رہیگی۔ اور دارقطنی مین روایت ہی کہ مفقود کی بی بی
مفقود کی بی بی رہیگی جب تک اسکی خبر معلوم ہووے۔ اور عبد الرزاق کی روایت
مین ہی کہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ مفقود کی بی بی ہمیشہ
منتظر رہیگی۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہی کہ جب تک خبر مفقود کی معلوم
نہووے تب تک وہ اُسکی بی بی ہی اب کسکو ناسخ اور کسکو منسوخ جانئے
ذرا بتلا تو دیجیے۔ بعد اسکے مسائل فقہ کے اختلافات پر اعتراض کیجیے۔ خذ ہذا۔

سوال پنجم۔ تمہارے مقلدین کی فقہ کی کتابون مین چار سے زیادہ نکاح
کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و
ثلث و رباع سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہی کہ معنی لفظ ما کا اِس مین
تعمیم کے لیے۔ اور مثنیٰ و ثلث و رباع قید اتفاقیہ حالت عرفیہ کا بیان ہی۔ قید
احترازیہ عن ما فوق الاربعۃ نہین۔ جیسا قاضی شوکانی نے اپنی وبل الغمام مین
اِس بات کو اچھی شرح و بسط کے ساتھ لکھا۔ پھر برخلاف حکم قرآن کے عمل بالفقہ کرنا
باطل ہی کہ اسمین حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہی وہ کفر ہی۔

جواب ہان قاضی شوکانی نے بتقلید روافض اِسطرح کی فصلون کو اپنی کتابون
مین وصل کر کے بہتسے شوکہ (یعنی کانٹے) شریعت کی راہ مین بو دیے۔ آمین

اُنمین سے یہ ایک ہی۔ اور آپکی طرح اکثر شہوت پرستون نے اِن خارستان کو گلستان سمجھ لیا۔ کہ خواہش نفسانی سے چار سے زیادہ نکاح کرنے کی لذت کو غنیمت جانا۔ اسلیے شوکانی کو امام و مقتدا بنالیا۔ اور شوکانی نے بھی اس مقتدا ہونے کی خواہش سے ایسے ایسے مسائل خبیثہ استنباط و استخراج کر رکھے تھے۔ جسمین لوگ اُنکی طرف جھکین اور اُنکو امام و پیشوا بناوین۔ سو اُنکا مطلب اب نکلا۔ وہ بخوبی اُن شہوت پرستون کا امام بنا۔ کیونکہ جب ایک متعہ کی لذت سے سیکڑون سُنّی شیعہ بنسکے۔ تو شوکانی کے ذریعہ سے اگر سیکڑون کثرت النکاح کی لذت پاوین کیون اُنکو امام نہ بناوین۔ فنعم ماقال اللہ تعالیٰ۔ مَن کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًّا۔ ومَن یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔ واضلہ اللہ علیٰ علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علیٰ بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ۔ وزیّن لھم الشیطان اعمالھم وغیر ذلک خیر جو ہو سو ہو اب مین اسکا جواب کئی طرح پر دیتا ہون اور دوستون کے پیش نظر کرتا ہون۔

اوّل

تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی۔ کیونجی تمہارے محدثین کی حدیث کی کتابون مین بھی تو چار سے زیادہ نکاح کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ بقول تمہارے قاضی شوکانی آیت فانکحوا الخ سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہی کہ معنی لفظ ما کا اسمین تعمیم کے لیے ہی پھر برخلاف حکم قرآن اسطرح کی ہر ہر بات مین عمل بالحدیث کرنا بھی تو باطل ہی کہ اسمین بھی حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہی وہ کفر ہی۔ ۵ دعویٰ جو آپکا تھا وہ برعکس ہو گیا۔ حضرت اس سے فقہ پر

عیب لگانا تو نہین بلکہ حدیث پر بھی عیب لگانا ہی - کیونکہ اسمین فقہ اور حدیث متفق ہی سبحان اللہ مسائل فقہیہ کیسا منطبق ہی - احادیث نبویہ کے ساتھ ذرا خیال تو کیجیے اور آنکھ پھاڑ کر تو دیکھیے - معہذا اسپر عیب لگانا زندیقون کا ہی کام - بظاہر شریعت کا نام - بہت ہی بد ہی اس عمل کا انجام - لکلٍ من الخواص والعوام ۵

صلّی وصام لامر کان یطلبہ - لما قضی الامر لا صلّی و صاما - اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ ان لوگون کو عمل بالحدیث کرنا مطلب نہین بلکہ اسلام مین خلل ڈالنا مطلب ہی - نہین تو احادیث مفصل الذیل پر عمل کرتے - اور انکے انطباق سے فقہ پر عیب نہ لگاتے **ف** یہان پر چند حدیث بطور نمونہ ذکر کرتا ہون - اور ناظرین سے داد انصاف کی چاہتا ہون -

ایک انمین سے یہ ہی عن ابن عباس انہ کان الرجل من قریش یتزوج العشر من النساء والاکثر فاذا صار معدمًا من مؤن نساءہ مال الی مال یتیم فی حجرہ فانفقہ فقیل لھم لا تزیدوا علی اربع الخ کذا فی المظہری ص۱۶ - دوسری یہ ہی - قال البغوی روی ان قیس ابن الحارث کانت تحتہ ثمان نسوۃٍ فلمّا نزلت ہذہ الآیۃ قال لہ رسول اللہ صلعم طلّق اربعًا وامسک اربعًا کذا فی المظہری ص۱۸ - تیسری یہ ہی - عن ابن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر نسوۃٍ فی الجاھلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلعم امسِک اربعًا وفارق سائرھنّ رواہ الشافعی واحمد والترمذی وابن ماجہ کذا فی المظہری ص۱۹ - چوتھی یہ ہی - عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت

وتحتی خمس نسوۃ فسالت النبی صلعم فقال فارق واحدۃ
وامسک اربعًا کذا فی المظہری ص۱۹ - پانچویں یہ ہے - عن قیس ابن الحارث
قال اسلمت وعندی ثمان نسوۃ فاتیت النبی صلے اللہ علیہ
وسلم فقلت لہ ذلک فقال اختر منہن اربعًا - اخرجہ ابن ماجہ ص۱۴۱
چھٹویں - عن ابن عمر قال اسلم غیلان بن سلمۃ وتحتہ عشر
نسوۃ فقال لہ النبی صلعم خذ منہن اربعًا اخرجہ ابن ماجہ ص۱۴۱ -
ساتویں یہ ہے - عن عائشہ (تا) یقول اترکوھن ان خفتم فقد
احللت لکم اربعًا - کذا فی التیسیر ص۴۹ - آٹھویں یہ ہے - اخبرنا مالک
اخبرنا ابن شہاب قال بلغنا ان رسول صلعم قال لرجل
من ثقیف وکان عندہ عشر نسوۃ حین اسلم الثقفی
فقال لہ امسک منہن اربعا وفارق سائرھن کذا فی الموطا
محمد رح ص۲۴۰ - نویں یہ ہے - عن عکرمہ قال ان الرجل یتزوج الاربع و
الخمس والست والعشر فیقول الرجل ما یمنعنی ان اتزوج
کما تزوج فلان فیاخذ مال یتیمہ فیتزوج بہ فنھوا ان
یتزوجوا فوق الاربع اخرجہ ابن جریر - دسویں یہ ہے - عن ابن جبیر -
قال بعث اللہ محمدًا صلعم والناس علی جاھلیتھم الا
ان یومروا الشیئ ونھوا عن شیئ فکانوا لیسألون عن الیتامے
ولم یکن للنساء عدد ولا ذکر فانزل اللہ ھذہ فقصرھم
علی الاربع اخرجہ سعید بن منصور - عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر و

ابن ابی حاتم - گیارھوین یہ ہی - عن مجاہد فی تفسیر قولہ تعالیٰ - قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم قال لا یجاوز الرجل اربع نسوۃ اخرجہ عبد بن حمید وغیرہم المذکورین - بارھوین یہ ہی - امر النبی صلعم لغیلان لما اسلم وتحتہ عشر نسوۃ بان یختار منھن اربعًا ویفارق سائرھن - اخرجہ الترمذی - اور مثل اسکے امام شافعی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ماجہ اور دار قطنی اور بیہقی وغیرہم نے باختلاف الفاظ اور طریق ابن عمر وغیرہ سے اخراج کیا - طوالت کی وجہ سے ہر ایک کی روایت کو ترک کیا - اگرچہ ابن عبد البر نے بعض کو معلول کہا - اور شوکانی نے اِس قول ابن عبد البر کو کالوحی من السماء سمجھ کر بہت کچھ لکھا - لیکن انصاف کی رو سے حق کس جانب کو ہی بصارت پیدا کر کے تمیز کر لیجیے - بے تمیزون کی طرح متاخرین شر القرونی کے اقوال پر عمل نہ فرمائیے - بلکہ قولہ تعالیٰ - حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب کو تلاوت کیجیے ؎ بے بصیرت را نہ باشد در حق و باطل تمیز - کور یکسان دانذ عصائے سحر و اعجاز کلیم - کیا جی اُس شوکانی کا قول جسنے ۱۲۵۵ھ یا ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا - یا ابن عبد البر من المتاخرین کا قول اُن بزرگان دین مذکورین متقدمین کی روایت کے مقابلے و معارضے مین معتبر ہو سکتا ہی - تم ہی بمضمون استفت عن نفسک اپنے دل سے دریافت کر لو ؎ تمھین کہو تو کہ ہی اِسمین کسکی رائے صواب - ؎ معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرأت ہماری ہی - اگر ہو سکتا ہی کہو تو یہی میرا مدعا ثابت ہی - اگر نہین ہو سکتا ہی

کہو تو بھی میرا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ صورت ثانیہ مین تو ثابت ہی ثابت ہے۔
عیان را چہ حاجت بیان۔ اور صورت اول یعنی اگر کہو کہ ہو سکتا ہے تو کل
صحاح کو متاخرین کے جرح و قدح سے خاک مین ملا دیجیے۔ بلکہ ابن عبدالبر و
شوکانی کو نبی فرض کر لیجے۔ العیاذ باللہ۔ جب یہ حالت آپکی تقریر کی ٹھہری۔
اور یہ گت آپکی تحریر کی نکلی۔ تو ہدایت گئی گذری۔ ضلالت آ نکلی۔ کیونکہ صحاح
وغیرہ کی حقیت جب ان متاخرین کی تصحیح پر موقوف رہی۔ پھر صحاح صحاح
کیونکر باقی رہی۔ جب صحاح کی یہ حالت ہوئی۔ پھر کبھی صحاح وغیرہ کی حدیث پر
تکیہ نہ کرنا۔ اور عمل بالحدیث کا دعوی نہ بھرنا۔ ع در عمل ہم کامل نہ عمال
را رسوا مکن۔ دوم۔ جب انھی حدیثون سے حرمت نکاح ما فوق الاربعۃ
کی ثابت ہوئی۔ پھر اسکی حلت اس مہمل استدلال شوکانی وغیرہ سے کیونکر
ثابت ہو سکتی ہے۔ کیا آپ لوگون نے یہان پر عمل بالحدیث کو بالاے طاق رکھ
چھوڑا۔ یا شوکانی کو حقیقی شارع ناسخ جانکر احادیث نبویہ مذکورہ کو منسوخ
کر دیا۔ سوم۔ اجی صاحب تم لوگ تو حدیث السنۃ قاضیۃ پر بڑے نازان
رہا کرتے ہو۔ حتی کہ قرآن کی آیت پر ترجیح دیا کرتے ہو۔ پھر یہان اُسپر کیون
عمل نہین کرتے ہو۔ شاید قاضی شوکانی نے بسبب قاضی القضات ہونے کے
(کہ حقیقت مین یہ صفت حقیقی خداوند تعالی کی ہے) حدیث السنۃ قاضیۃ
کے قضاے کو منسوخ کر دیا۔ چہارم۔ جو شخص لفظ ما کی عمومیت سے ما فوق الاربعہ
کا نکاح درست جانتا ہے۔ تو اُسی عمومیت سے محرمات سے بھی بخوبی نکاح کر کے
صحبت کی لذت اُٹھا سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اگر کہو کہ محرمات دوسری آیت سے

مخصوص ہوگئے ہین۔ کہونگا کہ ما فوق الاربعہ بھی احادیث مذکورین اور مثنیٰ و ثلث و ربع سے مخصوص ہوگئے ہین۔ **اور نیز** کہونگا کہ جب عمومیت مَا کا عموم علی وجہ الکمال باقی نہ رہا بلکہ من وجہٍ بآیت محرمات اسمین خصوصیت آگئی تب اسی طرح سے مثنیٰ و ثلٰث و رباع سے رباع تلک کی حلت کی خصوصیت اسمین آگئی خذ ہذا۔ **اور سنئے** جب مَا کی عمومیت سے ما فوق الاربعہ حلال ہوجاے۔ اور مثنیٰ و ثلث و رباع کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہے۔ تو بطریق اوّل اُسی ما کے معنی کی عمومیت سے جو حقیقت مین غیر ذوی العقول کے لیے موضوع ہے۔ گاے بکری کا نکاح بھی حلال ہوجاویگا۔ اور من النساء کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہیگا۔ العیاذ باللہ۔ اجی صاحب جسطرح سے من النساء کی قید سے غیر ذوِ العقولیت کو ذوی العقولیت لازم آئی۔ اُسی طرح سے مثنیٰ و ثلث و رباع کی قید سے ما فوق الاربعہ کو حرمت لازم آئی خذ ہذا۔

پنجم۔ کیون حضرت آپ لوگ تو ہمیشہ ظاہر پر عمل کرتے ہین۔ اور اپنے کو ظاہریہ کہلاتے ہین۔ پھر یہان پر معنی عمومیت کو کیون مُراد لیتے ہین۔ ظاہر معنی معدو و مثنیٰ و ثلث و رباع پر کیون عمل نہین کرتے ہین۔ کیا شہوت پرستی کا نام شرع سمجھ لیا گیا ہے۔ **ششم**۔ کیون حضرت جب باوجود موجود ہونے مثنیٰ و ثلاث و رباع اور احادیث مذکورین کی اس آیت مین لفظ مَا کی عمومیت پر عمل ہوسکا۔ تب قرأت فاتحہ خلف الامام کے مادے مین فاقرؤ ما تیسر من القرآن کی مَا کی عمومیت پر کیون عمل نہین ہوسکا حالانکہ وہان قرأت فاتحہ کے مادے مین فقط ایک حدیث لاصلوٰۃ

الاّ بفاتحة الکتاب ہی اور اس حدیث کا معارض سیکڑون حدیثین موجود ہین (جنکو مین نے اس کتاب کی فصل دوم کے ۱۱ صفحہ مین ۔ اور تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ سوم کے ۵۳۶ صفحہ مین لکھا) اور یہان سیکڑون حدیث مافوق الاربعہ کی حرمت مین موجود ہین ۔ اور کوئی حدیث معارض انکا نہین معہذا یہان عمومیت کو دخل دینا اور وہان نہ دینا کسقدر عناد و جہالت و نفسانیت وضلالت ہی ذرا خیال کو کیجیے ۔ بہبین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔ لاحول ولا قوۃ ایسی شہوت پرستی سے خدا بچاوے ہفتم ۔ اجی صاحب یہ مثنٰی وثلاث ورباع کی قید اتفاقیہ نہین احترازیہ ہی کیونکہ یہ الفاظ ترکیب مین حال واقع ہین لفظ لنساء یا ماطاب لکم سے اور حال قید عامل کی ہوتا ہی ۔ اور کیفیت ذوالحال کو بیان کرتا ہی ۔ اور ذوالحال یہان پر لنساء ہی تب ان الفاظ مثنٰے وثلاث ورباع لنساء کی اس کیفیت کو جو متکیف بعدد معدود و معدو دہی بیان کیا جب ہی لنساء کی حلت کی کیفیت معدودین کے ساتھ مقید و مختص ہو گئی تو بلاشبہ مافوق المعدودات مین حرمت آگئی کہ یہ قید مخصوص مافوق الاربعہ مین نہین پائی گئی ۔ اور جیسا فاقتلہ سارقًا مین قتل حالت سرقہ کے ساتھ مختص ہی ویسا فانکحو مین بھی حلت نکاح حالت مثنٰی وثلاث ورباع کے ساتھ مختص ہی ۔ خذہذا ۔ اسلیے تفسیر احمدی ۱۶۷ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہی ۔ لکن لا یخفٰی علیک علٰی حسب ما ذکروا ان قولہ مثنٰے وثلث ورباع حال من النساء او من ماطاب والتقریر فانکحوا ماطاب لکم

معدودات ھٰذہ العدد والحال یکون قیدًا للعامل فیکون
الاٰیۃ نصًّا فی بیان العدد علی کل حال۔ (تا) فکان غیر
ھٰذہ المعدودات حرامًا تامل۔ وعلی ہذا القیاس تفسیر مظہری ص۱۹۵
میں یہ عبارت مندرج ہے۔ ان الاٰیۃ ما سبقت الا لبیان العدد
المحلل لا لبیان نفس الحل لانہ عرف من غیرھا قبل نزولھا
کتابًا وسنۃً فکان ذکرہ ھنا مقید بالعدد لیس الا لبیان
قصر الحل علیہ او ھی الحل المقید بالعدد لا مطلقا کیف
وھو حال مما طاب فیکون قیدا فی العامل وھو الاحلال
المفھوم من فانکحوا۔ وایضًا۔ عدم جواز ما فوق الاربع من
النساء ثبت بحدیث ابن عمر ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم
ولہ عشر نسوۃ فی الجاھلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی
صلعم امسک اربعًا وفارق سائرھن رواہ الشافعی واحمد وابن
ماجہ (تا) وعلی حصر الحل فی اربع العقد الاجماع وقول
بعض الناس فی مقابلۃ الاجماع باطل ولم یذھب
الی التعمیم احد من اھل البدع ایضًا فانہ حصر الخوارج
فی ثمان عشرۃ والروافض فی تسع۔ ہشتم۔ اگر یہ آیت واسطے
بیان عدد کے منصوص نہووے۔ تو قولہ تعالیٰ۔ لا تقربوا الصلوٰۃ و
انتم سکاریٰ سے قربت صلوٰۃ منہی عنہ ہووے۔ کیونکہ جیسا وانتم
سکاریٰ حال لا تقربوا کا واقع ہے ویسا مثنیٰ وثلاث وربٰع بھی

ماطاب لکم من النساء کے حال واقع ہوا ہی - اگر یہ حال قید عامل کا نہو گا -
تو وہ حال بھی قید لاتقربوا کا نہو گا - تب تو عدم قربت صلوٰۃ کی عمومیت سے
نماز کا منہی عنہ ٹھہرنا لازم آویگا - العیاذ باللہ - یعنی جیسی عدم قربت صلوٰۃ
کی ثابت ہی اُس حالت مین جس حالت مین شراب کی نشاء مین مصلی مست ہو ے
ویسی اباحت نکاح ماطاب لکم من النساء کی ثابت ہی اُس حالت مین جس حالت
مین ناکح کو دُو دُو تین تین چار چار بی بی سے زیادہ نہوے - اور جس طرح سے
مطلق حرمت شراب کا ثبوت اِس آیت لاتقربوا الخ سے ثابت نہوکر دوسری آیت
سے ثابت ہوا - اِسی طرح سے حرمت نکاح محرمات کا ثبوت بھی اِس آیت سے
ثابت نہوکر دوسری آیت سے ثابت ہوا خذ ہذا - نہم - اجی صاحب اِس
آیت کی شان نزول مافوق الاربعہ کے نکاح کی حرمت کے واسطے بہت ہی کافی - اور
لفظ ما کی عمومیت مطلقہ کے دفعیہ کے لیے نہایت ہی شافی - کیونکہ شان
نزول اِسکا یہ ہی کہ ایام جاہلیت مین لوگ نو دس عورت اپنے نکاح مین رکھتے تھے
چنانچہ حضرت قیس بن الحارث رض کے تحت مین آٹھ عورتین تھین اِسلئے خداوند
تعالیٰ نے لوگون کو اُس سے بچانے کے واسطے اور چار پر اختتام کرنے کے
لیے فانکحوا ماطاب الخ فرمایا - جیسا تفسیر عباسی مین ہی وکانوا
یتزوجون من النساء ما شاؤا التسعا او عشرا وکان تحت
قیس بن الحارث ثمان نسوۃ فنہاہم اللہ عن ذلک - وحرم
علیہم مافوق الاربعۃ فقال فانکحوا ماطاب لکم فتزوجوا
ما احل لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع - اور جیسا تفسیر مظہری مین ہی

ولنا ان الآیۃ نزلت فے قیس (تا) فلما نزلت ھذہ الآیۃ قال
لہ رسول صلعم طلق اربعًا وامسک اربعًا (تا) فکان من النبی
صلعم بیانا للآئۃ وھواعلم بمراد اللہ تعالیٰ۔ وثانیہم۔ اگر اس
آیت سے مافوق الاربعۃ یعنی سیکڑون نکاح ہر امت کے واسطے حلال ہوتے۔
توخداوند تعالیٰ جناب رسالت مآب صلعم کی شان مین لایحل لک النساء
من بعد ہرگزنہ فرماتا۔ کہ امت کو نکاح کے مادے مین نبی پر فضیلت دینا
لازم آتا۔ کیونکہ اس سے جناب آنحضرت صلعم کو نو بی بی سے زیادہ نکاح کرنا
حرام ہونا ثابت ہے۔ اسلیے تفسیر جلالین مین یون لکھا ہے لایحل بالتاء
والیاء لک النساء من بعد بعد التسع اللاتی اخترنک۔ اور
علیٰ ہذالقیاس تفسیر عباسی مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ لایحل لک النساء
تزویج النساء من بعد ھذہ الصفۃ ویقال من بعد نسائک
التسع وکانت عندہ لتسع لنسوۃ الخ۔ اور علیٰ ہذالقیاس تفسیر بیضاوی
مین یون لکھا ہے۔ لایحل لک النساء بالیاء لان تانیث الجمع غیر
حقیقی وقرأ البصریون بالتاء من بعد بعد التسع وھو فے حقہ
کالاربعہ فے حقنا الخ۔ بالفرض اگر نو سے زیادہ حلال ہونا بھی ثابت
ہوے۔ تو بھی امت کے نکاح کو انکے نکاح پر قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ وہ
مخصوصات النبی مین سے ہے کما سیجیے ذکرہ۔ یا زدہم اجی صاحب فقط سیاق
وسباق عبارت سے بھی مافوق الاربعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوند
تعالیٰ کا کثرت نکاح کی رد مین مثنیٰ وثلاث ورباع پر ختم کرنا۔ اور بعد

اِسکے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ کو ذکر کرنا۔ صاف اِسپر دال ہی
کہ مافوق الاربعہ حرام ہی۔ **دفع دخل** اور اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلاث
ورباع کو اسپر قیاس کرنا۔ قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہی۔ کیونکہ آیت
اولی اجنحۃ کے بعد مثل فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کوئی جملہ مذکور
نہین۔ اور کوئی حدیث اِس اجنحہ کی زیادتی پر معارض ومزاحم بھی نہین بلکہ
قرآن وحدیث موافق ہین۔ اور آیت فانکحوا الخ مین زیادتی نکاح کی مزاحمت
ومعارضت پر حدیثین مذکورین مذکور ہین۔ یعنی مافوق الاربعہ کی حرمت
پر حدیثین وارد ہین۔ فکیف یقاس ھذہ الآیۃ علی تلک
الآیۃ۔ سوا اِسکے جملہ شرطیہ فان خفتم الخ بزور اس بات
پر شہادت دیتا ہی کہ لوگ اگر چار سے بیشی نکاح کرین۔ تو عدالت شرعیہ پر
قادر نہین ہونگے اِسلیے خداوند تعالیٰ نے رباع تلک کہ کے اِسکے بعد یہ
جملہ شرطیہ کو بیان کیا جس سے لوگ اِس حدیث کے وعید سے بچے۔
قال رسول اللہ صلعم من کانت لہ امرأتان یمیل مع احدٰیھما
علی الاخری جاء یوم القیمۃ واحد شقیہ ساقط اخرجہ ابن ماجہ ص ۱۴۳
سوا اِسکے یون بھی یہ بات عقل سے بعید اور انصاف سے دور
ہی کہ ایک مرد سیکڑون عورتون کو نکاح کرکے لذت اٹھاوین اور عورتین
بیچاریان سیکڑون دنون کے بعد بھی اپنے شوہر کے وصل سے فیضیاب نہین
کیا یہ انصاف ہی۔ بلکہ مقتضی الی الفساد والزنا ہی ہرگز یہ امر شرعی نہین ہوسکتا
ہی۔ الا ما قد سلف اور چار تک کی تخمین جو اللہ اور رسول صلعم نے کیا البتہ

وہ حسن ہی اس جہت سے کہ عورتین بسبب حیض و نفاس و ولادت و حمل و استحاضہ وغیر ذلک ہر وقت قابل صحبت مرد باقی نہین رہتی ہین - اسیلیے چار تک جائز رکھا - اور اس سے کثرت مین عدم عدالت کی خرابی اور عورتون کے حق مین بسبب عدم وصل مرادی ظلم و تعدی متصور ہی - اسیلیے شرائع مین قبلنا اس سے کہ اس شریعت بیضا مین منسوخ ہو گئے -

دوازدہم[۱۲] - اجی صاحب اگر غور کر کے دیکھو یہ مثنیٰ و ثلاث و رباع چندان مانع عمومیت لفظ ما کا بھی نہین - کیونکہ اس ما کی عمومیت اس آیت مین حسب محاورہ من وجہ ثابت ہی کہ ایک سے لے کے چار تک نکاح کی عمومیت ثابت ہی جیسا لوگ اپنے دشمنون کو مارنے مین بولتے ہین جسکو پاؤ اسکو مارو - مثلاً اس سے یہ لازم نہین آتا ہی - کہ سارے جہان کے لوگون مین سے جسکو وہ پاوے مارنا لازم آوے - بلکہ جسقدر کو مارنا متکلم کا مافی الضمیر حسب مقتضاے حال ہی اُسی قدر کی عمومیت مخاطب کے لیے ثابت ہی - اور نا ظاہر نہین - کہ ہر ہر جگہ مخاطب حسب فہم مخاطب کے خطاب کرتا ہی - اور یہان مخاطب بالوحی رسول کریم صلعم ہین اُنھون نے منشاے خطاب کو خوب سمجھ کر ما فوق الاربعہ کو حرام کر دیا - پھر دیگران را کہ میرسد -

سیزدہم[۱۳] - اگر اس آیت سے ما فوق الاربعہ حلال ہوئے - تو رسول خدا صلعم کو ظالم و بے انصاف ہونا لازم آوے - کیونکہ اُنھون نے جب کسی کو کثیر الازواج پایا - تب اُسکو چار چار بی بی رکھ کر باقیون کو چھوڑنے کا حکم فرمایا - (کما عرفتم) کیا رسول صلعم نے اس جواز شو کا نیہ کو نہین سمجھا تھا -

العیاذ باللہ - چہاردہم - اجی صاحب تم اگر میری بات کا قاضی شوکانی کے
مقابلہ مین اعتبار نہین کرسکتے ہو نہ کرو - لیکن مفسرین کی تفسیرون پر تو اعتبار
کروگے اُنھون نے ما فوق الاربع کو حرام لکھا - کما مرّ ذکرہ - اگر انکا بھی
اعتبار نہ کرو تو ابن ماجہ کی حدیث کا تو اعتبار کروگے - اُنھون نے حدیث مذکور مین فقال
النبیؐ خذ منھم اربعًا لکھا - اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ضرور رئیس المحدثین امام بخاری
کا تو اعتبار کروگے اُنھون نے اپنی صحیح بخاری مین باب لا تزوج الا اکثر
من اربع لقولہ تعالی مثنی وثلاث ورباع لکھا - پھر دوسری جگہ مین
ابن عباس سے یہ روایت کیا - قال ابن عباس مازاد علی اربع فھو
حرام کامہ وابنتہ واختہ - الخ - اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے استاذ
امام احمد بن حنبل رح کا تو اعتبار کروگے - اُنھون نے اپنے مسند مین حدیث
فقال النبیؐ اختر منھن اربعًا کو لایا - اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ابن
ابی شیبہ کا (جو عمدہ ترین مشایخون سے صحاح کے ہین) اعتبار کروگے
اُنھون نے بھی حدیث اختر منھن اربعًا کو روایت کیا - اگر انکا بھی اعتبار
نہ کرو تو بخاری کے استاذ کے استاذ امام شافعی رح کا تو اعتبار کروگے
اُنھون نے بھی حدیث عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت وتحتی خمس
لنسوۃ فقال النبی صلعم امسک اربعًا وفارق الاخرے کو
روایت کیا - اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے استاذ امام محمد رح کا تو اعتبار
کروگے - اُنھون نے اپنے موطا مین اپنے استاذ امام مالک رح سے حدیث
امسک منھن اربعًا وفارق سائرھن کو لکھا - اگر انکا بھی اعتبار

نہ کرو تو اجماع کا تو اعتبار کروگے - اجماع تو حلت اربع کے حصر پر منعقد ہو چکا -
چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے - وعلی حصر الحل فی اربع العقد الاجماع وقول بعض الناس فی مقابلة الاجماع باطل ولم یذهب الی التعمیم احد من اهل البدع ایضا فانه حصر الخوارج فی ثمان عشر - والروافض فی تسع - اگر اجماع کا بھی اعتبار نہ کرو تو سنت کا تو اعتبار کروگے - سنت سے تو ما فوق الاربعہ حرام ہو چکا - باوجود ان باتوں کے ما فوق الاربع کو حلال جاننا - احادیث نبویہ مذکورہ کو تکذیب کرنا - اور انکی تکذیب کرنا یقینا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے - پھر ایسے لوگوں سے گفتگو کرنا کیسا ای حضرت اس منھ سے پھر عمل بالحدیث کا دعوی بھرنا کیسا -

پانزدہم - ای صاحب طرفہ معاملہ تو یہ ہے کہ تمہارے قاضی شوکانی بھی تو اپنی کتاب در بہیہ میں اس عبارت ویحرم علی الرجل (تا) ومازاد علی العدد المباح للحر والعبد ما فوق الاربع کو حرام لکھا - پھر بقول تمہارے وبل الغمام میں حلال لکھا - تو تناقض کلی ثابت ہو گئی - اسی طرح کے تناقضات پر نازان ہو کر عمل کرنا اور اسکی دلیل لانا شہوت پرستی نہیں تو کیا - **شانزدہم** - نا ظاہر نہیں ہے کہ جہان کہیں اختلاف وفتنہ واقع ہوئے - تو وہان دیکھنا چاہیے - کہ جمہور کس طرف ہے - جس طرف جمہور ہے اسی طرف کو اختیار کرنا چاہیے - لقول النبی صلعم عن انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان امتی لا یجتمع علی ضلالة فاذا رائیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم - اخرجه ابن ماجه - ولقول النبی صلعم عن انس ابن مالک

قال قال رسول اللہ صلعم ان بنی اسرائیل (تا) وان امتی ستفرق علی ثلثین وسبعین فرقہ کلھا فی النار الا واحدة وھی الجماعة اخرجہ ابن ماجہ۔ ولقول النبی صلعم الزموا الجماعة۔ وعلیکم بالجماعة اتبعوا السواد الاعظم۔ اور قول شاذہ کے اختیار کرنے سے جہنم میں جاوینگے لقول النبی صلعم من شذ شذ فی النار۔ بلکہ جو شخص جماعت کو توڑنا چاہے اسکو قتل کرین لقول النبی صلعم من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ اخرجہ مسلم۔ اجی صاحب اگر جمہور کی مخالفت پر باپ بھی حکم کرے تو بھی عمل نہ کرنا چاہیے۔ پھر قاضی شوکانی کو کون پوچھے۔ لقولہ تعالیٰ۔ وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما۔

ھفدہم۔ متفق علیہ بات ہی کہ مضمون اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام۔ جہان کہین حلت وحرمت مین معارضہ واقع ہوے تو حرمت کی ترجیح ہوے۔ اسلیے مسلم الثبوت مین مع شرح بحر العلوم یہ عبارت لکھی ہوئی ہی

اذا اشتبھت المنکوحة بالاجنبیة اذا دخل امرتان فی بیت وقد زوج احدیھما الوکیل ولا یعرف الزوج بعینھا وقد مات الوکیل حرمت المنکوحة لان الکف عن الحرام وھی وطی الاجنبیة واجب وھو بالکف عنھما جمیعًا للاشتباہ ومن ھھنا اشتھر ان الحلال والحرام لا یجتمعان الا وقد غلب الحرام۔

ہیجدہم۔ اگرچہ بعض روافض نے اس مثنی وثلاث ورباع سے باعتبار مجموع

کے یعنی ۲+۳+۴ = ۹ نو تک مراد لیا۔ اور اسپر رسول خدا صلعم کے
نو نکاح کو دلیل لایا۔ اور خوارج نے باعتبار مجموعہ تکرار یہ کے یعنی ۲+۲ = ۴
اور ۳+۳ = ۶ اور ۴+۴ = ۸ = ۱۸ اٹھارہ تلک مراد لیا۔ اور اکثر شہوت
پرستون نے بمضمون کُلّ شئ الیٰ اصلہ اسکی طرف مائل کیا۔ لیکن اس غیر مذہبی
باتون سے ہوتا گیا۔ اور بگڑتا گیا۔ سوائے اسکے باعتبار ضرب کے۔ اور ایک احتمال
۲۹ تک کا ہے کیونکہ ۲×۲ = ۴ اور ۳×۳ = ۹ اور ۴×۴ = ۱۶ = ۲۹
حاصل ہوتا ہے بہرکیف بطلان انکا کئی وجوہون سے ظاہر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ
جب بقول تمھارے لفظ ما عام ہے مافوق الاربعۃ کو شامل ہے تب مافوق التسع
اور مافوق ثمان عشرہ اور مافوق تسع عشرہ کو بھی شامل ہے پھر تمہارا نو یا اٹھارہ یا
انتیس مراد لینا کیونکر صحیح ہوا جب تمھارا مراد لینا صحیح ہو۔ تو میرا مراد لینا کیون صحیح نہو۔ دوسری یہ ہے کہ یہان بھی
جمعیت وغیرہ کا اعتبار کرنا۔ عدم محاورہ دانی پر اقرار کرنا ہے کہ یہ مقابلہ الجمع
بالجمع سے انقسام الاحاد علی الاحاد لازم آتا ہے۔ نہ جمعیت مراد ہوتا ہے کما فی تفسیر المظہری
فان مقابلۃ الجمع بالجمع یقتضی انقسام الاحاد علی الاحاد۔
تیسرے یہ ہے کہ نو نکاح رسول صلعم کا مخصوص بالرسول صلعم ہے اُسپر نکاح امّت کو
قیاس نہین کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر ہر بات مین فعل نبی پر قیاس کرنا درست ہوتا تو خداوند
تعالیٰ انکی شان مین مہر وہبہ وغیر ذلک کے مادے مین خالصۃ لک من دون
المؤمنین۔ ازواجہ امہات المؤمنین۔ ولا تنکحوا ازواجہ
من بعدہٖ ابدا۔ وغیر ذلک نفرماتا۔ نہ خود رسول خدا صلعم حدیث عمرو بن العاص
مین اجل ولکنی لست کاحد منکم فرماتا۔ پوری حدیث یہ ہے عن

عمرو بن العاص قال حدثت ان رسول صلعم قال ان صلوٰۃ الرجل قاعدا علی نصف الصلوٰۃ قال فاتیتہ فوجدتہ یصلی جالسا فوضعت یدی علیٰ راسہ فقال مالک یا عبد اللہ بن عمرو قلت حدثت یا رسول صلعم انک قلت صلوٰۃ الرجل قاعدا علیٰ نصف الصلوٰۃ وانت تصلی قاعدا قال اجل ولکنی لست کاحد منکم اخرجہ مسلم ومالک والترمذی والنسائی کذا فی التیسیر ص۲۱۶ ۔ چوتھی یہ ہی کہ بالفرض اگر یہ آیت کُل احتمالات مذکورہ کا شامل بھی ہو تو بھی مافوق الاربعہ حرام ہی اسلیے کہ قول النبی صلعم مثل حدیث غسیلہ کے اس آیت کا بیان ٹہرا۔ وھو اعلم بمراد اللہ تعالیٰ فکیف التخلف عنہ۔

تنبیہ ای مومنو۔ غیر مقلدین کی حرکت سے عبرت وخبرت پکڑو۔ ای مسلمانون الاہمدیون کی شرارت سے خبردار اور متنبہ ہو جاؤ۔ کہ بمضمون آیہ ویریدون ان تضلوا السبیل یہ لوگ فقط دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کی نیت سے عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین۔ اور بمضمون آیۃ یرضونکم بافواھھم وتابی قلوبھم الخ زبان سے خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کہتے ہین۔ حقیقت مین عمل بالحدیث والقرآن کا غرض نہین رکھتے ہین۔ کیونکہ قرآن بحدیث فعل کا بہ وقول صحابہ وقول آئمہ اربعہ مجتہدین وقول آئمہ محدثین وغیرہم کلھم اجمعین جو بالفقہ متعلق ہی ایک طرف۔ اور قول شوکانی ومثلہ کا ایکطرف باوجود اسکے ان لوگون نے قول شوکانی پر عمل کیا۔ اور قرآن وحدیث وغیرہا کا اتباع نہ کیا۔ پھر عمل بالحدیث والقرآن کا دعویٰ انکا کیونکر صحیح ہوا خذ ہذا۔ ای غیر مقلدو بڑی عبرت وخبرت کی جگہ ہی۔

اے لا مذہبو بہت ہی بصارت و ہدایت کا محل ہے دیکھو غور کرو کہ قرآن و حدیث و فعل صحابہ و قول صحابہ و قول آئمہ مجتہدین و آئمہ محدثین کلھم اجمعین کا ایک طرف۔ اور قاضی شوکانی کا قول ایک طرف۔ اجی تم اب کس طرف ہو جاؤ بچو اپنے نفس کو۔ پھر کبھی عمل بالحدیث کے دعویٰ سے دھوکا نہ دو غیر کو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حتی المقدور حق کو نہ چھپاؤ۔ لقولہ تعالیٰ۔ لا تلبسو الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون۔ اجی صاحب جب تم غیروں کو عمل بالحدیث کرنے کو نصیحت کرتے ہو۔ پھر اپنے کو اس سے محروم رکھکر کیوں فضیحت اٹھاتے ہو۔ اور اتأمرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کو کیوں تلاوت نہیں کرتے ہو۔

سوال ششم۔ ظہر و عصر کی نماز کے جمع کرنے میں اور مغرب و عشا کے جمع میں صحیح مسلم میں صریح یہ حدیث آئی ہے۔ عن ابن عباس رض قال رسول صلعم الظہر والعصر جمیعًا والمغرب والعشاء جمیعا فی غیر خوف ولا سفر اخرجہ مسلم ط۔ پھر حنفیوں کا منع کرنا جمع کرنے کو حدیث مذکورہ کی صریح مخالفت کرنا ہے۔

جواب مثلہ۔ بغیر عذر کے دو نماز کے جمع کرنے میں جو گناہ کبیرہ ہے وہی ابن عباس رض سے ترمذی میں صریح یہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس رض عن النبی صلعم قال من جمع الصلوٰتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر۔ **قال** ابو عیسی وحنش ہذا ہو ابو علی الرحبی وہو قیس وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعفہ احمد و غیرہ والعمل علی ہذا

عند اہل العلم ان لا یجمع بین الصلوتین الا فی السفر او بعرفۃ ورخص بعض اہل العلم من التابعین فی الجمع بین الصلوتین للمریض وبہ یقول احمد و اسحٰق و قال بعض اہل العلم یجمع بین الصلوتین فی المطر وبہ یقول الشافعی و احمد و اسحٰق و لم یر الشافعی للمریض ان یجمع بین الصلوتین اخرجہ الترمذی ص۲۷ - پھر تم لوگوں کا بلا عذر جمع کرنے کو درست کہنا اِس حدیث کی صریح مخالفت کرنا ہے - اور کسی میں کیا نفع وضرر ہے عوام کالبہائم کی طرح اصلا دریافت نہ کرنا - کیونکہ بر تقدیر جواز کے عمل بالمباح ہے اسمین نفع و ثواب منصور نہیں - و بر تقدیر عدم جواز کے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہوکر معذب ہونا ہے اسمیں ضرر متقین ہے - اور ترمذی کی روایت قول النبی صلعم ہے اور مسلم کی روایت قول ابن عباس رضہ ہے - اور تم لوگوں کے عقائد میں قول صحابہ رضہ حجت نہیں ہوتا ہے پھر قول نبی صلعم کے مقابلہ میں قول بعض صحابہ کا کیونکر حجت ہوئے

فافترق الفرق فرقا جلیا - **دفع دخل** اگرچہ - وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعفہ احمد وغیرہ - - بظاہر یہ حدیث ضعیف معلوم ہوتی ہے - اما فی الحقیقت اسکے نیچے کی عبارت سے اور اور مفصل الذیل کی روایتوں سے بہت ہی قوی ہونا اس حدیث کا متحقق ہے - کیونکہ کوئی اہل حدیث بلا عذر دو نماز کو جمع کرنے کی طرف نہیں گیا - حتی کہ وہی احمد رح نے جسنے اس روایت کو باعتبار اسناد کے ضعیف کہا - خود انھوں نے بیماری اور مطر اور سفر کو اسی روایت میں جمع کرنے کا سبب گردانا - پھر بلا عذر جمع کرنے کا حکم نیست و نابود ہوگیا باقی کہاں رہا - اور مسلم کی روایت سے بلا عذر جمع درست ہونا ثابت ہے

طرفہ تو یہ ہی کہ دونون روایت مسلم اور ترمذی جو باہم متضادہ ہین ابن عباس رض
ہی سے مروی ہین۔ اب کسکو صحیح کسکو غیر صحیح جانئے۔ ذرا بتلا تو دیجیے۔ یا
التعارض کے قاعدے سے دونون کو ساقط الاعتبار کہیے۔ یا از راہ انصاف
کے قول النبیؐ کو قول صحابہ پر ترجیح دیجیے۔ اور کبھی اسطرح کا سوال زبان پر نہ لایے
کیا حضرت یہ عقل تجویز کرتی ہی کہ حضرت ابن عباس رض نے ایسی دو روایت متضادہ
کو روایت کیا۔ ہرگز نہین۔ ہان یہ معاندین اسلام کی کارگذاریان ہین کہ یہ لوگ
کمین مین بیٹھے رہتے ہین۔ جب فرصت و قابو پاتے ہین۔ بمضمون۔
ولکین تخم در کف دشمن است۔ بہت کچھ رطب و یابس بزرگان دین کی طرف منسوب
کر رکھتے ہین۔ اور متعصبین متاخرین ان باتون پر بھر کتے ہین۔ اجی صاحب
مسلم کی روایت کے ضعف اور عدم اعتبار اور ترمذی کی روایت کی ترجیح و تقویت
سیکڑون طرح سے ثابت کرسکتا ہون۔ **ایک** انمین سے یہ ہی کہ ترمذی اپنی سنن
کے باب العلل مین لکھتے ہین کہ ہماری جتنی حدیثین اس کتاب مین ہین وے
سب معمول بہ ہین مگر دو حدیث ایک انکی یہ حدیث ابن عباس رض ان النبی صلعم
جمع بین الظہر و العصر بالمدینۃ والمغرب والعشاء من غیر خوف
ولا سفر ولا مطر الخ۔ جب ترمذی ایسے بزرگ نے اس روایت کو غیر معمول بہ
ٹھہرایا۔ پھر وہ معمول بہ کیونکر ہوگی۔ **دوسرا** یہ ہی کہ اس روایت کی عدم صحت
کی دلیل بخاری وغیرہ کا نہ لینا بس کرتا ہی۔ **تیسرا** یہ ہی کہ یہ روایت رافضیون کی
بنائی ہی۔ عجب نہین کہ مسلم رح نے حالت صغر سن مین کسی رافضی ثقہ کن سے اسکو سن لیا
یا انکے راوی نے سن لیا۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین اسطرح کی کیفیت بہت لکھی ہوئی ہی

دیکھو چوتھا ۔ یہ ہی کہ اس روایت کو نہ امام اعظم رح نے لیا نہ امام مالک رح نے لیا نہ امام شافعی رح نے لیا نہ امام احمد
نے لیا ۔ اہل سنن سے کسی ائمہ نے نہیں لیا پھر اسپر عمل کیونکر ہوسکتا ہی اور ان بزرگوں نے جس نے جمع کو درست رکھا
عذر کے ساتھ درست رکھا نہ بلا عذر کے ساتھ پانچواں یہ ہی کہ اس روایت کو اعتبار کرو ۔ تو
باب النہی عن تاخیر الصلوٰۃ عن وقتہا ۔ کو جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہی ۔ اور اسی باب کی کسی روایت میں
یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتہا اور کسی میں یمیتون الصلوٰۃ عن وقتہا ہی ۔ کیا کیجیگا جب
فقط تاخیر میں یمیتون ہی ۔ تب وقت نکلجانے سے کیا لفظ
استعمال کیجیگا ۔ چھٹواں یہ ہی کہ اگر بلا عذر کی روایت کو صحیح جانو ۔ تو کل
حدیثیں صحاح کی جو باب المواقیت میں ہیں انکو غیر صحیح مانو ۔ بلکہ خرخرفات سمجھ لو ۔
العیاذ باللہ ۔ ساتواں یہ ہی کہ ابن مسعود رض کی اس روایت نے جسکو سواے
ترمذی کے سبھوں نے لیا ۔ مسلم کی روایت مذکورہ کو منسوخ ولاشی کر دیا ۔ وہ
روایت یہ ہی عن ابن مسعود رض قال ما رأیت رسول صلعم صلی صلوٰۃ
لغیر میقاتہا الا صلوتین جمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ
وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا اخرجہ الخمسہ الا الترمذی کذا فی التیسیر ص ۲۴۰ ۔
تنبیہ یہ روایت سب روایتوں پر بھاری و معتبر ہی کئی وجہوں سے ۔ ایک تو یہ ہی
کہ اسکو صاحبان صحاح کے عمدہ ترین مشائخوں کے استاذ امام اعظم رح نے لیا ۔
دوسری یہ ہی کہ اسکو پانچ صاحبوں صحاح نے لیا ۔ تیسری یہ ہی کہ جب یہ روایت
غیر حنفیوں کی کتابوں میں بھی ساتھ صحت اور اتفاق کل محدثین کی پائی گئی ۔
تب یہ واجب العمل ٹھہری ۔ جب یہ واجب العمل ٹھہری ۔ تب مسلم کی روایت ہباءً منثورا
کی طرح اڑ گئی ۔ الحق یعلو ولا یعلی ۔ آٹھواں یہ ہی کہ اگر ابن عباس سے

مسلم کی یہ روایت صحت کی پہونچتی - تو پھر یہ روایت وہی مسلم و بخاری و ترمذی و مالک و نسائی و ابو داؤد مین وہی ابن عباس رض سے ہونی پاتی - کہ باہم مخالفت کلی ہے - عن ابن عباس رض قال صلی النبیؐ بالمدینۃ سبعًا ثمانیًا الظہر والعصر والمغرب والعشاء قال ابو ایوب لعلہ فے لیلۃ مطیرۃ قال عسی اخرجہ السنۃ وزاد فے الروایۃ للشیخین قیل للراوے عن ابن عباس اظنہ اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلک - وفی اخری لمسلم صلے الظہر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا من غیر خوف ولا سفر وقال مالک اری ذلک فے المطر کذا فے التیسیر ص۲۴۰ - دیکھو اس روایت سے ساری باتون کا تصفیہ ہوگیا کہ جہان کہین جمع کی صورت نظر آئے - وہان کچھ نا کچھ سبب یا تاویل یا جمع صوری متحقق ہوئین - پھر بلا عذر جمع کرنے کی صورت کہان پائی گئی - **نوان** - یہ ہے کہ مسلم وغیرہ مین ہے کہ جب رسول خدا صلعم سفر کا ارادہ فرماتے - تو ظہر کی تاخیر اور عصر کی تعجیل اس صورت پر کرتے کہ ظہر کی نماز سے فراغت کرنے تک عصر کے اول وقت آجاتا - تب عصر کی بھی نماز پڑھ لیتے - اس جمع صوری کو - جمع حقیقی سمجھ کر راویون نے روایت کیا - اسطرح کی خطا فی الفہم نے یہ سب اختلافات پیدا کر لیا - عن انس رض قال کان النبی صلعم اذا اراد ان یجمع بین الصلوتین فے السفر اخر الظہر حتے یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینہما - ایضا فیہ عن انس رض عن النبی صلعم

انه كان اذا عجل عليه السفر يوخر الظهر الى اول وقت العصر يجمع بينهما ويوخر المغرب حتى يجمع بينها وبين العشاء حين تغيب الشفق اخرجها مسلم ص ۲۴۵ - دیکھو اسطرح کی روایتوں سے ابن مسعود کی روایت کی تقویت ہوتی جاتی ہے - اور مسلم کی روایت مذکورہ بالا کی تضعیف - **دسوان** - یہ ہے کہ اگر دو نماز کو جمع کرنا درست ہوتا - تو رسول صلعم یوم الخندق مین کفار کے سبب سے عصر کی نماز نہ پڑھنے پانے کی جہت سے کفار کو بد دعا نہین کرتے - عن علی رض ان رسول صلعم قال یوم الخندق حبسونا عن صلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر ملاء الله بیوتہم وقبورہم نارًا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۴ - ایضاً فی ابو داود ص ۵۹ - **گیارھوان** یہ ہے کہ اگر دو نماز کا جمع کرنا جائز ہوتا تو یہ آیت حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا - نازل نہین ہوتی - **بارھوان** یہ ہے کہ اگر جمع کرنا درست ہوتا - تو رسول خدا صلعم اس روایت مین وہی علیہم صادر نفرماتے - عن قبیصہ بن وقاص قال قال رسول الله صلعم یکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فہی لکم وھی علیہم فصلوا معہم ما صلوا القبلۃ - کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۳۵ - **تیرھوان** یہ ہے کہ اگر جمع کرنا دو نماز کا درست ہوتا تو نبی صلعم اس روایت مین فصلوا الصلوٰۃ لوقتہا نفرماتے کہ صلوا امر ہے اور موجب امر کا وجوب ہے - اور جمع مین سلب معنی وجوب کا لازم ہے - عن عبادہ بن صامت رض

قال قال رسول صلعم۔ انها سیکون علیکم بعدی امراء اشغلهم اشیاء عن الصلوٰۃ لوقتها حتے یذهب وقتها فصلّوا الصلوٰۃ لوقتها الخ اخرجہ ابو داود صـ٦٣ـ ۔ چودھوان ١٤ یہ ہے کہ قال رسول اللہ صلعم قال اللہ عزّ وجلّ انّی فرضت علی امّتک خمس صلوات وعهدت عندے عهدا انّه من جاء یحافظ علیهنّ لوقتهنّ ادخلته الجنّة ومن لم یحافظ علیهن فلا عهد له عندی (تا) ہذا من غرر الحدیث اخرجہ ابو داود صـ٦٢ـ ۔ دیکھو اس روایت مین خداوند تعالی کیا فرماتا ہے۔ اور فلا عهد له عندی کے وعید سے ڈرو۔ ایماندار بن جاؤ۔ زندیقانہ طرز کو چھوڑ دو۔ غیر صحیح حدیثون کو چُن چُن کر اُسپر عمل کرنے اور کرانے سے حدیث ضلّوا واضلّوا کا مصداق نہ بن جاؤ۔ کم ذات کی طرح بزرگون پر طعنہ مت مارو ۵ کم ذات بزرگ شود رنج دہد دوست را۔ انار چو پختہ شود پارہ کند پوست را۔ پندرھوان ١٥ یہ ہے کہ اگر وہ روایت مسلم کی صحیح ہو۔ تو یہ روایتین منسوخ ہون۔ حالانکہ کسی نے انکو منسوخ نہین کیا۔ عن ابن عمر رض ان رسول صلعم قال الذے تفوته صلوٰۃ العصر کانّما وتر اهله وماله۔ اخرجہ مالک فے الموطا صـ٨ـ ۔ ایضا فی ابو داود صـ٦٤ـ ۔ ایضا فے البخاری صـ٧٨ـ ۔ وایضا فے العقود الجواہر وغیرہ صـ٥٥ـ ۔ وتر اهله وماله کے معنی حبط عمل کا ہونا یا گھر و بار لٹ جانا وغیرہ ہے۔ ہکذا فے البخاری والزرقانی۔

عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب رض انصرف من صلوٰۃ العصر
فلقی رجلا لم یشہد العصر فقال ما حبسک عن صلوٰۃ
العصر فذکر الرجل عذرا فقال لہ عمر طففت اخرجہ مالک
فی موطاہ ص۔ معنی طففت کے کم کرنا یا گھٹانا یا ناقص کرنا ہے جیسا
زرقانی وغیرہ مین ہے۔ عن ابی ملیح قال کنا مع بریدہ فی غزوۃ فی یوم
ذی غیم فقال بکروا۔ (اسرعوا) بصلوٰۃ العصر فان النبی صلعم
قال من ترک صلوٰۃ العصر فقد حبط عملہ اخرجہ البخاری ص۔
وایضا فی ابن ماجہ۔ وایضا فی عقود الجواہر ص۔ سولھوان یہ ہے کہ
اگر دو نماز کو جمع کرنا حکم رسول صلعم کا ہوتا تو پھر رسول صلعم حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو ہرگز یون نفرماتے کہ اے علی تین چیز کو تاخیر مت کرو۔
ایک تو نماز جب وقت آجاوے۔ دوسرا جنازہ جب حاضر ہوجاوے۔
تیسرا زن بیوہ کا نکاح جب کفو ملجاوے۔ عن علی رض ان النبی صلعم
قال لہ یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ
اذا حضرت والایم اذا وجدت لہا کفوا اخرجہ الترمذی ص۔
سترھوان۔ یہ ہے کہ جب دو وقت کی نماز کو جمع کرکے پڑھنا بھی تمھارے
مذہب مین درست ہے۔ تو پھر ظہر کی نماز کو دو مثل تک پڑھنے مین ناجائز سمجھکر
کیون شور وشغب کرتے ہو۔ اور امام اعظم رح کی شان مین طعنہ زن ہو
کیا یہ بے شرمی نہین۔ کچھ بھی تو شرما جاؤ۔ بالکل بے حیا مت بنو۔ بلکہ
الحیاء شعبۃ من الایمان کو دیکھو۔ کیون خواہ نخواہ عمل بالحدیث

کا دم بھرتے ہو۔ حالانکہ زندیقوں کا کام کرتے ہو۔ کیا ان حدیثوں کو حدیث نہیں جانتے ہو۔ فقط اکیلی روایت مسلم کو حسب خواہش نفس اپنے کے باکی حدیث سمجھتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اجی خدا کے واسطے عبداللہ بن سبائی کا رخنہ اسلام مین مت ڈالو۔ آخر ایک دن مرنا ہی خدا کو منھ دکھانا ہی۔

سوال ہفتم ۔ اجی صاحب تم تو فقہ کے ہر مسئلون کی حقیقت صحاح وغیرہ سے ثابت کرنے کا دماغ کرتے ہو۔ بھلا عیدین کی چھ تکبیرین کو تو صحاح وغیرہ سے ثابت کر کے دکھلاؤ تب جانو کیونکہ صحاح وغیرہ مین تو کہین چھ تکبیر کا ذکر تک بھی نہین۔ ہان کسی روایت مین تیرہ اور کسی مین بارہ اور کسی مین نو وغیر ذلک ہین۔ پھر تمھارے حنفیون نے چھ تکبیر کہان سے نکالی۔

الجواب اجی صاحب تمھاری حالت تو کمثل الحمار یحمل اسفارا کی طرح ہی۔ دور کیون جاؤ۔ تمھاری روایتون کے اندر جو نو کی روایت ہی وہی روایت ہین چھ کی ہی۔ لیکن بمضمون وعلی ابصارھم غشاوۃ تمھاری نظرون سے چھپی۔ اجی ایک انمین تکبیر افتتاح کی اور دو تکبیر رکوع کی باقی بچین چھ تکبیرین وہ عید کی۔ وہ روایت یہ ہی عن ابن مسعود انہ قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعۃ الاولی خمس تکبیرات قبل القرأۃ وفی الرکعۃ الثانیۃ یبدء بالقرأۃ ثم یکبر اربعا مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلعم نحو ھذا وھو قول اھل الکوفۃ

وبه يقول سفيان الثوري اخرجه الترمذي ص۳۰ - دیکھو اس روایت
کو کہ پہلی رکعت مین پانچ تکبیرین ہین ایک تو تکبیر تحریمہ کی اور ایک رکوع
کی باقی بچین تین۳ - اور دوسری رکعت مین چار۴ تکبیرین ہین اُنمین سے
ایک رکوع کی باقی تین۳ - یہ جملہ چھ۶ تکبیرین عید کی ہین - دیکھو اور غور کرو
کہ اس روایت پر کل اہل کوفہ کا عمل ہے - عن مکحول (تا) ان سعيد
بن العاص سال ابا موسى الاشعري وحذيفة بن اليمان كيف كان رسول
الله صلعم يكبر فے الاضحے والفطر فقال ابو موسى كان يكبر
اربعا تكبيرة على الجنازة فقال حذيفة صدق فقال ابو موسى
كذلك كنت اكبر فے بصرة حيث كنت عليهم واليا اخرجه ابوداؤد
دیکھو اس روایت کو کہ ہر دو۲ رکعت مین چار۴ چار تکبیرین مثل تکبیرات
جنازہ کے ہین - اُنمین سے دو۲ تکبیرین رکوع کی ہین باقی چھ۶ تکبیرین عید
کی - اور دیکھو کہ جسوقت حضرت ابو موسی الاشعری بصرے مین
والی تھے اُسوقت ہزارون صحابہ کے روبرو چھ۶ تکبیر کے ساتھ عید کی نماز
پڑھاتے تھے -

سوائے اِسکے قبل پیدائش کل صاحبان صحاح کے امام محمد رح نے
اپنے موطا مین یہ عبارت لکھی اختلف الناس فے التکبیر فے
العيدين فما اخذت به فهو حسن وافضل ذلك وما روى
ابن مسعود انه كان يكبر فے كل عيد تسعا خمسا واربعا
فيهن تكبيرة الافتتاح وتكبيرة الركوع ويوالي بين القرائتين

ویؤخر ھا فے الاولی ویقدمھا فے الثانیۃ وھو قول ابیحنیفہ رح
انتھی - (روی) ابوحنیفہ عن حماد عن ابراھیم عن ابن مسعود رض
قال کان رسول صلعم یکبر فے الفطر والاضحے اربعا تکبیرۃ
علی الجنازۃ ھکذا رواہ محمد بن الحسن فی الاٰثار عنہ کذا فے عقود الجواہر ص ۱۰۳
ایضا فیہ روی عبدالرزاق فے مصنفہ عن الثوری عن ابی اسحق عن علقمہ
والاسود سال سعید بن العاص حذیفۃ رض واباموسیٰ عن تکبیر
العیدین فقال حذیفۃ رض سل ابن مسعود رض فسالہ فقال
یکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فے الثانیۃ فیقرأ ثم
یکبر اربعًا فقط
ایضًا فیہ - عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب رض کبرنا
مع رسول صلعم اربعًا قال قام عمر باربع یعنی تکبیر العیدین
والجنائز ص ۱۰۴ فقط اگر کہو کہ باقی روایتوں کا کیا جواب دیتے ہو۔
کہونگا وے روایتین بسبب باہم تناقضات اور تعارضات اپنے
کے ضعیف ٹھہر گیئن - اور ان روایتون مین بسبب عمل ہونے کل اہالی
کوفہ اور جمیع اہالی بصرہ کے بڑی تقویت ہوئی خذ ہذا۔

سؤال ہشتم - صحاح کی روایتون سے صاف وتر کی نماز ایک
رکعت ثابت ہوتی ہے حنفی تین رکعت کہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے۔
الجواب - اگرچہ ہمکو امام اعظم تابعی خیر القرونی کے قول (جو کتاب وسنت
سے استنباط ہے) پاتے ہوئے - تنزل القرونی کی تالیفات کی طرف

احتیاج نہین - لیکن تمھاری تسکین کے لیے وتر کی تین رکعت کے ثبوت مین
چند روایت صحاح وغیرہ سے بھی لاتا ہون - اور ناظرین کے پیش نظر کرتا ہون
اجی صاحب کولھو کے بیل کی سی آنکھون مین تعصب کی پٹی لگا کر ضلالت
کے دائرہ مین کیون گھومتے ہو - ذرا پٹی کھولکر دیکھو توسہی - بمضمون الحق
یعلو ولا یعلی - تمھاری صحاح مین بھی تو تین رکعت کی روایتین ہین -
حالانکہ معاندین ومنافقین بلکہ صحاح کے اکثر مشائخون نے بھی بہت ہی کوششین
کین کہ امام اعظم رح کی مستدل روایتون کو دنیا سے مٹا دین - مگر خدا جسکو
نہ مٹاوے کون اسکو مٹا سکے - قولہ تعالی لیحق الحق ویبطل الباطل
ولو کرہ المجرمون - وہ روایتین یہ ہین - عن ابن عمر رض قال قال رسول
صلعم صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا اردت ان ینصرف فارکع
رکعۃ توترلک ما صلیت قال القاسم ورائنا اناسا منذ
ادرکنا یوترون بثلاث وان کلا لواسع وارجو لا یکون بشیئ
منہ باس اخرجہ البخاری ص ۱۳۵ - دیکھو اس روایت مین کہ قاسم
فرماتے ہین کہ ہمنے جب سے ہوش سنبھالا تب سے لوگون کو تین رکعت
وتر پڑھتے دیکھا - عن ابن عباس رض (تا) ثم اوتر بثلاث الخ
اخرجہ المسلم ص ۲۶۰ - دیکھو اس روایت مین وتر کی تین رکعت ہین - عن ابن
عمر رض حدثہم ان رجلا نادی رسول صلعم وھو فی
المسجد فقال یا رسول صلعم کیف اوتر صلوۃ اللیل
فقال رسول صلعم من صلی فلیصل مثنی مثنی فان احس

ان یصبح سجد سجدۃً ما وترت لہ ما صلے اخرجہ مسلم ص۲۵۲ ۔
دیکھو اس حدیث میں کہ نماز کو دو دو رکعت ہونی چاہیے ۔ عن علی رض قال
کان رسول صلعم یوتر بثلاث یقراء فیھن تسع سور من المفصل
یقراء فی کل رکعۃ بثلاث سورۃ اخرھن قل ھو اللہ احد۔
(تا) روأان یوتر الرجل بثلاث (تا) قال سفیان والذی
استحب ان یوتر بثلاث رکعات وھو قول ابن المبارک
واھل الکوفۃ اخرجہ الترمذی ص۶۳ ۔ دیکھو اس حدیث میں کہ اسمین تین
رکعت وتر کا ہونا حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے اور اہل کوفہ کا عمل اسپر ہے۔
عن جریج قال سالت عائشۃ بای شئی کان یوتر رسول صلعم
قالت کان یقراء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ
بقل یا ایھا الکافرون ۔ وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد
والمعوذتین اخرجہ الترمذی ص۶۴ ۔ دیکھو اس حدیث سے صاف تین رکعت
وتر کی متحقق ہے ۔ عن ابی ابن کعب قال کان رسول صلعم یوتر بسبح
اسم ربک الاعلی وقل للذین کفروا ۔ (ای قل ایھا الکافرون)
واللہ الواحد الصمد (ای قل ھو اللہ احد) اخرجہ ابو داؤد ص۲۰۲ ۔
دیکھو اس روایت سے بھی تین رکعت ثابت ہے ۔ عن ابی سلمہ (تا) انہ
سال عائشہ زوج النبی صلعم کیف کان صلوۃ رسول صلعم
فی رمضان فقالت (تا) یصلے اربعًا فلا تسال عن حسنھن
وطولھن ثم یصلی اربعًا فلا تسال عن حسنھن وطولھن ثم

صلی ثلثا الخ اخرجہ امام مالک ۔ دیکھو اس سے بھی تین رکعت ثابت ہے
عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم صلوۃ اللیل والنهار مثنی مثنی
اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر ۔ عن ابن مسعود رض ان النبی صلعم کان
یوتر بثلث رکعات الخ کذا فی العقود الجواہر ۔ اس عقود الجواہر کو دیکھو بہت
کچھ کیفیت کھلجائے گی سوائے اسکے مسند حصفکی مین ہے ۔ عن ابان
بن الحرب الیمانی وعن ابن عمر عن عبد الرحمان ابتری قال کان رسول اللہ
یقرأ فی وترہ سبح اسم ربک الاعلی فی الاولی وقل یا ایها الکفرون فی الثانیۃ
وقل ھو اللہ احد فی الثالثۃ + وفی روایۃ کان یوتر بثلاث رکعات رواہ امام
ابو حنیفہ رح عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لا فصل فی الوتر
کذا فی مسند الحصفکی + عن عایشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم یوتر
بثلاث لا یسلم الا فی اخرھن رواہ الحاکم ۔ وعن عایشہ رض قالت کان
النبی صلعم لا یسلم فی رکعتی الوتر رواہ النسائی ۔ عن الحسن قد اجمع
المسلمون علی ان الوتر فی ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن رواہ ابن ابی شیبہ
فی مصنفہ ۔ عن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلعم یوتر بثلاث الخ
رواہ الطحاوی ھذا کلہ فی شرح مسند الحصفکی للملا علی القاری +
اور ابن عبد البر نے اپنے استیعاب مین یہہ نقل لکھی ہی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود
نے اپنے والدہ ماجدہ کو رسول اللہ صلعم کے گھر مین بھیجا پس مین وتر کی نماز کا
حال دریافت کرین وہ تشریف لے گئین اور رسول اللہ صلعم کے پاس سکونت
اختیار کی اور رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہی جسقدر انکی مرضی تھی جب رات آخر

رہ گئی اور وتر پڑہنے کا ارادہ فرمایا + تب سبح اسم ربک الاعلی پہلی رکعت مین
پڑہا اور ثانی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون پہر جلوس فرمایا پہر بلا سلام پڑہنے کے
لئے کہڑے ہوگئے پہر قل ہو اللہ احد پڑہا - جب قل ہو اللہ سے فراغت کی تکبیر
فرماکر قنوت وغیرہ پڑہی پہر تکبیر کہکر رکوع مین گئے + ہکذا ایضاً فی ملا علی القاری ۲۳۳ص +
اب دیکہو ان حدیثون سے اور اس نقل سے کسقدر حال نماز وتر کا منکشف ہوگیا
اور ایک خوبی اسمین یہہ ہے کہ ابن عبد البر مالکی غیر حنفی نے جو یہہ نقل لکہی وتر کی نماز
ثابت کرنیکے لئے نہین بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور اون کے والدہ ماجدہ
کی شرافت اتحاد اور محبت کو رسول اللہ صلعم سے ثابت کرنے کے لئے لکہی ++
اس سے امر حق ظاہر ہوگیا **سوال نہم** زن مفقود کو چار برس کے بعد تفریق
کرکے نکاح نہ دینے کی کیا دلیل ہے - حنفیون کے پاس ذرا بتلا تو دیجئے +
الجواب قرآن وحدیث دلیل ہے بتلائی دیتا ہون **اما القرآن** فقولہ
تعالی - والمحصنات من النساء ذوات الازواج احصنہن التزویج والازواج
کذا فی البیضاوی ہ حرمت علیکم المحصنات ای ذوات الازواج من النساء
ان ینکحوھن قبل مفارقۃ ازواجہن کذا فی الجلالین والمحصنات من النساء
المراد من المحصنات ہہنا ذوات الازواج لانہن احصنہن فروجہن بالتزویج
کذا فی الاحمدی والمحصنات ذوات الازواج من النساء حرام علیکم
کذا فی العباسی - یعنی شوہر دار عورتون کا نکاح حرام ہے اور زن مفقود کا
شوہر دار ہونا بالیقین ثابت ہے خود ترکیب اضافی (کہ در امراۃ المفقود
موجود ہے) اس بات پر شہادت دی رہی ہے - تب وہ محصنہ ٹھہری محصنہ کا

نکاح بعد چار برس کے کیونکر صحیح ہوگا اما الحدیث
فقولہ علیہ الصلوۃ والسلام فی امراۃ المفقود انہا امرأتہ حتی
یاتیہا البیان رواہ الدارقطنی فی سننہ و قول علی رضی اللہ
تعالے عنہ فیہا ھی امرأتہ ابتلیت فلتصبر حتی یستبین
موت او طلاق رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابن جریج۔
قال بلغنا ان ابن مسعودؓ وافق علیا علی ان امرأۃ المفقود تنتظرہ ابدا
رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابی قلابہ و جابر بن زید و الشعبی و النخعی
کلہم قالوا لیس لہا ان تزوج حتی تستبین موتہ اخرجہ ابن ابی شیبہ
عن علی رضی اللہ تعالے عنہ انہ قال امرأۃ المفقود لا تزوج
فاذا قدم وقد تزوجت فہی امرأتہ ان شاء طلق وان شاء امسک
رواہ البیہقی کذا فی الشعرانی دیکھو ان حدیثوں سے صاف صریح
ظاہر و باہر ہے کہ مفقود کی بی بی مفقود ہی کی بی بی رہیگی
جب تک اسکی موت یا طلاق کی خبر نہ ملے تب تک زن
مفقود والمحصنات کی حرمت میں شامل و داخل رہیگی
پھر باوجود موجود ہونے ان الظن لا یغنی من الحق شیئا
مجرد ظن و گمان سے چار برس کے بعد موت فرض
کرلینا کیسی مخالفت نصوص مذکورہ کی کرنا ہے۔ اپنے دل
ہی سے پوچھ لیجئے

معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرات ہماری ہے

دفع دخل اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی قضا (جو چار برس کے بعد عورت مفقود کو حکم نکاح کا فرمایا تھا) دلیل نہین ہوسکتی ہے۔ جب اونھون نے خود اس مسئلہ مین اور دو مسئلون مین اپنی قضا سے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے قول کی طرف رجوع فرمایا۔ چنانچہ اس بات کو عبد الرحمن بن ابی لیلے نے ذکر کیا ثلث قضیات رجع فیہا عمر رض الی قول علی رض امرأة المفقود وامرأة ابی کنف و امرأة التی تزوجت فی عدتہا۔ ذکرہ عبد الرحمن ابن ابی لیلے

اجی صاحب جب حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے قول سے رجوع فرمایا اس وجہ سے کہ نص سے یہہ تعین چار برس کی ثابت نہین ہوتی ہے تب اس قول کی سند باقی نہ رہی۔ تب یہہ قول نہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے قول کا معارضہ ہوسکتا ہے نہ اسکو زائد علی الکتاب کہنا درست ہوسکتا ہے۔ اگر کہو کہ جب چار برس کی تعین نص سے ثابت ہونا ثابت نہین تب نوے۔ سو۔ ایک سو بیس برس وغیر ذلک کے

تعین کون نص سے ثابت ہی بتلا تو دیجیے کہو لگا حدیث مذکورین کی حتے یا تیہا البیان۔ حتے لیسبین سے یہ تعینات مستنبط ہوئے ہین۔ کہ جب غالبًا زندگی لوگون کی اس سے زیادہ نہین ہوتی ہی۔ تب گویا اس مدت نے اُسکی موت کا بیان کردیا۔ اور یہ حدیث (اگرچہ کلیہ نہین اکثر یہ ہی) اسکی تائید مین آگئی۔ قال رسول اللہ صلعم فی اخر عمرہ لا صحابہ ارائیتکم لیلتکم ھذہ فان علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقے علی وجہ الارض ممن ھو الیوم علیھا احد رواہ البخاری و مسلم من حدیث ابن عمر رض کذا فی الاصابہ۔ اور صاحب اصابہ نے اسی بنا پر یہ عبارت لکھی المعاصرۃ فتعتبر بمضی مأئۃ سنۃ وعشر سستین۔ پھر اگر کہو کہ عدم نکاح سے زن مفقود کا حرج متصور ہی کہو لگا کہ یہ حرج بھی حدیث مذکور کی فلتصبر سے مندفع ہی۔ کہ اور مصیبتون مین جسطرح سے صبر لازم ہی اُسی طرح سے اسمین بھی صبر لازم ہی۔ فتامل۔ فانہ ادق الدقائق واحق الحقائق۔

نقابیست ہر سطر من این کتب	فروہشتہ بر عارض دلفریب
معانی است در زیر حرف سیاہ	چو در پردہ معشوق در میغ ماہ
محقق ہمان بیند اندر ابل	کہ در خوبرویان چین و چگل

خاتمہ

در مختصر بیان توبہ سرگروہ غیر مقلدین مولوی نذیر حسین میان صاحب وغیرہ
بڑی بشارت ہو کل اہل اسلام کو۔ اور بہت ہی راحت ہو جمیع اہل ایمان کو۔ کہ
مولوی نذیر حسین میان صاحب نے (یعنی جسنے لطائف الحیل سے عمل الحدیث
کے تکیہ پر عبد اللہ بن سبا یہودی کی طرح اہل اسلام کے درمیان مین تفرقہ ڈالا
اور تقلید شخصی کا نام ضلالت اور تلہی کا نام ہدایت رکھا۔ اور جمیع مقلدین
کرام کو۔ اور کل مجتہدین متبعین عظام کو۔ بدلیل قولہ تعالیٰ اتخذوا
احبارہم الخ وغیر ذلک مشرک لکھا اور بقولہ تعالیٰ نؤمن ببعض و نکفر
ببعض و اتخذ و بین ذلک سبیلا۔ جس آیت و حدیث کو اپنا
موافق پایا اسپر عمل کیا اور کروایا۔ اور جسکو نہ پایا ترک کیا اور کروایا۔
اور بعض آئمہ کے قول سے بعض کو الزام دیکر کل آئمہ کو خاطی جانکر حسب
خواہش نفسی۔ اور رغبت دلی اپنے کے جدید مذہب تلہی۔ استنباط کرنے
کا طریقہ نکالا۔ اور بمضمون حدیث قال رسول اللہ صلعم لیشربن ناس
من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا الخ اخرجہ ابن ماجہ اسکا نام
محمدی رکھا۔ اور بظاہر صحاح ستہ کو مدار شریعت مقرر کیا۔ حالانکہ بانیان
صاحبان صحاح کو بھی سبب تقلید آئمہ اربعہ متقدمین کی وہی اتخذوا
الخ سے مشرک مجبور رکھا تاہم بمضمون لا یحب علی بل ببغض معاویہ
بنائے شریعت کو ان اقوال پر دار مدار رکھکر کیسا کچھ رنگ جمایا۔ اسمین سے
لوگون کو خوب ہی دھوکا دیا بے شک اسمین ابن سبا کا استاد بنا

منم استتا ورا استتاؤ گردم ۔) اِس سال مکّہ معظمہ مین اِن قصورون کے
سببا سے شریف مکّہ کی خدمت شریف مین محبوس وماخوذ ہوکر توبہ نامہ لکھدیا
جسکے سبب سے حبس سے خلاص پایا۔ اور وہ توبہ نامہ مکّہ معظمہ کے مطبع میریہ مین
چھپکر حاجیون کے ذریعے سے ہر ہر اطراف و اکناف مین شائع وذائع ہو گیا۔
یہانتک متفرق تاریخون مین چند حاجی دوستون نے میرے ایک ایک قطعہ اپنے
ہاتھ مین اپنے اپنے لیلیکر شادان و فرحان میری ملاقات کو دوڑے۔ اور دور
دور سے ہشاش بشاش ہوکر یہ کہا۔ کہ حرمین شریفین سے تمھارے لیے
یہ بڑا تحفہ لایا ہون۔ مین نے اسے دیکھکر الحمد للہ کہکر بے شک آپ صاحب
بہت ہی بڑا تحفہ لائے کہا۔ پھر انکی زبانون سے اور میان صاحب کے
ہمراہی حاجیون کی زبانون سے کُل کیفیت و جمیع حقیقت میان صاحب
کی بمبئی سے لیکر مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے تلک کی دریافت کرلی یعنی
بمبئی مین علماے مقلدین کے مناظرہ سے بھاگ بھاگ کر خونی اسامی کی
طرح دربستہ مقفل ہوکر چھپ رہنا۔ معتمد امقلدین کا گھرون مین جاکے
بیٹھ جانا۔ اور انکی عقائد ضالہ کو انکی کتابون سے استخراج کرکے اِنکے
پاس پیش کرنا۔ اور اُنکا اِسوقت اُن عقائد کو فقط زبانی بُرا کہنا۔ مگر
کُچھ نہ دینا۔ اور اِس کشمکش سے ڈپٹی امداد علی صاحب کی توسط سے
رہائی پانا۔ پھر خفیتہً جہاز پر سوار ہونا۔ اور علماے مذکورین کا برابر
پیچھا لینا۔ حتّٰی کہ اِنکے اُن عقائد ضالہ مذکورہ کو مکّہ معظمہ کے شریف صاحب
کی خدمت شریف مین پیش کرنا۔ اور حسب الحکم شریف ممدوح کے ترکی سپاہ

اگر انکو گرفتار کر لیجانا - اور انکے مریدون کا تتر بتر ہوکر فرار ہونا - اور
گرفتاری کے وقت انا حنفی انا حنفی کے اقرار سے رہائی پانا - اور اُنکا
حسب فتوی مفتیان مکہ معظمہ کے حبس مین محبوس رہنا - بعد چند دن کے اپنے
مطوف صاحب کے ذریعہ سے ہزار ہا روپیہ صرف کرکے حضرت دولتلو سید
عثمان نوری پاشا کی خدمت شریف مین جانا - اور اُنسے بڑی عجز و نیاز سے
یہ کہنا (کہ حضرت جب کافر اپنے کفر سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول ہوتی ہی -
پھر میری توبہ کیون قبول نہین ہوتی ہی) تب پاشا کا اُنسے توبہ نامہ لکھوا لینا -
پھر جناب مولانا رحمت اللہ صاحب وغیرہ کی ضمانت پر مدینہ منورہ جانے کا پروانہ
ملنا - اور وہابیت سے کل عقائد کے انفصال کو انکی مراجعت پر موقوف رکھنا -
اور انکا اس خوف سے بلا مراجعت مکہ معظمہ رابغ سے جدہ آکر جہاز پر سوار
ہوکر بھاگنا - وغیر ذالک دریافت کر لیا - بعد اسکے جناب مولوی حافظ احمد صاحب
مطوف مکہ معظمہ و جناب حسن داؤد صاحب معلم و مطوف مکہ معظمہ و دیگر
چند مطوفین وغیرہم نے حرمین شریفین سے میرے یہان تشریف لائے اور
ہر ایک نے سارا ماجرا میان صاحب وغیرہ کا مجھ سے اور کل مدرسین وغیرہ کو
کہہ سنایا - اسی طرح سے جوق جوق کل حاجیون نے اپنے اپنے ملکون مین
جاجاکر لوگون کو کہہ سنایا - سوائے اسکے اخبار نویسون نے بھی اپنے اپنے
اخبارون مین ان خبرون کو چھاپکر مشتہر کردیا - الغرض یہ خبر ایسی حد تواتر
کو پہونچگئی - کہ کوئی حدیث صحاح کی بھی اس درجہ کو نہین پہونچی - کہ کثرت حاجیون
کے سبب سے یہ خبر اظہر من الشمس و ابین من الامس ہوگئی - برخلاف

احادیث صحاح کے چند راویون نے منفرداً منفرداً بعد ڈھائی تین[۳۰۱] سو برس کے صاحبان صحاح تلک پہونچائے۔ اسلیے اُنمین بسبب مرور شہور و عبور دہور و متوسطات موفور کے بہت کچھ رطب و یابس کی گنجائش ہوئی۔ کما مرّ ذکرہ۔ [ص۲۶ ۴۵] اور اِس خبر مین باعث موجود ہونے ہر مخبرین و مورد وغیر ذلک کے رطب و یابس کی مداخلت نہین ہونے پائی۔ اگرچہ چند سال کے بعد یہ تواتریت بھی مثل متواترات امام صاحب کے گم ہوجائیگی۔ حتّٰی کہ اُس زمانہ کے لوگ اِس خبر یقینی کو بھی معاندین کی تحریرات کے مقابلہ مین موضوع و ضعیف ٹھہراوینگے جیسا اِس زمانہ کے علماے غیر مقلدین امام صاحب کی اُن احادیث متواترات کو جو اُنکے وقت مین حقیقت اُنکی ثابت تھی اب اِن صحاح کے مقابلہ مین (جنمین معاندین کے اقوال بھی مندرج ہین) ضعیف و موضوع ٹھہراتے ہین سچ ہی تغیرات زمان۔ اور تبدیلات مکان۔ اور انقلاب دوران۔ اور اختلاف آوان سے کچھ کا کچھ ہوجاتا ہی۔ لیکن اِسکی حقیقت اِسوقت ایسی ثابت ہوگئی۔ کہ اگر میانصاحب بھی حلفاً اِنکار کرین تو بھی اُنکا اِنکار دار العدالت شرع مین مسموع نہین ہوگا۔ کہ گویا امر بدیہی کا انکار کرنا ہی کیا کوئی آسمان کو زمین یا آگ مین گرمی نہین ہی کہدے یا شپرہ کی آفتاب مین روشنی نہین ہی بولنے سے مان لیا جائیگا۔ اور آفتاب کا سیاہ ہونا ثابت ہوجائیگا۔ ہرگز نہین ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎
نور گیتی فروز چشمۂ حور — زشت باشد بچشم موشک کور

جیسا مولوی محمد حسین لاہوری نے اِن خبرون کو سُن کر لکھـنی

(بلی بورہا نوچتی ہی) کی طرح ہنسے کو نوچ ناچ کر بمضمون موتوا بغیظکم
غضب و خشم سے مشتعل ہو کر بے نامی ایک کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار
نور الانوار لکھا- جس سے اُنکے اسلام کی خوبی بخوبی معلوم ہوگئی- بلکہ اُس کی
تحریر نے اُنکے ایمان کی خوب ہی خبر لی اور اہل اسلام سے عداوت دلی و نفاق
قلبی رکھنے کی خبر دی- لیکن مہتمم ممدوح نے بھی بہت ہی عمدگی کے ساتھ دندان
شکن جواب دیا- جسکو ہمین نے ناظرین کی نظر کے لیے بجنسہ نقل کیا- وہ یہ ہی-

مراسلات نمونہ عقائد مقلدین ہواے نفس- ١٥ر جنوری کو ایک
کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار نور الانوار آیا- جسکا کاتب مجہول الاسم
والنسب ہی- نہایت جبن و نفاق سے اپنے نام کو چھپایا ہی آخر مین اُسکے
لکھا ہی کہ (راقم ایک بندۂ خدا از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابو سعید محمد حسین
صاحب لاہوری) اس خط مین اظہار اپنے عقیدے کا بہ نسبت حرمین محترمین
اور اہل حرمین کے کیا ہی جسکی تحریر سے زبان قلم و قلم زبان کانپتا ہی مگر واسطے
انتباہ خاص و عام اہل اسلام کے نقل اُسکی بلفظہ درج ذیل ہی وہو ہذا-
مہتمم صاحب اخبار نور الانوار کانپور- بعد سلام مسنون آنکہ مولوی سید محمد
نذیر حسین صاحب محدث دہلوی حج خانۂ کعبہ معظمہ و مدینہ طیبہ کا کر کے دار الحرب
سے دار الاسلام مین تشریف لائے ہین- اور جو کچھ آپنے نسبت جناب بابت ایذا
رسانی بلید مکہ- جسکو شریف مکہ آپنے قرار دیا تھا- آپنے درج اخبار فرمایا تھا
وہ جھوٹ محض ثابت ہوا- لعنت اللہ علی الکاذبین- آپ کیون ایسی حرکت بیجا
کر کے اپنا نامہ اعمال و نیز قلب کو سیاہ کرتے ہین- موت اور قیامت کا بھی

کچھ خوف ہی خدا و رسول بھی کچھ چیز ہین غیبت اور کذب دین مین کیسا ہی
اپنے دل مین سوچو اور ایماندار بن جاؤ اللہ ہدایت کرے - راقم ایک بندہ خدا
از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری۔ **نور الانوار**
اب ہم اس گمنام اور اُنکے مرشد محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچھتے ہین کہ
دار الحرب سے حرمین محترمین مراد ہین - کما ہو الظاہر یا کوئی اور شہر - در
صورت اول بہ اتباع و تقلید رئیس الطائفہ عبد الوہاب نجدی کی ہی کہ اُسنے
بھی حرمین شریفین کو دار الحرب قرار دیکے اُنکے اہل پر خروج کیا تھا - پس
معلوم ہوا کہ تمھارے زعم مین مولوی نذیر حسین صاحب مع اپنے رفقا کے دار الاسلام
دہلی مُلک نصاری سے دار الحرب حرمین شریفین مین بقصد خروج اُمتکے اہل
پر گئے تھے - نہ بخلوص نیت حج و زیارت لاحول ولا قوۃ - الغرض حرمین
معظمین کا دار الحرب ہونا کتاب و سنت سے ثابت کرنا اُنپر لازم ہی ورنہ حسب تحریر
اپنے مورد لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہونگے - اور در صورت شہر بمبئی و جبلپور
وغیرہ اور دہلی برابر ہین کہ سب ملک نصاری اور مسکن جملہ فرقہ مشرکین و
یہود و نصاری و مسلمین و مقلدین و غیر مقلدین وغیرہم ہی - اور مسلم عالم
شریف مکہ معظمہ کو بلید مکہ لکھنا آپکی خوبی اسلام کی دلیل ہی اثبات اسکا بھی تمھارے
ذمہ واجب ہی ورنہ مفتری کذاب ہو گئے اور اُسی کلمہ لعن کے مورد ہو گئے - اور
نور الانوار مین جو حال مولوی نذیر حسین صاحب کے توبہ کرنے وغیرہ کا مندرج
ہی وہ بنقل خطوط معتمدین آمدہ مکہ معظمہ اور شہادت حجاج معتبرین متعدد بسند
و حوالہ مرقوم ہی - چونکہ ناقل کے ذمہ پر تصحیح نقل ہی فقط - جسکو اسمین شک

وہ ہم ہو وہ مطبع نظامی مین تشریف لاوین اور بخوبی اپنی دلجمعی کرلین اور بدون
اسکے کسی کو مفتری وکذاب لکھنا خود اُس کلمہ کا مصداق ہونا ہی حال توبہ کرنے
مولوی صاحب مذکور کا اور اقرار کرنے اپنے حنفی ہونے کا مطبع میر یہ واقع
مکہ معظمہ مین چھپ گیا ہی اب چھپ نہین سکتا خاص ایک شہر کی خبر اُسی شہر مین
جھوٹ بے اصل چھپے اور اُسپر کوئی مواخذہ نکرے خلاف عقل ہی یہ خبر اس تواتر
کو پہونچی ہی کہ انکار مولوی صاحب بھی اسکا معارض نہین ہوسکتا بلکہ تحریر راقم
خط مذکور سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف پر مکہ مکرمہ مین مواخذہ
دار وگیر ضرور ہوا ہی ورنہ مکہ معظمہ کو دار الحرب اور شریف مکہ کو پلید بکہ بر گویہ لکھنا
اِسلیے کہ اُنکا اور کوئی مقصور نہین بجز اِسکے کہ مولوی صاحب ممدوح کے
عقائد فاسدہ سے توبہ کرلی۔ باینہمہ اقرار پھر جو یہ کاتب خط لکھتا ہی کہ (آپنے
جو درج اخبار فرمایا وہ جھوٹ محض ثابت ہوا) عجب خبط و کذب ہی بحکم
الکذب لا حافظہ لہ پہلے ایک امر کا اقرار بدلیل اور پھر اُسی کا انکار بلا دلیل
کیسا ذلیل ہوتا ہی۔ مگر بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ نہ خوف خدا ہی نہ شرم دنیا۔
عجب حال اس فرقہ لا مذہب مقلدین ہوائے نفس کا ہی کہ جب سے حال
توبہ کرنے اپنے پیر و مرشد کا سُنا ہی آتش غضب اور خشم سے ایسے مشتعل ہوگئے
ہین کہ ہوش و حواس جاتے رہے اور سمجھے کہ اگر انھون نے توبہ کی تو ہمکو بھی
اس عقائد فاسدہ سے توبہ کرنا پڑیگی دیا اپنے پیر و مجتہد سے انحراف کرنا
ہوگا لہذا بدون تحقیق و بلا سند چند اقوال متناقضہ اور تاویل و تسویل مخالفہ
قبل از مرگ واویلا کہنے شروع کیے جسکو دیکھکے ہر عاقل ہنستا ہی اکثر کا یہ قول ہی

که یہ سب جھوٹ و افترا ہی ہرگز مولوی صاحب سے مواخذہ نہین ہوا اور نہ اُنھون
نے توبہ کی بلکہ شریف مکہ معظمہ نے اُنکی تعظیم و تکریم کی بعض کہتے ہین یہ توبہ اُنکی
بطور تقیہ تھی نہ صدق دل سے بعض کہتے ہین یہ مواخذہ بطریق ابتلا و امتحان
موجب علوشان و افتخار مولوی صاحب ہوا بعض کا مقولہ ہی کہ مولوی صاحب
کی توبہ ہمپر حجت نہین جب ہم امام اعظم کا کہنا نہین مانتے تو مولوی صاحب مذکور
کس شمار مین ہین بعض نے اِسکے سبب سے حرمین شریفین کو دار الحرب اور
شریف مکہ کو پلید ٹھہرایا اعاذنا اللہ تعالی عن ہذہ الخرافات والکذبات حال انکہ
یہ تمام اقوال متناقضہ بطور تخمین و اٹکل ٹھہراتے ہین کوئی سند و دلیل اسپر
بیان نہین کرتے اب ہم کہتے ہین کہ جناب مولوی صاحب ممدوح ان تاویلات
سے کسکو پسند و اختیار فرماتے ہین اور کیا اظہار فرماتے ہین اللہ تعالی ہدایت فرماے

اب فقیر بھی صاحب کارڈ سے کچھ پوچھتا ہے

که کیون صاحب مدینہ طیبہ کا بھی حج ہوتا ہی کیا - نہ آپنے - حج خانہ کعبہ معظمہ
و مدینہ طیبہ کا کرکے - لکھا - اگر ہوتا ہی تو اسکو قرآن و حدیث سے بیان فرمائے -
طرفہ معاملہ تو یہ ہی کہ آپ لوگون نے زیارت مدینہ طیبہ تک کو بھی روا نہین رکھا ہی -
بدعت کہتے ہین - پھر ثبوت حج کو کیونکر ثابت کرینگے - بالفرض اگر اسوقت
زیارت کی درستگی کا قائل بھی ہو جائیگا - اور مدینہ طیبہ کے قبل لفظ زیارت کو
مقدر کر لیجئیگا - تو لغتًا کا کو (جو مخالف لفظ زیارت کا ہی کیا کیجیے گا -
پھر آپنے لکھا - دار الحرب سے دار الاسلام مین تشریف لے آئے - کیا دار الحرب مین
حج کرنا ہوتا ہی اگر ہوتا ہی تو آپکے پیرو مجتہد کا بڑا دار الحرب لندن وغیرہ مین جاکر

حج نہ کرکے۔ خواہ نخواہ مکہ معظمہ مین جاکر شریف مکہ (جسکو آپنے پلید مکہ قرار دیا ہے)
کے حبس مین محبوس ہوکر توبہ نامہ لکھدینا کیا تھا۔ انکی بڑی خطا ہوئی۔ اُنکو
انکے توبہ سے توبہ کروا دیجئے۔ اور بڑے دار الحرب سے حج کروا لائے۔ کیونکہ
آپ ہی نے اُنکو لوگون سے بچایا۔ اور مقلد سے غیر مقلدین بنوایا۔ اتنا ہی
کروا لیجیے۔ پھر آپنے لکھا۔ وہ جھوٹ محض ثابت ہوا۔ ہان فی زماننا سچ کا نام
جھوٹ اور جھوٹ کا نام سچ قرار پاگیا ہے۔ لقول النبیؐ قال رسول صلعم
سیاتی علی الناس سنوات خداعات یصدق فیہا الکاذب
ویکذب فیہا الصادق اخرجہ ابن ماجہ۔ اجی صاحب اگر اِس خبر کو (جو
ہزارون و لاکھون حاجی وغیرہم کی زبانی ثابت ہوگئی۔ اور اب تک تدارک
اسکا ممکن ہے کہ لوگ ہر برس مین حرمین شریفین سے آمد و رفت کرتے ہین
اور اسکی حقیت کو ظاہر کرتے ہین) جھوٹ کہیگا۔ تو اخبار احاد و صحاح کو جو چند راویون
کی زبانی دو ڈھائی برس کے بعد ثابت ہے کیا کہیگا۔ کیونکر صحاح کو صحاح کہیگا۔
اور انہین احادیث نبوی کہکر مانیگا۔ ذرا بتلا تو دیجے۔ نہین تو احکام شریعت
سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر آپنے لکھا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ سبحان اللہ
ما اعظم شانہ کہ کاذب کی زبان سے کاذب پر لعنت بھیجتا ہے۔ پھر آپنے لکھا۔ اپنا
نامۂ اعمال اور نیز قلب کو سیاہ کرتے ہین۔ کیا خوب اپنے گناہ کی سزا دوسرے
پر دھرتے ہین۔ کیا آپنے ابھی شریف مکہ کو پلید مکہ اور حرمین شریفین کو دار الحرب
اور سچ کو جھوٹ لکھکے اپنے دل کو سیاہ نہ کیا۔ پھر آپنے لکھا۔ خدا و رسول بھی
کچھ چیز ہین۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ آپ لوگ اگر خدا کو خدا جانتے اور رسول کو

رسولؐ مانتے تو خدا کے ہاتھ و پاؤن وناک وکان وغیرہ ثابت نہ کرتے۔ جیسے آپ لوگون کے آقا جناب نواب صدیق حسنخان صاحب بہادر نے اپنے (رسالۃ الاحتوا علی مسئلۃ الاستوا) مین لکھا نہ رسولؐ کی رسالت کے اختتام کا انکار کرتے۔ پھر آپنے لکھا۔ غیبت وکذب دین مین کیا۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ آپ تو خود غیبت کرتے ہین۔ پھر اپنے کو فضیحت دوسرے کو نصیحت کیسی پھر آپنے لکھا۔ راقم ایک بندۂ خدا راجپوتانہ بارشاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری۔ اس عبارت سے دو امر لازم آتے ہین ایک تو یہ ہی کہ اس خط کو کسی راجپوت الاصل والنسل نے راجپوتانہ سے آپکے حکم کے موافق لکھا۔ کیونکہ اسطرح کا کلام خلاف شرع کسی مومن کی زبان سے نہین نکلتا ہی۔ دوسرا یہ ہی کہ آپنے خود لکھکر دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ بہر تقدیر استعجاب کی جگہ ہے کہ آپنے کیونکر ایسی حرکت کی یا اجازت دی خدا ہدایت کرے۔ فقط۔ سواے اسکے لاہوری صاحب نے اگر اور لوگون نے اور اور تحریرات متناقضہ وتقریرات متخالفہ مے نوشون کی طرح مبہوت ومدہوش ہوکر درج اخبار کیا۔ جسکو ہمنے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ نہین تو انکی بھی خبر لیتا۔ **الغرض** نتیجہ اس تحریر کا یہ ہی کہ جب سرگروہ غیر مقلدین میانصاحب کا توبہ کرنا ثابت ہوگیا۔ تب کل غیر مقلدین کو بھی توبہ کرنا واجب ہوگیا کہ اپنے امام وپیشوا کا اقتدا واجب ہی اور برابر کرکے آیا اسوقت نہ کرنا کیسا۔ **سواے اسکے** مین پوچھتا ہون کہ میانصاحب نے ضلالت سے توبہ کی یا ہدایت سے۔ اگر ضلالت سے توبہ کی۔ تب کل انکے مریدین کو بھی چاہیے

ضلالت سے توبہ کرین - اور اگر ہدایت سے توبہ کی تو خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بنے - تو سبکو چاہیے انکی اتباع سے منھ موڑین - اور جو جو کتابین انکی عدم تقلید شخصی مین تالیف و تصنیف ہو کر شائع ہوئین کل کو جلا دین - بھولکر بھی انکی حجت مقلدین کے مقابلہ مین نہ لادین - وہ توبہ نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - اما بعد فان السید المولوی محمد نذیر حسین الدہلوی والحاج المولوے سلیمان بن الحاج اسحاق الجوناکدی من مرشدی الفرقۃ الضالۃ الوہابیۃ من غیر المقلدین وصلا الی مکۃ المکرمۃ فلما ظہر حالہما اُحضِرَ فی المحکمۃ العلیۃ واُستُتیبا فتابا عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدہ والطریقۃ الخبیثۃ الوہابیۃ بین یدی حضرۃ المشیر المفخم والدستور المکرم والوزیر المعظم والی ولایۃ الحجاز دولتلو السید عثمان نوری باشا لا زالت شمس اجلالہ من افق الاقبال بازغۃ وکتبا بقلمہما ما ترجمتہ ہذا وکذلک کل من کان عقیدتہ کعقیدتہما من رفقائہما وممن اقام بمکۃ المکرمۃ وذلک فی السادس والعشرین من ذی الحجۃ من عام ۱۳۰۰ -

ترجمتہ ما کتب المولوی نذیر حسین الدہلوے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلّیًا امّا بعد فانّ العاجز السیّد محمد نذیر حسین
متبع السُّنة والجماعة عقیدةً وفعلاً وانا اعلم ان خلافها
من المذاهب کلها سوء سواء کان من الرافضیّة والخارجیّة
والوهابیّة وانی افتی موافقا للمذهب الحنفی وانا حنفی المذهب
وتبت مما اخطأت وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی اٰلہ و
صحبه اجمعین +

الراقم السیّد محمد نذیر حسین بقلمہ +

ترجمۂ ما کتب المولوی الحاج سلیمان الجوناگڈی +

الحاج سلیمان بن الحاج اسحاق الحنفی المذہب الآن تبت
مما اخطأت واقول ان مذهب الوهابیة باطل الف مرّة
وانا علی مذهب الحنفی الامام الاعظم وبالله التوفیق وهو الرفیق +

صحیح الحاج سلیمان جوناگڈی

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلّیاً اما بعد عاجز سید محمد نذیر حسین متبع
سنت والجماعة عقیدةً وفعلاً اور اوسکے خلاف جتنے
مذاہب ہین خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ وہابی سبکو
برا سمجھتا ہون اور موافق مذہب حنفی کے فتویٰ دیتا ہون

اور حنفی المذہب ہون وتبت حما اخطارت وصلے اللہ تعالی علے سیدنا ومولانا محمد وعلے الہ واصحبہ اجمعین

الراقم محمد سید نذیر حسین بقلم خود

نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان جوناگڈہی

حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی المذہب اتحد خطا نمودم ازو توبہ ست مذہب وہابی باطل ست الف مرۃ مذہب حنفی امام اعظم دارم وباللہ التوفیق وہو نعم الرفیق + دستخط

صحیح حاجی سلیمان جوناگڈہی

طبع فی المطبعۃ المیرتیۃ الکائنۃ بملۃ المحمیۃ

اعتراض اجی صاحب میان صاحب نی توبہ کھان کی بلکہ اُنھون نے تو عرب کے آنکھون مین خاک ڈالکر اپنے کو خلاص کرکے نکل آئے کسی نے اُن کی عبارت کو نہین سمجھا + کیا لوگ حج ہین توبہ کرنیکو نھین جاتے ہین ویساہی جاکر توبہ کر آئے اِس سے غیر مقلدیت سے توبہ کرنا اور سنت جماعت کے اتباع سے مقلد بنا کیون کر ثابت ہوتا بلکہ اُنھون نے تو کل مذاہب کو سو دلکھا + اور انا حنفی المذہب کو تقیتاً لکھکر اپنے کو بند سے خلاص کیا جواب اِسکا کئی وُجوہون سے دیتا ہون

وجہ اوّل پہلے تم کو تو اِس توبہ نامہ سے انکار تھا الحمد للہ اب اقرار ہوا لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ جن منکرین نے قبل از مرگ واویلا

مچا کر کذب و بہتان اخبار و نمین چہاپا تہا + اونکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا
مصداق بناپڑا وجہ دوم اوایل مین اس توبہ نامہ کا تخطیہ یون ہوتا تہا کہ اہل عرب
اور میان صاحب ایسی ہیچ عبارت کیا لکہینگے + ایک جاہل ہی نہین لکہے گا + یعنے
اسکی عدم فصاحت و بلاغت ظاہر ہوتی تہی + اب اسکی فصاحت و بلاغت نکلتی
ہے کسکو اعتبار کیجئے ذرا بتلا تو دیجئے + وجہ سوم عرب کے آنکہونمین خاک
ڈالکر پاک نکل آنا کہنے سے اپنے آنکہونمین آپ خاک ڈالنا اور ایسا لنسے ہاتہہ دہو کر
پاک نکل آنا ثابت ہوگیا + کہ پہلے تم لوگون کے آنکہونمین ہی خاک پڑی تہی تب
ہی تو اسکی فصاحت و بلاغت نہ دیکہی + من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع
فیہا دوسرا تمہارا میانصاحب اس آیت کا مصداق بنا قولہ تعالی و اذا لقوا
الذین آمنوا قالوا آمنا و اذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم
انما نحن مستہزؤن ط حضرت یہہ طریقہ منافقونکا ہی کیا آپ اپنے میانصاحبکو
منافق بنانا چاہتے ہین لاحول ولاقوۃ وجہ چہارم کسیسے اونکی عبارتکو نہین
سمجہا + حضرت اس سے تو پہلے تمہاری جہالت ثابت ہوتی ہے کہ تم نے ہی
پہلے نسمجہکر تخطیہ کیا تہا + المقر یؤخذ باقرارہٖ ع تم ہمکو ہی کہتے ہو کچہہ
اپنی بہی خبر ہے + وجہ پنجم ۵ میانصاحبنے توبہ کہان کی کہنے سے صاف
ظاہر ہوگیا کہ تمہاری آنکہہ پہوٹی ہی نہین تو تبت مما خطأت پر نظر پڑتی + +
وجہ ششم یہان لوگ مکہ معظمہ کے ملتزم شریف مین توبہ کرتے ہین اور اسکو
خانہ خدا سمجہتے ہین لیکن آپکے میانصاحب شاید خانہ خدا سے بیزار ہوکر اس سے
اعراض کرکے حضرت دولتلو سید عثمان نوری پاشا خانہ کو توبہ خانہ سمجہکر وہان

جاکر توبہ کیا + نعوذ باللہ منہ + اجی صاحب یہہ تو گڑھے سے نکل کر کنوئے مین
گرنے کی نقل ہے + اس تامہ وپرلات سے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا اقرار کرنا اچھا تھا
جس سے خسر الدنیا والآخرۃ سے نجات پاتا + کیون نہو حال مضلین کا یہہ ہے
وہ راست ہدایت کو چھوڑکر راہ کج ضلالت پر چلتے ہین اور اپنی ضلالت سے اوس نا حق کو
حق تصور کر لیتے ہین + کیا کرے ع بات پشیمانیکی جو کچھہ ہی سو پیش آہی ہے + التقدیر لا یرد
ع تعلیم جو سو وچون تقدیر سابق ست + وجہ ہفتم غیر مقلدیت سے توبہ نکرنیکا
اظہار کرنا عین عدم فہمی عبارت پر اقرار کرنا ہے کیونکہ اس توبہ نامہ کی پہلی عبارت یہ جو
فلما ظہر حالہما احضر فی المحکمۃ العالیۃ واستتیبا فتابا (تا)
وکتبا بقلمہما ما ترجمتہ ہذا ہے اوسکا اور آپکے میانصاحب وغیرہ کی عبارتکو
تطبیق دینے سے سوائے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکی اور کچھہ تاویل کی گنجایش
نہین ہوسکتی ہے بلکہ اوسکی ہی تصدیق ہوتی ہے + اسکو تمنوا آموزونکی
سمجھہ ہی خطا نکریگی + کیونکہ استتیبا (تا) عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدۃ
والطریقۃ الخبیثۃ الوہابیۃ کے جواب مین میانصاحب نے نبت وغیر ذلک
لکہا + وجہ ہشتم متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃ وفعلا سے غیر
اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بہت ہی جہالت وبلادت ہے + کیونکہ جب
آپکے میانصاحب نے من المذاہب لکہا سو اوسکی تفسیر کو بعدیمن الرافضیۃ والخارجیۃ
والوہابیۃ مقید کردیا + تب مضمون تخصیص الشیء بالذکر یدل علی
نفی ما عداہ کما ذکرہ الامام السرخسی رح + مذاہب اربعہ لفظ سوی
مین شامل نہ رہا + معہذا اس سے غیر اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بلادت

نہین تو کیا + اگر آپکو عبارت سمجھنے کی قدرت نہین تو میان صاحب سے پوچھ لیجئے وہ تو خود موجود ہین اپنی عبارت کو خوب سمجھتے ہین + ضرور وہ بھی سیاق و سباق سے عبارت کے جو مطلب نکلے وہی کہینگے نہ آپکی طرح جعلی مطلب مراد لے وینگے + اگر یون بھی تو کون اعتبار کریگے + سوای اسکے بالاتفاق اتباع مذاہب اربعہ کا نام اتباع سُنت وجماعت ہی کیونکہ اتباع سُنت وجماعت کا سوای اس چار مذہب کے متحقق نہین کما مر دلایلہٗ وجہ نہم انی افتی موافقا للمذہب الحنفی وانا حنفی المذہب کو کیا کیجئیگا + کسپر اس کذب بہتان کا بوجھ دہرا جائیگا اگرچہ میان صاحب نے ظاہرداری کی + اور بیاض جھوٹ لکھا تو وہ بخوبی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنے نہین تو آپ حضرت کیون خواہ نخواہ میان صاحب کو آیت واذا لقوا الذین الخ مذکور کا مصداق بناتے ہین وجہ دہم تقیہ کی بات جو آپنے لکھی وہ تو قابل سماعت ہی نہین اس وجہ سے کہ وہ فعل رافضیونکا ہے اور آپکے میان صاحب نے رافضیت سے صاف توبہ کیا + پہر کیون بیچارہ تائب کو رافضی بناتی ہو گیا آپ حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو بہولتے ہین ع صاحب کا کچھ دوس نہین عملہ گڑبڑ کرتے ہین + معہذا + اگر کبھی اس عبارت کو تقیہ پر حمل کیجئے + تو انکو متبعین سے حدیث و قرآن کے نکال دیجئے کیونکہ یہہ تو مشرکین و کفار کے حبس مین محبوس نہین ہوے تھے + جسمین اجرای کلمہ کفر مین متخیر ہوکر بترک عزیمت رخصت کو (جسکو آپنے تقیہ قرار دے رکہا ہی) اختیار کرنا درست ہوتا + یہان تو اظہار حق کے واسطے مومنین متشرعین اسی

حجاز (جسکی والیت اور منقبت بآیت وما کانوا اولیاءه ان اولیاءه
الا المتقون ثابت ہے) کہ جس مین محبوس ہوے تھے بخوبی اظہار
حق کر سکتے ہیون نکیا + اور کیون بمضمون قوله تعالی ومن لم یحکم
بما انزل الله فاولئك هم الکفرون اور قوله تعالی ومن لم یحکم
(تا) هم الفاسقون اور قوله تعالی ومن لم یحکم (تا) هم الظالمون ط
کافر و فاسق و ظالم بنا + اور اگر ملامت کا خیال تہا تو قوله تعالی ولا
یخافون لومة لائم اسکے دفعیہ کے لیے کافی تہا + اور اگر ڈر کا خیال
تہا + تو قوله تعالی ولا تخشوا الناس واخشون الخ اسکے ازالہ کے واسطے
شافی تہا + نہی عنہ پر عمل کرنا کیا تہا بلکہ حدیث الصدق ینجی والکذب
یہلک پر اعتقاد کرنا تہا کیون نہو اگر ایمان کامل رکہتے تو قوله تعالی
الله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین پر عمل کرتے اور بمضمون
الله ورسوله احق ان یرضوه ان کانوا مؤمنین خدا و رسول
کی خوشنودی کو اولی جانتے + اور اگر اتباع قرآن و سنت کا کرتے تو
قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ الخ کا اتباع ضرور کرتے + اور اگر اون کے
زعم مین تقلید شخصی باطل تہی باوجود اسکے انہون نے اسکی حقیقت کا اقرار
کیا + تو بخوبی قوله تعالی لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم
تعلمون کا مصداق بنا + اور اگر فقط حدیث پر بہی عمل کرتے تو بہی
بمضمون حدیث الساکت عن الحق شیطان اخرس نہ بنتے + بلکہ اظہار
حق پر کمر باندھتے + کیا اون کو فقط ہندوستان کے عوام کالبہائم والانعام

عمل بالحدیث والقرآن کے تکیہ پر گمراہ کرنے کی لیاقت تھی اور وہاں مکۂ معظمہ میں علماء دین سے مناظرہ کیسا حیثیت و لیاقت جاتی رہی پھر اجتہاد کا دعوی کیسا اور عمل بالنص پر دم بھرنا کیسا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم +

تذئیل در بعض فتاوی کہ بوقتِ اختتامِ طبع این کتاب بوقوع آمدہ بنظرِ نفع عام الحاقش کردہ شدہ +

این فتوی بجوابِ استفتای مستفتی نبیرۂ حاجی قاضی رمضان علی غفرلہ الباری جناب مولوی عبدالحق صاحب چھپروی ادام مجدہ العلی نوشتہ شدہ +

اطلاع

چون دلائل این فتوی باہم مشترک اند بنا بران بجہتِ ہر سوال جوابش نداده این را یکجا جمع کردہ شدہ لہذا بظاہر عدمِ تطبیق مفہوم گشتہ در حقیقت انطباق کلی یافتہ شدہ

ما قولهم رحمهم الله تعالیٰ

اندرینکه اگر کسے صحابہ رضی عنہم را باعث باہم مشاجرات ومنازعات آنان سب وشتم نماید + یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ را بر شیخین تفضیل دہد + و یا بر حضرت معاویہ رضی لعن وطعن کند + یا کسے سب کنندہ را از سب وشتم صحابہ رضی توبہ کردن گوید واو بجوابش گوید که من چه کرده ام که توبہ بکنم + پس آن کس کافر خواہد شد یا فاسق یا ضال یا مبتدع یا فاعل گناہ کبیرہ و بر ہمچنین کس سلام کردن روا ہست یا نہ + واو را تعزیر کردہ خواہد شد یا نہ + وشہادتش مقبول خواہد شد یا مردود + واگر توبہ کند توبہ اش مقبول خواہد شد یا نہ

بینوا و توجروا

الجواب سب وشتم کنندہ رضی اللہ عنہم را کافر گفتن مسئلہ ایست مختلف فیہ اما در فاسق وضال ومبتدع وگنہگار بگناہ کبیرہ بودنش شکے وشبہ نیست وسلام بر ہمچنین کس درست نیست + واو را تعزیر کردہ خواہد شد وبانکار توبہ کافر خواہد شد + واگر توبہ کند بمذہب مختار بدلیل تعمیم مضمون قولہ تعالیٰ ہو الذي یقبل التوبۃ عن عبادہ توبہ اش مقبول خواہد شد وشہادتش مردود لما في در المختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث و ہو المختار للفتوی ولما فی الاشباہ والنظائر سب الشیخین

ولعنهما كفر ولما في العالمكيري والخلاصة والبزازية ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما عياذا بالله فهو كافر ه اين اقوال مختص بالشيخين ست ايضا وفي الاشباه الكفر شيئ عظيم فلا اجعل المؤمن كافرا متى وجدت رواية انه لا يكفر + ايضا فيه ولا يكفر احد من اهل القبلة الا بجحود ما دخله (تا) وفيه بعض اختلاف لكن لا يفتى بما فيه اختلاف و في رد المحتار لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن + ايضا فيه فعلم ان ما ذكره في الخلاصة من انه كافر قول ضعيف مخالف للمتون والشروح بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت وقد الف العلامة ملا على القاري رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا نعلم قطعا بما عزي الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير مخالف للاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب وقد مر انفا ان المذهب قبول توبة ساب الرسول صلعم فكيف ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله وقد الزمت نفسي ان لا افتي بشيئ من الفاظ التكفير المذكورة في كتب الفتاوى نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة ؓ او انكر

صحبة الصديق رضـ او اعتقد الالوهية في علي او ان جبرئيل غلط في الوحي او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف القران ولكن لو تاب تقبل توبة **وايضا فيه** ٣٠٣ وسب احد من الصحابة وبغضه لا يكون كفرا لكن يضلل **وايضا فيه** ٢٨٦ لا ينبغي للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام **وايضا فيه** ١٥٢ وترد شهادة من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق (تا) او يظهر سب السلف يعني الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون الخ **ولما في نصاب الاحتساب** ٦٩ واما ما يتعلق بالمفتي والقائل يجب ان يعلم انه اذا كان في المسئلة وجوه وجه يوجب التكفير ووجه يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم ثم ان كان نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان كان يريد به الوجه الذي يوجب التكفير لا ينفعه فيفتيه المفتي ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وتجديد النكاح بينه وبين امرأته + ومن اتى بلفظة الكفر مع علمه انها لفظة الكفر ولكن اتى بهما عن اعتقاده فقد كفر + وان لم يعتقد ولم يعلم انها لفظ الكفر ولكن اتى بها عن اختيار فقد كفر عند عامة العلماء لا يعذر بالجهل وان لم يكن قاصدا في ذلك **ولما في فقه الاكبر** ٨٥ ولا نذكر الصحابة رضـ الا بخير ولا تكفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها ولا تزيل عنه اسم الايمان **ولما في عقائد النسفي** ١٠١ وتكف عن ذكر الصحابة رضـ الا بخير **ولما في العالمگيري** ٢٦٨

وانکان یفضل علیا کرم الله وجهه علی ابی بکر رضی لا یکون کافرا الا
انه مبتدع الخ ولما فی القنیه ص۱۶۵ ولا یسلم علی الشیخ المازح
والزنا والکذاب او اللاغی ومن سب الناس الخ ولما فی المرقاة ص۲۳
ان سب الصحابة رض حرام ومن اکبر الفواحش ومذهبنا ومذهب
الجمهور انه یعزر وقال بعض المالکیة یقتل وقال القاضی عیاض
سب احدهم من الکبائر وقد صرح بعض علمائنا بانه یقتل
من سب الشیخین وفی الاشباه والنظائر کل کافر تاب فتوبته مقبولة
فی الدنیا والاخرة الا الکافر بسب النبی صلعم وسب الشیخین او احدهما
ولما فی رد المحتار ص۱۹۵ عزر کل مرتکب منکرا ومؤذی مسلم
بغیر حق بقول او فعل ولما فی الحمادیة ص۲۲۱ ومن کشف الغوامض
الاصل فی وجوب التعزیر ان کل من ارتکب منکرا کبیرة لیس له حد
المقدر فی الشرع او اذی مسلما بقوله او بفعله فانه یجب التعزیر
علیه (تا) وکل جنایة لیس فیها حد مقدر فالتعزیر فیها واجب
ولما فی العالمکیری ص۳ رجل ارتکب شیئا من الصغائر
فقیل له تب الی الله فقال من چه کرده ام تا توبه باید کرد یکفر کذا فی المحیط
(تا) ولو ان رجلین تشاجرا فقال احدهما لا حول ولا قوة فقال الاخر لا حول
بکار نیست الخ یکفر فقط + هکذا حکم الکتاب والله تعالی اعلم
بالصدق والصواب + عبد الحکیم مدرس اول مدرسه

ابو الطاهر ولادت حسین سابق مدرس اول هوگلی مدرسه محسنیه   محسنیه هوگلی

تحریر واعظانه وتقریر پندانه درین باب از مستخرج

محمد عبد القادر بہیم صیف آت

این ہمہ کہ نوشتم۔ حسب دستور فتوی بدلائل کتب فقہیہ نوشتم + حالا مناسب میدانم + کہ چند حدیث نیز درینباب بیارم و پیش نظر ناظران بکنم تا بعضی و سب و شتم کنندگان را بفہمانند + واز مضامین احادیث ایشان را بترسانند + تا ایشان نیز سب و شتم را منہی عنہ دانند و باز دیگر ہمچنین جرأت نکنند و ہر چہ کردہ اند از آنہا توبہ سازند و در مشاجرات و منازعات صحابہ رض چہ اعتقاد باید داشت معلوم کنند حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو

ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدہم ولا نصیفہ (تا) قال کان بین خالد بن الولید وبین عبد الرحمان بن عوف شیء فسبہ خالد فقال رسول اللہ صلعم لا تسبوا احدا من اصحابی رض فان احدکم لو انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدہم ولا نصیفہ اخرجہ مسلم ص۲۸۷ حدیث قال رسول اللہ صلعم لا تسبوا اصحابی الخ اخرجہ ابوداؤد ص۲۸۴ حدیث قال رسول اللہ صلعم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم

عبد الرؤف عفی عنہ

عبد السلام عفی عنہ

من اجاب فقد اصاب

محمد ابو اسحاق عبد الرزاق

مدرس سوم ہوگلی

فيبغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني
فقد اذى الله ومن اذى الله يوشك ان ياخذه
هذا حديث حسن لا نعرفه الا من هذا الوجه اخرجه
الترمذي حديث قال رسول الله صلعم اذا
رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله
على شركم اخرجه الترمذي حديث قال رسول الله
صلعم ان من الكبائر ان يشتم الرجل والديه
قالوا وهل يشتم الرجل والديه قال نعم يسب الرجل
ابا الرجل فيسب اباه ويسب امه فيسب امه اخرجه
الخمسة الا النسائي كذا في التيسير **تنبيه** ازين حديثها
سب صحابه رض منهي عنه شدن وازحب صحابه حب رسول الله
وازبغض صحابه بغض رسول الله لازم آمدن وازاذيت
صحابه اذيت رسول الله وازاذيت رسول الله اذيت
خدا وازاذيت خدا ماخوذ شدن وبرشر سب كنندگان
لعنت كردن وسب را ازكبائر ثابت شدن وبخوبي
ثابت ومتحقق گشت وعلى وجه الكمال بصورت جمال حق
برمركز قرار گرفت ودر نووي تحت باب تحريم سب
الصحابه رض اين عبارت نوشته واعلم ان سب
الصحابه رض حرام من فواحش المحرمات سواء من

عبد العلي عفي عنه ١٢٩٣ھ
عربي پروفيسر هوگلي كالج

محمد عبد الرحمن ١٢٨٩ھ
چهارم مدرس مدرسه هوگلي

محب

محمد عبد الحميد

جلال الدين عفي عنه

الابس الفتن منهم او غيره لانهم مجتهدون في تلك الحرب ومتاولون
لزنا؟ قال القاضي في سب احدهم من المعاصي الكبائر ومذهبنا
مذهب الجمهور انه يعزر ولا يقتل وقال بعض المالكية يقتل الخ +
وايضا فيه تحت كتاب الفتن واعلم ان الدماء التي جرت بين الصحابة رضي الله
عنهم ليست بداخلة في هذا الوعيد ومذهب اهل السنة والحق احسان الظن
بهم والامساك عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون متاولون
لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه المحق و
مخالفه باغ فوجب عليه قتاله ليرجع الى امر الله وكان بعضهم مصيبا
وبعضهم مخطيا معذورا من الخطاء لانه مجتهد والمجتهد اذا اخطا لا اثم
عليه وكان علي كرم الله وجهه هو المحق المصيب في ذلك الحروب هذا
مذهب اهل السنة وكانت القضايا مشتبهة حتى ان جماعة من الصحابة
تحيروا فاعتزلوا الطائفتان ولم يقاتلوا ولو يتقنوا الصواب لم يتاخروا
من مساعدته ايضا فيه تحت باب فضائل الصحابة رضي الله عنهم
اما معوية رضي الله عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء واما
الحروب التي جرت فكانت بكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب
انفسها بسببها وكلهم عدول رضي الله عنهم ومتاولون في حروبهم وغيرها
ولم يخرج شيئ من ذلك احدا منهم من العدالة لانهم مجتهدون
اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون
بعدهم في مسائل من الدماء وغيرها ولا يلزم من ذلك نقص احد منهم

واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضايا كانت
مشتبهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهادهم
وصاروا ثلثة اقسام قسم ظهر لهم بالاجتهاد
ان الحق في هذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب
عليهم نصرته وقتال الباغي عليه فيما اعتقدوه
ففعلوا ذلك ولم يكن يحل لمن هذه صفته التاخر
عن مساعدة امام العدل في قتال البغاة في اعتقاده
وقسم عكس هؤلاء ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق
في الطرف الاخر فوجبت عليهم مساعدته وقتال الباغي
عليه وقسم ثالث اشتبهت عليهم القضية وتحيروا
فيها ولم يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفريقين
وكان هذا الاعتزال هو الواجب في حقهم لانه
لا يحل الاقدام على قتل مسلم حتى يظهر انه
مستحق لذلك ولو ظهر لهؤلاء رجحان احد الطرفين وان
الحق اليه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال البغاة
عليه فكلهم معذورون رضي الله عنهم ولهذا اتفق
اهل الحق ومن يعتد به في الاجماع على قبول
شهاداتهم وروايتهم وكمال عدالتهم
رضي الله تعالى عنهم اجمعين + واختلافات صحابه

ابو محمد عبد الحكيم ١٢
عبد العلي عفي عنه
عبد المعبود غفر له الودود
عظيم الدين احمد غفر له الصمد
محمد عابد علي غفر له
سلطان حسين ١٢٩٣
عبد الرزاق

رضی اللہ عنہم حسب مشیت الٰہی ست در ان کسے را حرف
زدن نباید + لما فی المشکوٰۃ عن عمر رضی اللہ عنہ قال
رسول اللہ صلعم یقول سئلت ربی عن اختلاف
اصحابی من بعدی فاوحی الیّ یا محمدؐ ان اصحابک
عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض
ولکل نور فمن اخذ بشیٔ مما هم علیہ من اختلافهم
فهو عندی علی هدی قال قال رسول اللہ صلعم اصحابی
کالنجوم فبایّهم اقتدیتم اهتدیتم رواہ رزین + و
لقول النبی صلعم اذا ذکرتم اصحابی فاسکتوا
کذا فی الخلفاء + وقولہ تعالیٰ تلک امۃ قد خلت
لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عمّا
کانوا یعملون ۝ سورۂ بقر و قولہ تعالیٰ واللہ
خلقکم وما تعملون ۝ سورۂ کد این جا نیز روایت
ابی نصر + قال ذکروا علیاً وعثمان وطلحہ وزبیر
عند ابی سعید فقال سبقت لهم سوابق و
اصابتهم فتنۃ فردّوا امرهم الی اللہ اخرجہ
ابوبکر هکذا فی ازالۃ مصدّق این قول وقال
ونیز ازین روایت ابو بختری حال اہل جمل بوجہ احسن
منکشف خواہد شد حدیث عن ابی البختری قال

اجاد من اجاب و افاد
من اصحاب محمد اشرف عفی عنہ
سابق مدرس اول ہوگلی

الجیب مصیب
غلام سلمانی عباسی عفی عنہ
مدرس دوم مدرسۂ ہوگلی

محمد عبد الجلیل

قائم مقام مدرس دوم
کالجیٹ اسکول ہوگلی

محمد عبد العزیز عفی عنہ ۱۳

محمد بشیر اللہ

سئل علي من اهل الجمل قال قيل مشركون هم قال
من الشرك فروا قيل منافقون هم قال ان المنافقين
لا يذكرون الله الا قليلا قيل فما هم قال اخواننا
بغوا علينا وقال علي اني لارجو ان تكون كالذين
قال الله عز وجل ونزعنا ما في صدورهم من غل
اخوانا على سرر متقابلين + اخرجه الحاكم كذا في
الازالة + ونيز درين روايت حضرت علي رض حال افراط
وتفريط كنندگان در حضرت علي رض بوضوح پيوست
وشك متشكيان بخوبي مندفع گشت حديث
عن علي رض قال دعاني رسول الله صلعم فقال يا علي
ان فيك من عيسى عم مثلا ابغضته اليهود
حتى بهتوا امه واحبته النصارى حتى انزلوه
بالمنزلة التي ليس لها قال وقال علي الا وانه
يهلك في محب مطري بما ليس في ومبغض مفتري
يحمله شنآني على ان يبهتني الا واني لست بنبي ولا
يوحى الي ولكني اعمل بكتاب الله وسنة نبيه
صلعم ما استطعت فيما امرتكم به من طاعة الله
فحق عليكم طاعتي فيما احببتم او كرهتم وما امرتكم
بمعصية انا وغيري فلا طاعة لاحد في معصية الله عز وجل

عبد المنان غفرله

محمد عبد الحميد

لا رهيفيه
كيقباد احمد عفي عنه

محمد اسرائيل
غفرله الجليل

محمد مصدق
غفرله الحق

عبد العظيم
عفي عنه

انّما الطاعة فی المعروف اخرجه الحاکم + هرگاه بر شان اهل عرب
حدیث قال رسول الله صلعم من یرد هوان قریش اهانه الله رواه
[٢٥٢] الترمذی حدیث عن سلمان قال قال رسول الله صلعم لا تبغضنی فتفارق
دینك قلت یا رسول الله صلعم کیف ابغضك وبك هدانا الله قال
تبغض العرب فتبغضنی اخرجه [٢٥٢] الترمذی حدیث قال رسول الله
صلعم من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی ولم تنله مودتی رواه [٢٥٣] الترمذی
وارد گردد پس بر شان همان صحابهٔ کرام که قوله تعالی والسابقون الاولون
من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا
عنه واعد لهم جنّت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدًا نازل است
بچه طور سب وشتم منهی عنه نباشد. وسب کننده از شفاعت خارج نگردد + ومحبت
رسول او را در گیرد + ودر عذاب جهنم معذب نشود وچون بدلیل حدیث
لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا اخرجه البخاری وابو داود
والنسائی کذا فی [٢٢٢] التیسیر حدیث لا تسبوا الاموات فتؤذوا الاحیاء اخرجه
[٢٢٣] الترمذی کذا فی التیسیر حدیث بر مطلق مرده سب وشتم درست نباشد
منهی عنه گردد پس بچه طور بر صحابه بزرگان مرحومان که افضل العرب اند وبا فضیلت ایشان
آیه رسیدن تواند همچنین سب وشتم وفواحش که بقوله تعالی انما حرم الله الفواحش
حرام است منهی عنه نباشد آری همچنین حرکت از سنیان صادر شدن گویا
رافضیان را خوش کردن است ورافضیان اعدای سنیان اند واعدا را خوش کردن
بقوله تعالی فلا تشمت بی الاعداء منهی عنه است **تنبیه** ای سنیان

رافضی منشان ای مسلمانان نفاق از ایشان عبرت و خبرت گیرید و پند نصیحت پذیرید که رسول الله صلعم بقوله اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف الخ کذا فی المشکوة + تعظیم و تکریم و توقیر صحابه صغار و کبار را واجب فرموده اند که صیغه اکرموا امر ست و موجب امر وجوب پس عملش بر ما واجب ست + و نیز بلفظ ثم یظهر الکذب الخ بعد عبور زمان مبشر بالخیر + ظهور زمان مبشر بالشر بر کل تالیفات شر القرونی اعتماد کلی نمودن را هدایت نموده اند پس چه طور بر تالیفات شر القرونی که کذبش منطوق بالنص ست اعتماد کلی نموده و وثوق قلبی کرده برخلاف امر اکرموا اصحابی الخ و نهی + لا تسبوا اصحابی الخ بر صحابه که لفظش برای تعمیم ست و خصوصیت را و آن مداخلت نیست) سب و شتم کنید + و نفاق بدل دارید این نیست مگر تالیفات شر القرونی را کالوحی من السماء فهمیده و غیر رسول را رسول تصور دین ست با وجودش خود را سنی گردانید + و با وصف مخالفت نبی خود را از زمره امت نبی صلعم شمارید + لا حول و لا قوة ای مومنان همچنین مبتدعان را در مجالست و مکالمت توقیر و تکریم مکنید + بلکه بدلیل حدیث قال رسول الله صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام رواه البیهقی ره کذا فی المشکوة + توقیر ایشان را موجب هدم اسلام دانید + هذه کفایة لمن له الدرایة +

علاوہ برین بجواب استفتای رضی اللہ عنہ گفتن بنام حضرت معاویہ رض درست ہست یا نہ تحریرے دیگر و تقریرے آخر نوشتہ ام برائے معائنۂ محبان نقلش می کنم وہو ہذا

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین ✽ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین والائمۃ المجتہدین اجمعین ✽ اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم ہر برنا و پیر و کل صغیر و کبیر محمد عبد القادر غفر لہ الخبیر مے گوید کہ اگر کسے از ما سنیان بر تکیۂ اخبار و آثار محدثین و مورخین و بر نوشتۂ علمای متقدمین و فضلای متاخرین کہ در باب مشاجرات و منازعات صحابۂ مقبولین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہست و انہا بمشیت رب العالمین بوقوع آمدہ و ظاہر گشتہ + بر آنان لعن و طعن و اہانت نماید و عداوت نہانی بدل دارد خصوصا در کسر شان حضرت معاویہ رض چیزہای نا ملائم ذکر کند + البتہ بمضامین احادیث کہ در معصیت سب صحابہ رض وارد ہست معذب و فاسق و ضال شود و مبغوض خدا و رسول گردد و بر خلاف ماموربہ فاسکتوا کہ در حدیث اذا ذکر اصحابی فاسکتوا و منہے عنہ لا تسبوا اصحابی الخ عمل کردن لازم شود و باعث جہالت و بلادت یا بسبب ضلالت و بغاوت امر ظنی غیر یقینی را بر امر قطعی یقینی ترجیح دادن بر خود التزام کند اصلا در میان حق و باطل امتیاز نمی سازد خواہ بر نوشتۂ متعصبین و معاندین

فریب خورده راهِ جهنم گیرد + زیرا که بر صحت صحابیت حضرت معاویه بظاهر دو فریقین
موافقین و مخالفین را اتفاقیست کلی. در آن کفره و فجره را هم خلافیست جلی نه خفی نه جزئی
پس صحابی شدن حضرت معاویه از امر رسیت قطعی یقینی و صدور قبایح ازان معزز
الیه حکایتیست غیر یقینی که اکثر مورخین یا محدثین بمرض تعصب و نفسانیت و عداوت
مریض گشته نسخه های نوشته رفتند و بعضے بتقلید همان متعصبین و غیرهم نقل شده رساله ها
درنگاشتند و بعضے باعث بعد زمان بر اقوال معاندین فریب خورده امتیاز حق و باطل
کردن نتوانسته روایتها و حکایتها نوشته لبیک اجل کردند چنانچه اینهمه کوایف و لطایف
در تذکرة المذاهب و ما احسن الادلة القویه لدفع اجل الوهابیه نوشته ام + و دلیل شافی
و برهان کافی آورده ام پس اینها نیست + مگر امورات غیر یقینیه ظنیه است ازین باعث ملا
علی القاری در شرح فقه اکبر از احیاء العلوم امام غزالی رح این عبارت نوشته +
فان قیل هل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین او امر به قلنا هذا لم
یثبت اصلاً فلا یجوز ان یقال انه قتله او امر به فضلاً عن لعنه و لانه
لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق بل لا یجوز ان یقال ان ابن
ملجم قتل علیاً ولا ابولؤلؤ قتل عمر فان ذلک لم یثبت متواتراً + +
و بر همچنین امورات ظنیه تکیه کرده امر یقینی قطعی را (که عبارت از صحابیت است) ترک
ساختن و بر مخالفتش عمل کردن و بر آن اصرار نمودن کار نادانان و بلیدان و جاهلان
و احمقان نیست چیست و فعل فاسقان و فاجران و مبتدعان و ضالان نیست کیست که
در قذف و بدگوئی بجز ضرر نفع نیست و در دعا بغیر نفع ضرر چیست بلکه در سکوت
از لعن شیطان هم خطر نیست لهذا در فقه اکبر مذکور از احیای مذبور همین عبارت

مسطور است ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس فضلاً عن غیره بطرز دیگر
مے گوییم که اگر باعث بغاوت حضرت معاویه رض بر حضرت علی کرم الله وجهه مستحق
لفظ رضی الله عنه نباشد پس حضرت زید شهید رض که با برادر زاده امام وقت بغاوت کرده
بر او خروج نموده بود بطریق اولی مستحق لفظ رضی الله عنه نباشد بلکه ازان معنی عترت
که در حدیث ثقلین مذکور است نقصان پذیرد نه حضرت حسن رض باعث مصالحه با حضرت
معاویه رض مستحق نقص شدن تواند نه حضرات عائشه صدیقه رض و طلحه رض و زبیر رض وغیرهم
بسبب خروج بر حضرت علی رض مستحق نقص باشند و نه حضرت داود عم باعث قتل کنانیدن
حضرت اوریا رض برای گرفتن زوجه اش مستحق علیه السلام گردد + نه برادران حضرت
یوسف علیه السلام بسبب ظلم آنان بر حضرت یوسف عم قابل علیهم السلام شدن
توانند + نه حضرت آدم عم باعث نافرمانی و گندم خوری مستحق علیه السلام باشد طرفه
بر آن این است که نظائر و امثال مذکوره قطعی و نصی اند با وجودش با همین بزرگان
عداوت داشتن ممنوع شرعی است + و بغاوت حضرت معاویه رض خبریست ظنی
غیر یقینی + یا ظهورش بسبب خطای اجتهادی باشد + کما مر ذکره و آن معفو بعفوی
الهی گردد بلکه بدلیل حدیث قال رسول الله صلعم اذا اجتهد الحاکم فاصاب فله اجران
وان اجتهد فاخطأ فله اجر + اخرجه الشیخان ابو داود کذا فی التیسیر + مثاب
باشد چرا مستحق لفظ رضی الله عنه نباشد + و اگر کسی از سنیان رافضی منشان
بدین دلائل سنیان کوشیده باستدلالات فاسده رافضیان مستدل گشته بآیت تطهیر و
بحدیث ثقلین تمسک جوید و بروایت لفظ اهل بیت و عترت آیت و حدیث را تخصیص کند
و ضلالت پذیرد همانا تحفه اثنا عشریه بهدایتش بس که کفایت باشد که فی الحقیقت آیت

تطہیر بحدیث اہل کساء مخصص شدن نمی تواند بلکہ ہمان حدیث کسائی بر عدم
شمول اہل کسائی بآیت تطہیر دلالت کند تا بفہم اینمعنی عقل کامل باید و فہم شامل شاید
چراکہ اگر اہل کساء بآیت تطہیر شامل بودند ہر آئینہ ہرگز رسول خدا صلعم بدعای
اللّٰہمّ ہؤلاء آلی اہل بیتی تحصیل حاصل نمی فرمودند چونکہ سیاق و سباق عبارت
سابقہ و لاحقہ آیت تطہیر یعنی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اِنِ اتَّقَیْتُنَّ (تا) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِیَّۃِ
الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنَّمَا
یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ
تَطْہِیْرًا ۝ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ
دیگر آیت کریمہ خطاباً بسارہ علیہما السلام اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ
عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ کہ مفسر و مبین آیت تطہیر است
بر تخصیص ازواج مطہرات دال بود بنابران از رسول خدا صلعم ہمچنین دعا رونمود
ورنہ حاجت دعا چہ بود) و نیز حضرت ام سلمہ رض کہ این آیت تطہیر بخانہ اش رض نازل شدہ
بود با اہل کساء شامل نفرمود بلکہ بلحاظ تحصیل حاصل بجواب سوال حضرت ام سلمہ رض
اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ وَاَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ فرمود یعنی آیت تطہیر خود شاملش رض بود
لہذا در جلالین ج ۵۹۳ تحت یا اہل البیت ای نساء النبی مسطور و در عباسی یا اہل بیت
النبوۃ مذکور و در بیضاوی لان التخصیص لہم لا یناسب ما قبل الآیۃ وما بعدہا والحدیث
یقتضی انہم اہل البیت لا انہ لیس غیرہم مزبور فاین التخصیص وکیف العمل بخلاف ہذا
التنصیص علاوہ بر آن علی ہذا القیاس لفظ عترت ہم کہ در حدیث مذکور با اہل بیت مخصوص

شدن نمی توانند کہ کل اہل بیت بقول شیعہ ہم مہتدی بودند بلکہ بعضے از آنان باعتقاد فرقہ
مرتد و باغی گشتند نعوذ باللہ پس مضمون عترتی علی وجہ الکمال بسوئے جمیع اہل بیت صادق
نہ آمد لامحالہ نقصان پذیرد پس جامع افراد خود نشد و چون رسول خدا صلعم در شان حضرت
عباس نیز یا رب ہذا عمی و صنو ابی و ہؤلاء اہل بیتی الخ فرمود خصوصیت بر فوت
عمومیت رو نمود لہذا مانع دخول غیرہم نشد پس مضمون عموم من کہ در حدیث من سلک علی طریقی
او سنتی فہو اولادی و آلی و عترتی (علی الاختلاف) ست قیام گرفت و نیز قولہ تعالی
یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح مصدق قولم گشت بنا بران این مشل
بندگی باید شہزادگی مستوغ نیست شہرت گرفت اما ہان اگر چہ ازان افضلیت این پنجتن بزرگان را
قائل ہستم و اعتقاد شان دارم ہرگز آئینہ فاضل افضل و مفضول را مثل ما و شمایان مساوی نمی سازم بلکہ بمضمون
الکل درجات و فضلنا بعضہم علی بعض درجہ ہر یک را متفاوت دانم نہ مانند حمقا ہر بدا افضلیت افضل مفضول را
نا سزا گویم بلکہ بر شان کل مومنین متقدمین و بر جمیع مسلمین سابقین آیت ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم را تلاوت میکنم فقط ہذہ عبرۃ
لمن اعتبر و تبصرۃ لمن استبصر این نوشتہ خاکسار سراپا انکسار بلکہ از نوشتہ خود شرمسار محمد عبد القادر
عفی عنہ الغفار الستار السار ست علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین ان مسئلون مین کہ
تخمیر شدہ و لغیرہ کی حلت و حرمت مادہ مین شیخین کے قول پر فتوی ہے یا امام محمد کے قول پر ۲
انگریزی شرابین عرٹ جن بیر وغیرہ یعنی جو شرابین جو گیہون جو سیب شہد انجیر وغیر ذلک
من الحبوبات وغیرہ سے بنتی ہین اور تاڑی حسب مذہب مختار امام محمد رح کے حرام ہے
یا حلال ۳ بر تقدیر ثبوت حرمت اشیاء مذکورہ کے جسکا کثیر حرام ہے اوسکا قلیل بھی حرام
ہے یا نہین بینوا توجروا جواب مسئلہ اول خمر منصوصہ اشربہ مین امام محمد رح کے قول پر

فتویٰ ہے ۔ لما فی العالمگیری الفتویٰ فی زماننا بقول
محمد رح حتی یحد من سکر من الاشربۃ المتخذۃ من الحبوب والعسل
واللبن والتین لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون
السکر واللہو بشربہا کذا فی التبیین ۔ **ایضاً فیہ** وعند محمد رح
حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی الخلاصہ **ولما فی تنویر
الابصار** وحرمہا محمد مطلقا وبہ یفتی **ولما فی الدر المختار**
والکل حرام عند محمد وبہ یفتی ۔ **ولما فی رد المحتار** (قولہ وبہ یفتی)
ای بتحریم کل الاشربۃ **وایضاً فیہ** (قولہ وبہ یفتی) ای بقول محمد
وہو قول الائمۃ الثلاثۃ **ایضاً فیہ** (قولہ وغیرہ) کصاحب الملتقی
والمواہب والکفایۃ والنہایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح درر البحار
والقہستانی والعینی حیث قالوا الفتویٰ فی زماننا بقول محمد لغلبۃ الفساد وعلل
بعضہم بقولہ لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون اللہو
والسکر بشربہا **ولما فی النہایۃ** والفتویٰ علی قول محمد رح کذا ذکرہ الامام
المحبوبی ۔ **ولما فی الکفایہ** والشیخ الخسروانی رح ذکر فی الفتاویٰ ان الفتویٰ
علی قول محمد رح ۔ **ولما فی الجامع الرموز** وحاصلہ ان شرب (تا) وحرام
عند محمد رح فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتویٰ ۔ **تنبیہ** ۔
دیکھو ان کتابوں نے یعنے عالمگیری اور تنویر الابصار اور در المختار اور رد المحتار
اور ملتقی اور مواہب اور کفایہ اور نہایہ اور معراج اور شرح المجمع اور شرح درر البحار
اور قہستانی اور عینی سے شرح غیر منصوصہ میں امام محمد رح کے قول پر فتویٰ ہونا

اچھی طرحسے ثابت ہی اور اوسکے ضمن مین حرمت بھی ثابت ہوئی ++

جواب مسئلہ دوم - انگریزی شرابین - پورٹ - جن - بیز یعنے جو جو شرابین - جو - گیہون - جوار - سیب - شہد - شیر - انجیر - وغیر ذلک من الحبوبات وغیرہ سے بنتی ہین اونکا پینا حسب مذہب مختار امام محمد رح کے حرام ہے **لما فی الدر المختار** +

(وحرمہا محمد) ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہما قالہ المصنف (مطلقاً قلیلہا وکثیرہا (وبہ یفتی) ذکرہ الزیلعی وغیرہ واختارہ شارح الوہبانیۃ وذکرانہ مروی عن الکل ونظمہ فقال

شعر وفی عصرنا فاختیر حد واوقعوا + طلاقا لمن من مسکر الحب یسکر + وعن کلہم یروی وافتی محمد + بتحریم ماقد قل وہو المحرر + **ولما فی العالمگیری** اما الاشربۃ المتخذۃ من الشعیر اوالذرۃ اوالتفاح اوالعسل اذا اشتد وہو مطبوخ اوغیر مطبوخ فانہ یجوز شربہ مادون السکر عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وعند محمد رح حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی الخلاصۃ فان سکر من ہذہ الاشربۃ فالسکر والقدح المسکر حرام بالاجماع **ولما فی الہدایۃ** وما یتخذ من الحنطۃ والشعیر والعسل والذرۃ حلال عند ابیحنیفۃ رح (تا) وعن محمد رح انہ حرام ویحد شاربہ اذا سکر منہ ویقع طلاقہ اذا سکر منہ کما فی سائر الاشربۃ المحرمۃ **وایضا فیہا** وعند محمد والشافعی رح حرام ۱۲ + . + . +

تنبیہ دیکھو اس سے امام محمد رح کا اشربۂ مذکورہ کو حرام فرمانا
بخوبی ثابت ہے + **جواب مسئلہ سوم** + ہاں جسکا کثیر
حرام ہے اسکا قلیل بھی حرام ہی **لما فی الدر المختار** (وقال محمد
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام) **ایضا فیہ** (وحرمہا محمد) ای
الاشربۃ المتخذۃ (تا) قلیلہا وکثیرہا ۱۲ **ولما فی قاضیخان**
یحرم القدح المسکر منہ وہو الذی یعلم یقینا او بغالب الرأی انہ
یسکر وعلی قول محمد والشافعی رح لا یحل شربہ (تا) لمحمد والشافعی رح
قولہ علیہ السلام کل مسکر حرام وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیرہ
فقلیلہ حرام **ولما فی الہدایۃ** وہم فی اثبات الحرمۃ قولہ علیہ السلام
کل مسکر خمر وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ویروی عنہ
علیہ السلام ما اسکر الجرۃ منہ فالجرعۃ منہ حرام ولان المسکر
یفسد العقل فیکون حراما قلیلہ وکثیرہ کالخمر + **تنبیہ** +
جب ان دلائل و براہین سے غیر منصوصہ اشربہ میں امام محمد رح کے قول پر فتوے
دینا متفق علیہ مسئلہ ٹھرا اور امام محمد رح کا اشربۂ مذکورہ کو حرام فرمانا
اور جسکا کثیر حرام ہے اوسکے قلیل کو حرام کہنا حتی کہ جسکی ایک ہتھا پینے
سے نشہ ہوتا ہی اسکے ایک چلو پینے کو حرام فرمانا ثابت و متحقق ہوا پھر کیونکر
ان اشربۂ مذکورہ کی حلت کا فتویٰ دینا صحیح ہو + **فتاملوا** + ما اجاب المجیب صحیح [illegible] ہدایت اللہ عفا اللہ عنہ
ہکذا احکم الکتب واللہ تعالیٰ اعلم بالصدق والصواب +..+..+

لا مریۃ فی ہذہ المسئلۃ
محمد عبد القادر غفرلہ

ان ہذہ الاجوبۃ کلہا
صحیحۃ لا ریب فیہا
رقمہ عبد الباری [illegible] عفی عنہ

مستخرج محمد عبد القادر نے بحدیث الدین النصیحۃ خیر خواہی سے کچھ عرض کرنا ہی اور طرفین کے قول کی تطبیق بتاتا ہے

مومنو تاڑی خوری اور پورٹ نوشی کو چھوڑ دو اور ظاہر داری کو دینداری خیال مت کرو + کیونکہ ایمان دارون کی ایمانداری + اور دیندارونکی دینداری کا ڈھنگ کچھ اور ہی + اور ظاہر دارونکی ظاہر داری اور حیلہ جوئیونکی حیلہ جوئی کا رنگ کچھ اور ہی + کیونکہ دیندار لوگ اپنی دینداری اور تقاوت کی وجہ سے افراط و تفریط و شکوکات و اختلافات سے احتراز و احتیاط کرتے رہتے ہین + اور ظاہر دار لوگ بباطن خواہش نفسانی پر عمل کرتے پھرتے ہین + اما بظاہر چُن چُن کر اون روایتونکو جو اُن کے خواہش نفس کے مطابق سمجھتے ہین اپنے عمل کی دلیل گردانتے ہین جسمین لوگونمین متہم نہووین + یہہ کچھہ دینداری و خدا پرستی نہین + بلکہ سراسر نفس پرستی و ریاکاری و شر العبادی ہے + اسلئے ابن حجر عسقلانی نے اپنے تخریج احادیث الرافعی مین بروایت عبد الرزاق یون لکھا ہی کہ اگر کوئی بقول اہل مدینہ سرود سنے اور وطی فی دبر النسا کر نیکو اخذ کرے + اور بقول اہل مکہ متعہ اور صرف پر عمل کرے + اور بقول اہل کوفہ نشہ پینے کو اختیار کرے + وہ بدترین خلایق اور شر العباد ہے + چنانچہ اسکی دلیل ہمارے تذکرۃ المذاہب کے (٣٨١) صفحہ مین پاوینگے اگر نظر کرینگے اور جو لوگ ہر مذہب سے مباح کو تلاش کر کے اختیار کرتے ہین + وہ فاسق و فاجر بنتے ہین + اسکی دلیل بھی اسی صفحہ مین ملیگی + **اعتراض**

اگر فقط امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے تو کیا شیخین کا یہہ قول مردود ہے +
الشراب الرابع (تا) واذا غلی واشتد یحل شربہ فی قول ابی حنیفۃ
وابی یوسفؒ فی قولہ الاخر لاستمراء الطعام والتداوی والتقوی لطاعۃ اللہ تعالیٰ
دون اللہو واللعب والسکر کذا فی قاضیخان والعالمگیریہ
وغیرہ **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے **اولاً** شیخین کا قول صحیح
ومقبول ومقصود ہے مردود نہین ہے اما زمانہ خیر القرون کے ساتھ مخصوص ومعہود تھا +
انقلاب دوران واختلاف زمان کے سبب سے بظاہر مسدود ہو گیا + کیونکہ
زمانہ سابق کے لوگونکی قوت ایمانکا حال کچھ اور تھا + اب زمانہ حال کا حال
کچھ اور ہو گیا + حتیٰ کہ لوگ شراب کو شربت کے نام سے پینے لگے +
کیون نہو رسول خدا صلعم نے اسباتکی خبر آگے ہی سے دی ہے +
حدیث عن النبی صلعم قال لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا
بغیر اسمہا اخرجہ النسائی اخرجہ ابن ماجہ جب صریح روایت پادینگے
تب تو علانیہ پیا کرینگے + اسلئے علمائے کبار وفضلائے نامدار نے حسب حال زمانہ
کے بالاتفاق امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا + اور شیخین کے قول کو
اشربۂ غیر منصوصہ کے باب مین بظاہر مسدود ٹھہرایا کہ لوگ اسکے ٹیک پر افراط
وتفریط نکرے **ثانیاً** غایۃ فی الباب یہہ ہی کہ شیخین کے قول سے قدر
غیر سکر کی اباحت ثابت ہوتی + وہ بھی مقید بقیود ومشروط بشروط ہے +
لیکن امام محمدؒ کے قول سے حرمت ثابت ہوتی ہے + اور نا ظاہر نہین ہے
کہ جہان کہین حرمت واباحت مین تعارض واقع ہووے وہان حرمت کی ترجیح

ہوتی ہے + تب یہان پر بھی حرمت کی ترجیح ہوگی چنانچہ اشباہ میں ہے
اذا تعارض دلیلان احدھما یقتضی التحریم والآخر الاباحۃ قدم التحریم
بلکہ سارے اصول کی کتابون مین اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام کا قاعدہ
معروف و مشہور ہے پھر یہان پر کیون غلبہ نہو + اور سنئے امام محمد رح کا
قول محبوب و مقبول ہونے کی دلیل حضرت عثمان رض کے اس قول سے ثابت
و متحقق ہے + قال عثمان رض لما سئل عن الجمع بین الاختین بملک الیمین
احلتھما اٰیۃ وحرمتھما اٰیۃ فالتحریم احب الینا کذا فی الاشباہ +
ثالثاً اگر غور و فکر کرکے دیکھئے تو امام محمد رح اور شیخین کے قول مین منافات
کلیہ متصور نہین کیونکہ صورت سکر و تلہی وغیرہ مین دونون قول کا نتیجہ متحد ہی
ہے یعنے بالاتفاق حرام ہے + ہان عدم سکر وغیرہ کی صورت مین کسیقدر منافات
جزیہ بظاہر متحقق ہے + لیکن وہ منافات جزیہ بھی اسی روایت کے قیود و شروط
سے از خود مندفع و مسلوب ہی کہ فی زماننا لوگ قوت عبادت وغیرہ کے
لئے نہین پیتے ہین بلکہ نشہ و سرور کے غرض سے پیتے ہین لیکن اپنی ما فی الضمیر
مخفی کرکے بظاہر شیخین کے قول پر عمل کرتے ہین + کہتے ہین چنانچہ اسبات پر
رد المحتار کی اس عبارت نے شہادت دی والناس فی زماننا یشربون
للفجور والتلہی + جب نشہ اور سرور غرض ٹھرا + تب شیخین کے قول مطابق بھی
حرمت آگئی + پھر منافات کہان رہی + چونکہ فقہا نے نشہ خورون کی
تہ دل کی بات دریافت کرلی + اسلئے احتیاطاً امام محمد رح کے قول پر فتویٰ
دیا + حتی کہ امام مالک رح اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رح وغیرہم نے بھی باعتبار

فساد زمانہ اسپر موافقت کی + یعنے حرمت پر حکم کیا + اور صاحبان صحاح وغیرہم نے بہی اس باب مین بہت سی حدیثون کو جمع کیا + حدیث کل شراب اسکر فہو حرام + اخرجہ الترمذی حدیث کل مسکر حرام اخرجہ الترمذی حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام + اخرجہ الترمذی واحمد وابو داود وطحاوی وابن حبان حدیث قال رسول اللہ صلعم کل مسکر حرام ما اسکر الفرق منہ فملاء الکف منہ حرام الخ اخرجہ الترمذی حدیث قال رسول صلعم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن مات وہو یشرب الخمر یدمنہا لم یشربہا فی الاخرۃ + اخرجہ ابو داود حدیث عن النبی صلعم قال کل مخمر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب مسکرا بخست صلوتہ اربعین صباحا الخ اخرجہ ابو داود حدیث عن دیلم الحمیری قال سئلت النبی صلعم فقلت یا رسول صلعم انا بارض باردۃ نعالج فیہا عملا شدیدا وانا نتخذ شرابا من ہذا القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال ہل یسکر قلت نعم قال ص فاجتنبوہ فقلت فان الناس غیر تارکیہ قال فان لم یترکوہ فقاتلوہم + اخرجہ ابو داود + اور اسیطرح پر بخاری ومسلم وابن ماجہ والنسائی وموطا وغیرہا مین بہی ہے دیکہہ لیجئے رابعا اگر سچ پوچہیئے تو امام محمد رح کا قول عین امام اعظم رح کا قول ہونا ثابت ہے کیونکہ امام اعظم رح کے کسی شاگرد نے کسی مسئلہ مین امام صاحب کی مخالفت

تحقیق کی + بلکہ اس عدم مخالفت کو حلفاً اظہار کیا + ہان امام صاحب ہی کے اقوال مین سے بعض قول نزد مورد دیگر حسب مناسب حال و اقتضای مقال کے اختیار کیا اور اس اختیار کے سبب سے مجازاً وہ قول اُن کے شاگردونکی طرف منسوب ہوگیا + کیونکہ اضافت بادنی ملابست درست ہے جیسا ہمنے اسبات کو ما احسن الادلہ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ کے (۹۲) صفحہ مین لکھا + ورنہ کل شاگردون کے اقوال استاد ہی کے قول ہین چنانچہ اس بحث کو مین نے تذکرۃ المذاہب کے ۱۰۵ صفحہ مین لکھا۔ + اور اپنے دعوی پر دلیل شافی اور برہان کافی لایا **اعتراض** اگر دونون قول امام صاحب ہی کا ہونا ثابت ہووے تو تناقض لازم آوے **جواب** تناقض معنوی نہین ہان بظاہر سمجھ کا تناقض ہے + وہ تناقض عدم فہمی کی حیثیت و اعتبار کے قیود سے مندفع ہے + کیونکہ امام صاحب کے اقوال حیثیت و اعتبار زمان و مکان و مورد و ماخذ و منزل کے ساتھ متعلق ہے + سب لوگون کے سمجھ مین نہین آتے ہین + اسلیے تناقض ہی سمجھتے ہین + دور کیون جاؤ فقط اس مسئلہ ہی مین غور و تفکر کرکے دیکھو تو کل حال اس مسئلہ کے قیل و قال سے اچھی طرح سے منکشف ہوجائیگا + وہ غور متعلق بالتمہید ہے اور وہ تمہید یہہ ہی کہ بعد از بعثت رسول کریم صلعم کے بھی حسب دستور ایام جاہلیت کے شراب نوشی جاری تھی اسلیے حضرت عمر رضہ نے رسول کریم ؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ شراب تو مہلک مال اور مزیل عقل ہے + آپ اللہ تعالی سے دعا مانگیے تاکہ شراب کے حال سے ہمکو خبر دیوے + تب رسول اللہ صلعم نے اَللّٰھم بَیِّن لَنَا فِی الخمرِ بیاناً شافیاً

فرمایا تب قولہ تعالی یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر
ومنافع للناس ۔ نازل ہوا + اسوقت بعض لوگون نے شراب پینے کو
ترک کیا + اور بعضون نے یہہ تاویل کی کہ جب خداوند تعالی نے دوام کو
بیان کیا گناہ ونفع ۔ تو نفع مین ہمارا حصہ باقی رہا + پہر حضرت عمرؓ نے
اللھم زدنا فی البیان فرمایا + تب قولہ تعالی لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاریٰ
نازل ہوا + اسوقت مین بعضون نے لاخیر لنا فیما یمنعنا من الصلوۃ
کہکر شراب نوشی چہوڑ دی اور بعضون نے یہہ سمجہا کہ اللہ تعالی نے جب سکر کو
مقید بقربت صلوۃ کیا + تب غیر وقت نماز مین درست رہا + اسلیے حضرت
عمرؓ نے پہر اللھم زدنا فی البیان فرمایا ۔ تب قولہ تعالی یا ایہا الذین اٰمنوا
انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم
العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ
فہل انتم منتہون ۔ نازل ہوا + جب ہی سے شرابکی حرمت قطعی ثابت ہوئی
اور کل لوگون نے بالکل ترک کردیا + کیونکہ اللہ جل شانہ نے بڑے زجر و
توبیخ مزید اور وعید و تحذیر شدید سے اپنے کلام کے مضمون جملہ کو انما
کے ساتہہ موکد کیا + اور خمر پر جو مبتدا ہے میسر انصاب و ازلام کو عطف
کرکے حکم ہر چہار کا متساوی بتایا + پہر ان کی خبر رجس ڈالا پہر رجس کا
بیان من الشیطان کیا پہر بقولہ فاجتنبوہ اجتناب اسکا کل خلایق پر
واجب کیا + پہر لعلکم تفلحون سے فلاح کو اسکے اجتناب کے اقتران کیا۔

بعد اسکے اُسکے مفاسدون سے یعنے شیطان کے عداوت ڈالنے سے اور نماز اور ذکر خدا کے باز رکہنے سے خبر دی + پہر **فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ** سے بہت ہی غضب سے ڈرایا + کہ اس قسم کے مقامون سے استفہام کے معنے امر کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے اسلئے حضرت عمر رضہ نے اس آیت کے جواب مین انتهینا ربنا انتهینا ربنا فرمایا + **کذا فی النسائی وابو داؤد والبیضاوی والکفایہ والعنایہ وغیر ذلک** + لیکن جب یہہ حکم اشربہ متعارفہ منصوصہ کے ساتہہ مخصوص تہا + اسلئے اکثرون نے اشربہ غیر منصوصہ کو پینے لگے پہر جب **حدیث کل مسکر حرام** + **حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام** اخرجہا المسلم وغیرہ کا مضمون دریافت کیا + تب صحابیون کے درمیان دو فرقے ہو گئے + ایک فرقہ نے تو قدر غیر مسکر کو مباح جانکر بغیر قصد لہو ولعب مسکر کے بلکہ بقصد تداوی وتقوی کے پینا شروع کیا + اور دوسرے فرقے نے احتیاطاً چہوڑ ہی دیا + جب اسپر ایک زمانہ گذرا پہر لوگون نے بہت کچہہ افراط وتفریط کرنا شروع کر دیا + حتّا کہ امام صاحب کا زمانہ آن پڑا + تب امام صاحب نے تمام کوایف ولطایف کو دریافت کرکے ان مسائل فقہیہ کو قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضہ سے استنباط کیا + اور اُنمین خیر القرون وشر القرون کے لحاظ سے اور زمان مورد ومنزل وماخذ وغیرہا کے اعتبار سے قیود وشروط لگاکر قول مذکور کو بطور قاعدہ کلیہ بتا دیا + جس سے اون کے بعد کے مجتہدین منتسبین جیسے امام ابو یوسف رح وامام محمد رح وامام زفر رح وغیرہم حسب انقلاب نیت مردمان اور موافق اختلاف زمان کے اوس قاعدی پر مسائل استخراج

کر سکین + یعنے حسب مناسب حال و مقتضائے مقال استنباطات مین
قیل و قال کرنے کی طاقت ہاوین + اور تفسیق اون صحابیونکی (جنہون
نے مع رعایت شروط و قیود وجود یہ عدمیہ مذکورہ کے بقدر غیر مسکر
پیاتھا) لازم نہ آوے + اسلئے قاضیخان مین یہہ عبارت مرقوم
ہے عن ابی حنیفۃ رح انہ قال من شرایط السنۃ والجماعۃ ان لا یحرم
النبیذ الجر لان فی تحریمہ تفسیق کبائر الصحابۃ رض وعنہ انہ قال
لا احرم النبیذ الشدید دیانتہ ولا اشربہ مروۃ اجمع کبار
الصحابۃ رض علی اباحۃ النبیذ واحتاطوا فی شربہ لاجل الاختلاف الخ
وفی رد المحتار روی ان الامام قال لبعض تلامذتہ ان من احد معانی
شرائط السنۃ والجماعۃ ان لا یحرم نبیذ الجراہ وفی المعراج قال ابو حنیفۃ
لو اعطیت الدنیا بحذافیرہا لا افتی بحرمتہا لان فیہ تفسیق بعض
الصحابۃ ولو اعطیت الدنیا لشربہا لا اشربہا لانہ لا ضرورۃ فیہ وھذا
غایۃ تقواہ اور جو کوئی ان شرایطون اور قیودون کا لحاظ نکرے + بلکہ
تلہی اور لہو ولعب اور سکر کا ارادہ رکھے تو اون کے لئے بالاجماع حرام ہے
لما فی در المختار اما عند قصد التلہی فحرام اجماعا ایضا فیہ
ولو للھو لا یحل اجماعا حقایق ایضا فیہ فلو شرب للھو فقلیلہ
وکثیرہ حرام ولما فی شرح العینی علی الکنز وھذا
الاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ
التلہی فہو حرام بالاجماع ولما فی الطحطاوی اذا کان شربہ للھو

نقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقاً ولما فی ردّ المحتار عن ابی یوسفؒ لو اراد السکر فقلیلہ وکثیرہ حرام وقعودہ لذالک حرام ومشیہ الیہ حرام جب صورت تلہی وغیرہ میں بالاجماع حرمت ثابت ہوئی تب بدلیل والناس فی زماننا یشربون للفجور والتلہی کذا فی ردّ المحتار + وایضاً فیہ وفی العالمگیری لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون اللہو والسکر بشربہا + لوگونکا نیّت تلہی وغیرہ میں ثابت ہوا + تب ہی امام محمدؒ نے اپنے استاذ کے قول کو خوب سمجھکر اور تبدیلات زمان وتغیرات ان کو دریافت کرا اور لوگونکی نیّت کا حال معلوم کر کے اپنے استاذ کے قاعدے پر مطلقاً حرام فرمایا + اب دیکھو امام محمدؒ کا قول عین امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہونا ثابت ہوگیا یا نہین + عبرت اور خبرت پکڑو + اور امام صاحبؒ کے قیودونکو لحاظ کرو + جسمین پھر کبھی ایسا ہو نہ سکیگا کہ شیخین کے قول کے موافق تاڑی اور پورت وغیر ذالک بقدر غیر مسکر حلال ہے + سوائے اسکے اور سنو کہ جب شیخین نے اباحت وحلّت کو بشروط وجودیہ وعدمیہ مذکورہ مشروط کیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط فات المشروط فوت الشرط سے (کہ عبارت از قیود وشروط ہے) فوت المشروط (کہ عبارت از اباحت) لازم آیا + جب یہہ ثابت ہوا تب دونوں قول کا متحد ہونا بھی ثابت ہوگیا

تفریع +

ان تقریرات مسطورہ اور تحریرات مزبورہ سے یہہ کیفیت کھلی + بلکہ حسب مضمون حدیث اختلاف امّتی رحمۃ کے اس اختلاف مذکورہ سے یہہ رحمت نکلی + کہ تاڑی کی روٹی بکٹ کی اباحت بخوبی طرفین کے قول سے ثابت ہوگئی کہ حرمت کی علّت گئی گذری + کیونکہ شیخین کے

قول ہے تو ثبوت اباحت کا عیان ہے حاجتِ بیان نہین + کہ شروطِ وجوہ
مذکورہ و قیود عدمیہ مزبورہ اسمین بحسن و بخوبی ثابت و متحقق ہے + اما امام
محمد رح کے قول سے بھی اسکی اباحت ثابت ہی اسوجہ سے ہے کہ انکی یہہ علتِ
حرمت اشربۂ غیر منصوصہ کی اِس مضمون کے ساتھہ مختص ہے (کہ فی زماننا لوگ
فسق و فجور کی نیت سے اور لہو و لعب اور سکر کے مقصد سے پیتے ہین)
حالانکہ وہ خصوصیت روٹی بسکٹ مین اصلا پائی نہین جاتی ہے بالکل مندفع
ہی + لیکن محتاطون کے لئے احتیاطاً ترک کرنا اولیٰ ہے اس سبب سے کہ اکثر
صحابۂ کبار نے بھی باوجود مباح جاننے قدر غیر مسکر کو احتیاطاً ترک کیا + کما مر
ذکرہ + اسلئے امام اعظم رح نے یہہ فرمایا کہ اگر ساری دنیا اِسکے حرمت کے
فتویٰ دینے پر مجھے ملے تب بھی مین اسکے حرمت کا فتویٰ نہ دون + اور اگر
ساری دنیا اسکے پینے کے عوض مین مجھے ملے ہرگز نہین پیونگا + ا
کما مر ذکرہ + کیونکہ بہت سے ایسے مباح ہین جسپر عمل کرنا ضرور نہین +
چنانچہ اسکی دلیل اس حدیث سے بھی مستنبط ہی حدیث قال رسول اللہ
صلعم اکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ +
کذا فی عقود الجواہر دفع دخل اگر کوئی کہے کہ اِس مسئلہ مین شیخین رح
ایک طرف اور امام محمد رح ایک طرف اور رجحان کہین ایسا واقع ہوتا ہے
وہان شیخین کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے جیسا قاضیخان وغیرہ مین ہے
تب شیخین کے قول پر فتوی نہ ہوکر فقط امام محمد رح کے قول پر کیونکر فتوی ہونا
صحیح ہوا جواب اسکا کئی طرح پر ہے اولاً یہان پر باعتبار شروط و قیود

مذکورہ قولین کے درمیان تناقض متحقق نہین کہامر ذکرہ پہر کیونکر ایک طرف شیخین اور ایکطرف امام محمد رح کہنا صحیح ہوا ثانیًا وہ قاعدہ فقہیہ اس صورت کے ساتہ مختص ہے جسصورت مین کسیطرف علیہ الفتوی وغیر ذلک متقدمین کے طرف سے مندرج نہوے وہان البتہ مفتی کو وجہ ترجیح کے لئے اس قاعدی کے لحاظ سے فتوی دینا چاہیئے یہان وہ بات متحقق ہی نہین بلکہ متقدمین مفتیون نے خود آگے سے فتوی دی رکہا ہی + پہر اس قاعدے کیطرف متاخرین مفتیونکو محتاج ہونا کونسی ضرورت ہی +

ثالثًا اس قاعدے کو جن لوگون نے ایجاد کیا اُن لوگون نے قبل ایجاد اُسکے امام محمد رح کے قول پر فتوی دیا + ہان اس قاعدیکو بنانے کا یہ فائدہ ہے کہ جس مسئلہ مختلفہ مین متقدمین کیطرف سے انفصال نہین پایا گیا یعنے علیہ الفتوی وغیر ذلک نہین لکہا گیا ہووے وہان مفتی اس قاعدی کے لحاظ سے فتوی دیوے فقط + . + . + . + . + . + . + . + . + . +

خذ ھذا فانہ غایۃ البیان + مما القاہ فی قلبی المستعان

فنعم ھو المنان + فارجعوا الیہ یا ایہا الاخوان + . + . +

۱۳۳۰
سید عبد القادر

تقاریظ بلاغت مضمون علمای نامدار و یار
و تقاریر فصاحت مشحون فضلائے ابرار امصار

۱
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق الانسان من ماء مہین فجعلہ سمیعًا
بصیرًا + ثم ھداہ السبیل اما شاکرًا و اما کفورا + و وعد
المؤمنین جنة وحورًا وحریرًا + واعتد للمنفقین سلاسلًا
واغلالًا وسعیرا + واصلی علی نبیہ محمد الذی ارسل الینا بالحق بشیرًا
ونذیرا + وعلی الہ واصحبہ وتابعیہم واتباعہم الذین شیدوا ارکان الاسلام
وارفعوا فی طریقة سماوا ومنارا + اللھم اجعلنا لھدیتہ وھدیہم
متبعین + وانفعنا بمحبتہ وبمحبتہم اجمعین + انک علی کل
شیئ قدیر + وبالاجابة جدیر + اما بعد لایخفے علی اولی
الالباب + وذوی البصائر والارباب + ان فی ھذا العصر والزمان +
قد انمحی فیہ اثر الصدق والایمان + حتی حل فی قلب الناس واللسان البغض
والزور والبھتان + وتطاول اعناق اھل الفساد والطغیان وترقی فرس
الشناعة والشنان + نعسی ان الارض تخسف خسفا + وتزلزل زلزالا

رجفا + فلما اضمحلت كواكب السلطنة الاسلامية + وكادت ان
تخفق النجوم الاسلاميه + وانطفى النبراس من فحول الكبار + وانكدر الهند
على عكس النهار + فهيهات هيهات على مافات + فيحك ويحاءٍ على ما آت + قد سلف
السلفون + وغبر الغابرون + فخرج قوم ليسوا بعقلدين بل للتقليد اشد المنكرين
لاعقل لهم ولا دين + وانهم كانوا فى ايام السلفين + شرذمة من
الرافضين + فلما خرضوا فى بحر الضلالة والمناهى + وصاروا
كالغنم ليس له الراعى + ظهروا بصور المؤمنين + لكنهم ابغض
قوم مضلين + ودحرجوا كرات تصرفهم العناد بصولجان النفاق
كيف شاؤا + وجروا فى الارض جريان الخيول للعلف حيث راوا +
وجعلوا جهالتهم فى الدين شعاراً ودثاراً + حتى سوأ دبهم فى
حق المجتهدين معروفاً ومشهوراً فيفسدون فى الارض بانواع
الحيل + ويثيرون غبار الفتنة والجهل + ويوسوسون فى صدور
الناس + كما يوسوس الشيطان الخناس + فيسبحون فخاخ المكر
بحيلتهم ليصطادوا بها الخلائق مركيدهم + ويدبون فى سكك البلدان
دبيب السم فى عروق الابدان + ويدلون الطريق المنحوس ليبحثوا من
الدينار والفلوس + ويبينوا معنى الحديث خلافاً له ثم يقيمونه دليلاً
ليشتروا به ثمناً قليلا + وينطقون طبق هوى انفسهم
الخائنة + ولا يفرقون بالمسائل الاجماعية والقياسية ويقلبون
معنى الحديث بالبيان + ويضلون الجهال من الهداية الى الطغيان +

لكن خسرت تجارتهم + وما ظفرت بها يداهم + كيف لا فانّهم
حيناً يأمرون بنكاح الخالات + عسى ان يفتوا بنكاح الامّهات
العياذ بالله + ومرّة يجوّزون الفطار لمن يطيق الصيام + ومرّة
ينهون عن التراويح والقيام + وتارةً يأمرون النسوان للخروج
الى الاعياد مع الرجال والمسلمين + بزيٍّ بثينة وهيئة حور
العين + وطوراً يحدّثون الحديث بسوء الفهم وقلّة التدبّر
بالتبادر + حتى لا يعلمون فيه اية موضوع واية متواتر + ولا يخفى
عليكم يا ايها الخلان + انهم يتلوّنون بالوان الغيّ والعناد
تلوّن الغيلان + حتى ان جاء احدهم الى المقلّدين + يفوه خيفة
على نفسه انا وآباؤنا متّبعون للائمة المجتهدين + واذا خلا
الى اعيانه يفوه انّي ضاحك على المقلّدين + هكذا شأنهم كثير
وفير + الذي لا يحيط البيان في سلك التقرير ولا في سمط التحرير

نظم تباله من خادع مماذق + اصفر ذي وجهين كالمنافق

معهذا يزعمون انهم محمّديون + الا انهم هم المفسدون ولكن لا
يشعرون + ويوماً يقولون انّ التقليد الكلي والجزئي بدعة
وضلالة + اقول هذا فرية بلا مرية + فلا فيلزم على قولهم انّ
السواد الاعظم من الامّة المحمّديّة + اجتمعوا على البدعة
والضلالة + وانّ مائة الوف منهم من العلماء العظام
والاولياء الكرام + وغير المحصورين من الصلحاء الفخام +

الذين اتفقت كلمة جمهور اهل السنة والجماعة على اعظم درجتهم
وصلابتهم وجلالتهم في امر الدين + كانوا اهل البدع والضالين +
حاشا ثم حاشا ان يكون كذلك + كيف ذلك وقد قال النبي صلعم
ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على
الجماعة من شذ شذ في النار + وروى الترمذي اتبعوا السواد الاعظم
فانه من شذ شذ في النار + فيوما يقولون ان ابا حنيفة ما فاز في
جميع عمره الا سبعة عشر حديثا + ويزعمون انه مخالف للقران
والحديث ويشنعون عليه شنعا فاحشا وخبيثا + ويل لمن يشنع على
امامنا الاعظم الذي على فضائله ومناقبه اجمع العرب والعجم الى
يومنا بغير نكير منكر ما عدا هؤلاء الجهال لصهو + وبشر ايضا
بمحامده خير البرية + في الحديث الذي اخرجه ابو نعيم في الحلية
لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله رجل من ابناء فارس وهكذا اكثر
من الاحاديث رويت عن ابن مسعود وابي هريرة وقيس واتفق عليه
جمهور من العلماء للشريعة الغراء + لا شك فيه لانه لم يبلغ احد من ابناء
فارس مبلغا في العلم وفي الطريقة الحنفية البيضاء + وقد روي
عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله
عليه وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى
ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط انتهى + وقد قال
النبي صلى الله عليه وسلم خير امتي القرن الذي بعثت فيه ثم

الذی یلونہ الخ فیا ایہا الاخوان قوا انفسکم واولادکم وجارکم واخوانکم
من کید تلک الدعاۃ والخوان شعر + تنزہ عن مصادقۃ اللئام
والممم بالکرام بنی الکرام + فانہم یضلون الناس عن النجاۃ الی الدعوۃ
طریقۃ الخناس الذین یشترون الضلالۃ بالہدی ولم یخافوا من عذاب
دار الاخری + ویفہمون انہم مصلحون + الا انہم ہم المفسدون
لکن لایعلمون + فلما شاہد العلماء ہذا الفساد والطغیان استعدوا
لابطال مزخرفاتہم ببنان اللسان + لاسیما منہم مولانا الاعظم سیدنا
الافخم + فرید الدہر + وحید العصر + شمس فلک العلوم + بدر
سماء الحلوم + شیخ المحققین والمدققین + صاحب تذکرۃ المذاہب
الذی رد فیہ بادلۃ سنیۃ کتب رئیس المضلین المولوی نذیر حسین
والمولوی محمد حسین وابطل مدعی المخالفین بالبراہین القاطعات
واثبت مطلوبنا بالحجج الساطعات مولانا الحاج المولوی محمد عبد القادر
المدرس الاول فی کالج الہوگلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
صنف کتابا انیقا + وبحثا رشیقا مشتملا علی حکایات اللطیفۃ والروایات
النظیفۃ + والدلائل العجیبۃ + والبراہین الغریبۃ + یعتبر بمعانیہ من له
نظر فی عواقب الامور + ویتعظ بموعظتہ من یخاف یوم النشور +
فکان ہذا الکتاب بعون الملک العلام + حاویا لجمیع الاحکام +
کاملا لالزام الخصام + شاملا لمنافع الانام + فکاد ان یزیل الوسواس
الذی شاع بہ الوہابیون من الخواص والعوام اللہم لاتضیعہ

عن ظلك السابغ + ولا تجعله مضغة للماضغ + **شعر**

یا اهل ذا المجد و قیتم شرا + ولا لقیتم ما بقیتم ضرا + والله المسئول ان یوفقنی للصواب + انه کریم رحیم وهاب + ۰ +

الراقم الاثم

کیقباد احمد الاسلام بادی غفر الله له و لوالدیه و جمیع المسلمین الاباذی امین ثم امین

کیقباد احمد اسلام آبادی

خود دستخط بقلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق لکل فرعون موسیٰ وجعل من عبادہ لکل مبطل محقا + وجعل بقدرتہ وتوفیقہ عبدہ قادرا علی دفع الحیل الواهیة الوهابیة + باحسن الادلۃ القویۃ + والصلوۃ علی خیر البریۃ الذی اوجز بقولہ اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وعلی آلہ واصحبہ الذین هدموا بنیان الضلال کابابیل اصحاب الفیل + اما بعد فیقول العبد الضعیف احقر الطلبہ السید مسیح اللہ عفی اللہ عنہ للہ در المولف رحمہ اللہ حیث اتی بالجواب الترکی بالترکی واسحر فی بیانہ بالبرهان الانی واللمی واودع فیہ الرمز الخفی والجلی

مدرس مدرسۂ چاٹگام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا تقریظ من العبد الجانی المحقود الشیخ السعود عبد الودود اصلح اللہ شانہ ورفع فی الدارین

سبحانه اما بعد فهذه رسالة متبركة بهية
حميدة نقية * كانها صارم بتار * لقطع اعناق الملاحدة
مذهبين الاشرار * او نشاب قتال لهلاك الوهابيين
البطال * وكانها روضة من رياض الهداية زاهية
وصياص بجنودها الى زحف المردة عادية كانها
اجمة باسودها ماشية * الى افتراس الضالين
زارية * وهي لغير منصرف الضلالة كافية
ولعلل الغباوة شافية ولظلام البدعات نور الانوار
ولعمران بلد الشقاوة منار العمار * اولاماطة البطالة
بداية وازالة الضلالة هداية * اولدفع
شر الاشرار كفاية * ولرفع ضير النجاسة
نعم العناية * وانه لفقه الحنفية فتح القدير
ولشرح آيات المفسدين تفسير كبير * *
مثل نورها كمشكوة فيها مصباح المصباح في
زجاجة وحداح * الزجاجة كانها كوكب
دري من شجرة زيتونة لا شرقية ولا
غربية * يكاد زيتها يضيئ ولو لم تمسسه
نار * نور على نور يهدي الله لنوره من يشاء ويختار
ثم ليعلم ان النهي عن المنكر فرض كفاية * فيجب على عامة المسلمين

ذوی الهدایة + ان یمنعوا الا مذهبین اهل الغوایة + من الافساد
فی الدین ومنع التقلید بالتعیین فیجب علی القادرین المؤمنین
من الناس ان یضربواهم بالنعال والمکناس ویخرجواهم من
الحارات ویبعدواهم من القری والمحلات + فلا یجالسوهم
ولا یؤاکلوهم ولا یخالطوهم ولا یؤانسوهم بل علی العاجزین
من المؤمنین ذوی النجدة + ان یهاجرواهم هجرانا لا وصل
بعده + وصلی الله علی سیدنا محمد المختار + وعلی آله وصحبه
الاخیار + مدرس اول مدرسہ شہر چاٹگام +

ه بسمه تعالی شانه وعم نواله + لله در المجیب الاریب + حیث جهد
غایة الوسع الطاقة فی تهذیب هذا المکتوب الغریب قد افضح به
الفرقة الوهابیة واسکتهم + والزمهم الزاما شدیدا وبکتهم + ولعمری
لا یکاد یحصی محاسن هذا التحریر البدیع ولا یعد نکات تعاریض هذا
التقریر الوسیع کیف لا وهو شیء لا یظفر علیه بصرف الدراهم والدرر + لان طرزه جدید
واسلوبه نذیرا + کتبه العبد المعیوب + **محمد یعقوب** غفرله
غفار الذنوب الذی یدرس فی الجماعة الثانیة من مدرسہ چاٹگام +
اداما الله تعالی الی یوم القیام + بحرمة سید خیر الانام +

ه نحمده ونصلی علی رسوله الکریم + نحمدک یا من هدیتنی الی الدین
القویم + وارسلت لهدایتی صاحب لولاک الکریم + ونشکرک یا من اسقیتنی
شربة التوحید + ثم اشبعتنی نعمة التقالید + ونصلی علی حبیبک الذی

امطر علينا غمام الهداية والعرفان + وافاض علينا سحاب العناية والاتقان
وعلى آله الذين بذلوا جهدهم لاجراء الاسلام + وانّه مرضيٌّ في حضرة
خلّاق الانام + حيث قال رضيت لكم الاسلام دينا + فامطر به سماء
الآلاء علينا + وعلى اصحابه الذين باموالهم وانفسهم هاجروا + وقاسوا
لاعلاء قول الشهادة ما قاسوا + ثم على صاحبي الاجتهاد + الذين أقرّوا
بحقيتهم اهل البلاد والعباد + وما انكروا بهم الا اهل الهوى + واصحاب
النار ولظى + امّا بعد عليكم يا اهل التقى + وصاحب الصدق
والصفا + برؤيته شمس طلعت علينا + وبنظر بدر اشرق علينا + ايّ
رسالة وصلت الينا من حضرة شيخنا + المولى الحاج التقي ابي عبد القادر
جعل الله نجم فضله ساطعا الى الدهر + فرأيت فيها ما رأيت من الادلة
والبرهان + في اسكات من لا مذهب له من اهل الطغيان + واقول سمعا
وطاعة انّها كاسمها حقيقة ما احسن ادلة القوية + في دفع الحيل الوهابية
بل هي كافية وحدها لدفع امكار الفرقة الغوية + وما ادريك ما هي
لكل فرعون موسى + وعلى انّها كالعصا + وموافق لصاحبها + بمصداق
ذلك القال والقيل + علماء امّتي كانبياء بني اسرائيل + فلقفت تلك
الامكار + التي صدرت من هؤلاء الاشرار + فالآن حصحص الحق
بين الناس والخلق + واشهد بانّها في الفصاحة والبلاغة كما ترى
معدن امرٍ بحر بل سحر لا يدرى + ودلائل مسلم الثبوت + ومطالبها
مقبولة العالم الملكوت + وعباراتها تحفة الاذهان + ومفاهيمها

ما يفترون

محمودة الانس والجان + من اهل الانقياد والايمان وانها تدل على ان المصنف
فاق على البديع والاقران + بل سبق على سحبان وحسّان + وبرهانها
دال على انه سلطان مهرة فن المعقول + ومسائلها على انه امام ائمة
المنقول + والفاظها تشهد بانه مالك ازمة المعاني والبيان + و
مفادها يخبر بانه مؤيد مذهب النعمان + ويتمنى قلبي بان اسبح بحور اوصاف
تلك الرسالة وصاحبها زائدة على ما سبحتُ + لكن قوائم حيثيتي قاصرة
عنها فقصرتُ فجئت الى ساحل القصور + داعيا لتلك الرسالة وصاحبها
المبرور + بان يجعلها الله تعالى خالصة لذاته القدسية + وان
يجعلها مقبولة في العوالم البرية + وان يفضح بها تلك الاشرار القوية
وان يصمّت بها هؤلاء الفجار في العوالم البرية والبحرية + وان يعطي
صاحبها الاجر الكثير + في ذلك اليوم الذي لا ريب في وقوعه ولا
تنكير + وان يجعله مؤيداً لمذهب سراج الامّة + ويبعده دائماً من
الاحزان والغمّة + راقم هذه العبارة التقريظية + عديم البضاعة
والحيثية + بل لاشيئ في ذاته والحقيقة + محمّد **فيض الله**
الاسلام آبادي غفر له ولوالديه الغفور الهادي پروفیسر چاٹگام ہائی اسکول

٥٦ بسم الله الرحمن الرحيم ٥ نحمده ونصلي على رسوله الكريم + ..
امّا بعد فقد طالعت هذا الكتاب فوجدته مطابقاً للمذهب
من الحق والصواب فما احسن ادلته القوية + ووجوه الموجّهة
البهية + فكأنها جدعت انوف المتعصبين من اهل الهوى + والمتعسّفين

عن الرشد والهدی + ولا یبعد ان یقال انها صارم بتار + لقطع اعناق
المفسدین فی الدیار + والمفرقین جمعیة اهل السنة والجماعة رحمهم الله
علیهم والرضوان + والطاعنین فی امام الائمة سراج الامة ابی حنیفة
النعمان + فجزی الله مصنفه خیر الجزاء + واحسن الیه واسبغ
علیه الآلاء + ولا ریب انه لم یال جهده فی هذا الجهاد + فجاء بحمد الله
مظفراً ومنصوراً + واما طاعن طریق التقلید کل شوکة القاها اهل الضلال
والفساد + فکان سعیه مشکوراً + فمن اراد ان یتنبه علی کید هؤلاء المفسدین
ویصون نفسه عن خدیعة اولئک المعاندین + فعلیه ان یطالع تذکرة
المذاهب فی ما احسن الادلة القویة + فی دفع الحیل لوهابیة + لهذا الفاضل
الباهی البهی + والعالم النحریر النقی التقی + معین اهل الحق مجاهد الدین
الباهر المولی المدقق المحقق الشیخ ابو عبد القادر + + +
وفقه الله لما یحب ویرضاه + وجعل آخرته خیراً من اولاه + وصلی الله
علی سیدنا سید المرسلین وعلی آله واصحابه واهل بیته وذریاته
اجمعین + کتبه احقر العباد اقل الافراد عبد العزیز الاسلام
آبادی مدرس مدرسه الرئیس الاعظم المولوی
الشیخ محمد حمید الله خان تغمده الله تعالی بالمغفرة والرضوان +

بسم الله الرحمن الرحیم ۝ الحمد لله وحده + والصلوة علی من
لا نبی بعده اما بعد فقد وقفت علی هذا الکتاب المستطاب المسمی

بما احسن الادلة القوية + لدفع الحيل الوهابية + من مؤلفات الشيخ
العلامة + العالم النحرير الفهامة + الفاضل اللوذعي الماهر + الحاج
المدرس المدقق المحقق ابو عبد القادر فوجدت فيه
ما خلت عنه الدفاتر + ورأيت ما لم يخطر في قلوب الاكابر والاصاغر
فكم فيه من قول دقيق + ومعنى لطيف + اصفى من الرحيق + و
كانه لمعات بدرية + او اشعة قمرية + او شمس طلعت في نصف النهار
مشرقة بين الديار والامصار + ومضامينه محلاة بحلى المواعظ و
النصائح + وشميم الخلد من ابوابها فائح + وصفحاته كصفحات
خواطر الابرار + او جنات تجري من تحتها الانهار + وينبغي ان
يقال انه سراج الحق واليقين + لهداية المتعصبين المضلين من
الوهابيين + فمن اراد ان يسلك مسلك الصواب والامر الوسيط
مجتنبا عن الافراط والتفريط + فعليه ان يطالع هذه الرسالة السنية العجيبة
والنسخة الغريبة البهية + فانه للفوز الى الصلاح خير الرسائل
ومسائل موشحة بحلى البراهين والدلائل + ونسئل الله تعالى
ان يجعل سعي المصنف مشكورا + وعمله مبرورا + وضاعف حسناته
وفاض على العلمين بركاته + نمقه الحقير الفقير + الى رحمة ربه
القدير + **اشرف علي الاسلام آبادي** صانه الله تعالى
عن الشر الخفي والجلي + مدرسه چاٹگام

بسم الله الرحمن الرحیم ۰ حامدا للمحمود الذی قلد العلمین

بتقلاد تہ ÷ ومصلیا للرسول الذی رحمت مقالید الخلق بذریعتہ

وعلی الہ واصحابہ الذین قلدوا مناھج شریعتہ وعلی تلامذتھم

الذین کانوا حنفاء اللہ غیر مشرکین بہ اما بعد فقد طالعت

ما فی ھذہ القراطیس بعیون الافاکیر ولاحظت ما فی ھذہ الاوراق

باماویق الاناظیر ÷ فالفیتہا سیوفا مسلولۃ علی رقاب الکفار بایدی

الھداۃ المجتہدین ÷ وشموسا بازغۃ لاحراق اکباد الاضلاء الحاد

الضالین ÷ وایات بینات لطلاب الرشد والجنان ÷ وعرائس

متبکرۃ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ÷ کیف لا وھی من نتائج افکار

امام المتکلمین ÷ ومن مقتبسات انظار رئیس المناظرین ÷ محی

السنۃ والدین ÷ قامع البدعۃ والغاوین ÷ الذی فاضت سحائب

فیضہ علی الماضی والغابر ÷ اعنی الحاج المولوی محمد عبد القادر

لازالت شموس برکاتہ طالعۃ فی الھواجر ÷ وانا العبد المفتقر الی اللہ

المنان ÷ المدعو بعبد السبحان اللھم افض علینا شآبیب

الرحمۃ والرضوان ÷ وعلی الذین سبقونا بالایمان ÷ ولا تجعل فی

قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم واخر دعوانا ان

الحمد للہ رب العلمین ÷ والصلوۃ علی سید المرسلین ÷ وعلی الہ واصحابہ

اجمعین ÷ برحمتک یا ارحم الراحمین ÷ فقط

للہ در المصنف لانہ قد اصاب فیما اجاب ÷ عبد العزیز عفا عنہ مدرس فیض گنج کالج

و نحمد لله الذي اظهر رموز كتابه وسنة رسوله باجتهاد
المجتهدين، وامضى سنة بتقليد امة بامام من الائمة الاربعة
الى يوم الدين + الصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه
اجمعين + اما بعد فقد ظهرت فى هذا العصر طائفة من
مقدمة جيوش لنبائيين + ينكرون التقليد ويسبون العلماء
المجتهدين + ويدعون انهم هم المحقون المصلحون + وفى الواقع هم
المبطلون المفسدون + ويشيعون اباطيلهم بصحيفة الاخبار +
ويذيعون عقائدهم الفاسدة فى القرى والامصار + فيضلون اسفهاء
الحمقاء + ويحسبونهم كابى على سيناء + فالف مولانا عبد القادر
المدرس مختصرا شافيا كافيا + ووجيزا مجزيا وافيا + فى رد تشكيكاتهم
الواهية الضعيفة واجوبة اعتراضاتهم الباطلة الركيكة + فسكتهم
وبكتهم كانه شدخ رؤسهم بالمقامع من الحديد + وكسر قلوبهم
بالمقارع من التهديد + فلا يقدرون على تحريك اعناقهم
عند المناظرة والمطارحة + ولا يتمكن من اجابة خواطرهم فى رده
وقت المقابلة والمجادلة + كيف وهو عالم عامل كامل مكمل
وشح وجيزه بوشاح الكتاب والسنة السنية + وملئه
بالتقريرات العقلية والنقلية + ها انا قاصر فى وصفه وتحسين وجيزه
فالان اختم بالدعاء الخير + اللهم اجعل سعيه مشكورا + وولاء
نصرته منصورا + آمين + يارب العلمين + بحرمة النبى واله واصحابه

جمعين + المحرر العبد الضعيف المتوكل
محمد راشد عفا عنه وعن والديه المجيب الواحد +
جل جلاله وعم نواله + + + مدرس اول مدرسہ محسنہ ہوگلی
ن الحمد لله الذي انقذنا من ظلمات الاوهام الشيطانية + بالسراج
المنير ودلائله البهية ورفع درجاتنا على الامم الباقية + حيث خاطبنا
وكنتم خير امة باية السنية + والصلوة والسلام على النبي العربي
المبعوث الى كافة الانام بالصفات المرضية + الذي امر باقتداء السواد الاعظم
امة المرحومة الحنفية + وعلى اله واصحابه الذين هم اركان الدين
المتين ونجوم الملة المصطفوية + اما بعد فيقول العبد المذنب
الراجي برحمة الله السرمدية عبد العلى الاسلام ابادي
تغمده الله تعالى بغفرانه وابويه واخوته الذي نيران الفاضل التقي
النقي الحاوي للفنون الفروعية والاصولية والفائز بالفضائل الصورية
والمعنوية المولى محمد عبد القادر الموصوف بالكمالات
الذكية + من على بارسال كتاب صنفه وسماه ما احسن الادلة
القوية + لدفع الحيل الوهابية + فطالعته حرفا حرفا بالاشواق القلبية
فوجدته كوكبا منجيا من ضلالات الغيلان الانسية + شهابا
ثاقبا لرجم مردة الشياطين الجنية + الذين يصوتون في الغياهب
السفلية + باصوات الانس العالية + يدعون عباد الله المعتصمين
بعروة المحكمة القوية + للتفرق والتخلف عما سلك الصلحاء

من العلماء الربانيه + مغتنمين فرصة الفترة فی هذه الايام التی تصبّ
علی المسلمين انواع الرزية والبليه ليضلوهم عن سبيل الله السويّة + و
يمحوا نور الملة المضيئ فی الجهات الغربيه والشرقيه ويهدموا البنيان
الموصوص المشيد بنصرة الله تعالی الی الذروة العلية + ويقطعوا
من وجه الارض حبل الاخوة الدينيه + خذلهم الله تعالی وسود وجوهم
وشتت جموعهم الطاغيّة + اسئل الله تعالی ان يتلقّی بشرف القبول
هذه الرسالة الانيقة الشرعية + ويعطی لمصنفها اجرا جزيلا ويشكر
ساعيه بالعناية الالهيه + . + عربی پروفيسر ہوگلی کالج

لله در المصنف

بسم الله الرحمن الرحيم ۞ الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
علی خاتم المرسلين واله واصحبه اجمعين ۞ **اما بعد** فاعلموا ايها
الخلان + انه فی هذا الزمان + خرج قوم من المفسدين + لا علم لهم و لا
دين + يقولون نحن فرقة ناجية + وشرذمة هادية + نسلك الطريق
الحق المتين + وهذا كالعلم اليقين + واعمالنا توافق الكتاب والسنة
السنية + كسفهاء الضالة الحنفية + وينكرون الاجماع والقياس +
ويتكلمون ان الائمة كاحد منا من الناس + لما يجب تقليدهم + وكيف
يكون من الهداية اتباعهم ولما دوّن ائمة الحديث + كتب الاحاديث
فننظر الی كتبهم + ونخرج المسائل من صحاحهم وان ابا حنيفة لا يعلم
الاحديثا معدودا + وعده ابن خلدون انه سبعة عشر حديثا

واجتهد بآراءه الباطلة + خلافاً للسنة السنية وان الفقه من الاباطيل
لما فيه من القال والقيل + وان اباحنيفة الكوفي + ومالك الانصاري
والامام الشافعي + واحمد الحنبلي مع مذهبهم + وما مقدارهم + بجنب
الهمام البخاري + ومسلم النيشابوري + وابي داود والترمذي + وابن
ماجة والنسائي + وقال بعضهم ان الزكوة ليست بواجبة في مال
التجارة + وهذا كقول القرامطة ان الغسل ليس بفرض من الجنابة
ويترك بعضهم صلوة الظهر والمغرب عند الاجتماع الوقتين + ويزعمون
انهم عاملوا السنة من غير كذب ولا مين + هذا انموذج من اقاويلهم
الاباطيل + فالان اذكر بعض جوابهم بلا زيادة ولا تطويل + اعلموا ايها
الناس ان الامام الشافعي + واحمد ومالك الانصاري رحمهم الله تعالى
واسكنهم في اعلى عليين + ويزيد درجاتهم الى يوم الدين + افضل
واورع واعلم وازهد من البخاري ومسلم + وابي داود والترمذي
ومن غيرهم + وذلك لانهم واساتذتهم + واساتذة اساتذتهم +
قلدوا بعض هؤلاء الائمة + وهذا باهر كالشمس البازغة + اما علمتم
ان من هؤلاء الكرام + وتلامذتهم العظام وصل الحديث الى الامام
البخاري والمسلم + وهذا عند جميع الناس من المسلم + وكان لائمة
الحديث حفظ الروايات + فكيف يكونوا مساويين لمن له حفظ والدرايات
واعلم ان الامام الاعظم + فيما بينهم + كالشمس بين النجوم لا ينكره
الا جهول وظلوم + هو سراج الامة اورع واعلم وازهد وافضل الائمة

لما قال النووی فی التقریب انتهى علم الصحابة الى الستة وليس فيه
من شك وشبهة + ثم انتهى علم الستة الى علی وعبد الله بن مسعود
فتفكر ايها الرجل انشدك بالله الودود + ان امامنا الاعظم انتهى
علمه الى عبد الله + الذي هو صاحب رسول الله + واخذ العلم عن
علقمة وحماد + فلا ينكر فضلهما الا الذى يريد الفساد + وادرك
الامام اصحاب الكرام + لسيدنا عليه الف الصلوة والسلام +
فلمن حصل هذه المراتب من هؤلاء الائمة العظام + كلا ثم كلا
بالله العلام + اما قرع سمعكم + ان مالك رح قلد الامام الاعظم
حيث جعل لمصنفاته كتبا وابوابا + وهذا يقين جدا + وقال
الشافعى الناس عيال ابى حنيفة فى الفقه وهو تلميذ محمد بن حسن
الشيبانی فاحفظ هذا ايها الرجل الجانی + ومن تلميذ الامام ابن المبارك
وهو شيخ احمد ابن حنبل + فاعلم هذا ولا تطل الكلام وتجدل + فلما ثبت
افضلية الامام على الائمة الثلثة + فلزم منه افضليته على اصحاب الصحاح
الستة لان افضل الافضل + من غير ريب يكون افضل + فلا ينكره
الا الحمقاء + والاغبياء والاشقياء + واما قولك ان ابا حنيفة لا يعلم
الحديث + فاسمع جوابه ايها الخبيث + قال الذهبي وغيره ان الامام
الاعظم الكوفى كان حافظا للحديث وله اربعة آلاف شيوخ من كبار
التابعين + وروى عنه علماء كبار من تبع التابعين + الذين اخبر بخيرهم
سيد المرسلين + وكيف يصح قول ابن خلدون انه بلغت روايته

سبعة عشر حديثاً + مع روايتنا وروايتكم ان روايته كثيرة جداً
فان قال احد ان الامام البخاری + ومسلم النیشاپوری + لا یعلم
الا حدیثاً واحداً فهل یعتبره احد من الناس + فافهم
هذا لا یوسوسك الخناس + ویمکن ان یقال ان من روایة
الامام بلغت ابن خلدون سبعة عشر حدیثاً لقصور علمه +
کما یعرف قصور علمه من کتب المتبحر وغیره + وان سلم کفرض
المحال ان الامام روی سبعة عشر حدیثاً فلا یثبت منه عدم
علم الامام ذی الاجلال + ایها الرجل المکار المحتال + لان
عدم الروایة لا یستلزم عدم علم العالم + وهذا کالصدیق
الاکبر الاعظم + کان هو اعلم الصحابة + وهذا معروف
بین اهل السنة والجماعة + فمع هذا ما بلغت روایته کما
بلغت روایة اصغر الصحابة + رضوان الله تعالی علیهم الی
یوم القیامة + وان یعتبر قول ابن خلدون ومن هو وما
مقداره بجنب ابی حنیفة واصحابه العلماء المتبحرین + و
مقلدیه من المحدثین والمتکلمین + والفقهاء المجتهدین + و
العلماء المفسرین + لان الاوزاعی الشامی + قال فی محمد بن
حسن الشیبانی + لما راء سیر الکبیر لولا ضمنه من الاحادیث
لقلت انه یضع العلم ایها الخلان + وقال ایضاً صدق
الله تعالی فوق کل ذی علم علیم فی حق هذا الامام عظیم الشان +

وقال المزنی فی ابی یوسف ہو اتبعہم للحدیث + اما اراءہ المفسد الخبیث
وقال الخطیب فی تاریخہ مع حسدہ ابو یوسف افقہ اہل عصرہ + وکان
النہایۃ فی العلم + ہذا من تلمیذ الامام الاعظم + فانظر ان کان تلمیذ
الامام ہکذا فکیف حال الامام ایہا الحاسد + لعل اللہ ختم علی
قلوبکم بزعمکم الفاسد + ویثبت العلم وفضل الامام + من حدیث
النبی خیر الانام + صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لاح الجدیدان
اثبت ہذا وعلی اللہ التکلان + مالم یثبت لاحد سوی الذی
فہم ہذا فللہ درہ + فی روایۃ مسلم عن ابی ہریرۃ لو کان الایمان
عند الثریا لذہب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ + وفی روایۃ
الشیخین عن ابی ہریرۃ والذی نفسی بیدہ لو کان الدین معلقا
بالثریا لتناولہ رجل من فارس + وہذا حدیث صحیح رواہما
الشیخان + فانظر الی کتابیہما انشدک باللہ المنان + وقال الحافظ
السیوطی ہذا الحدیث اصل صحیح یعتمد علیہ فی الاشارۃ لابی
حنیفۃ وہو متفق علی صحتہ وقال العلامۃ الشامی ما جزم بہ شیخنا
من ان ابا حنیفۃ ہو المراد من ہذا الحدیث ظاہر لا شک فیہ لانہ
لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ احد فثبت المدعی من الشاہدین
العادلین + من غیر کذب ولا مین + وکیف یکون الفقہ من
الاباطیل والضلالۃ + لان الفقہ سقاہ علقمہ وعبد اللہ بن مسعود
قد زرعہ اما تعلمون ان عبد اللہ من ہو وما علمہ + وما درکہ

وما فهمه + واعلموا ان علقمة اخذ العلم عن ابن مسعود رضي الله عنه وعلي وعمر و
ابي الدرداء وعائشة رضي الله تعالى عنهم انكار هذا الرجل بعض الا
بقولهم + فمن يكون هاديا + لعل الذي هرب من مكة هربا + وتاب
من التوبة + وان يذهب مرة اخرى الى مكة + او الذي يقول ان
مكة المشرفة والمدينة الطيبة + دار الحرب العدوان + اسمعوا كيف
هذا القول ايها الخلان + او الذي كان عروجه بامرأته + فاحفظوا
نفوسكم ايها الاحباء من شره وكيده + هذا الرجل باطني فكان جده
الرافضي + فرجع الى اصله واقام الفتنة على ساق + في المشرق والمغرب و
الافاق + بالحسد لنزوله لما تركتم + امامنا الاعظم + ايتكلم بعض الحاسدين
فيه من الاقران + فما اعتباره ايها الخلان + ان اعتبرت هذا فاترك
البخاري + ومسلم النيشابوري + اما سمعتم ما تكلم الناس فيهما + بل
تكلمت فرقة في ابي بكر وعمر فدعهما + فكنتم بزعمكم الفاسد + من الروافض
جعل الله سوقكم الكاسد + وتكلمت فرقة في اسد الله الغالب +
فاتركه ايها المغرور كن من النواصب بل تكلمت فرقة في جميع الصحابة +
فاتركهم واخرج من اهل السنة والجماعة + بل تكلم قوم في نبينا
عليه السلام + لعلك تتركه من قول الاشقياء اللئام + بل تكلمت
شرذمة في الله العزيز الحكيم + فما تفعل ايها المفسد اللئيم +
اتترك الله عز وجل + فلا تقع ايها المغرور في الخلل والزلل + فما
كتب العالم الفاضل + النحرير الكامل + المعي اللوذعي + مولانا الحاج

عبد القادر الحنفي من الدليل والبرهان الجلي + كاف بجواب
الشقي الباغي + من غيي المقلد المفسد الطاغي + ولله در المؤلف
قد جاد + قد ايد مذهب النعمان وافاد + فالله تعالى يجزيه
خير الجزاء في الدنيا والدين + بحرمة رسول رب العلمين + + + +

غلام سلماني عباسي عفي عنه	+	مرسله دو قم بمكة محمية شرفها

١٣ بسم الله الرحمن الرحيم + احمد الله الذي حلينا بحلية السنة
والجماعة + وقلدنا عقود تقليد احد المذاهب الحقة الاربعة + فهي
حق باجماع الرجال + ولا ريب في حقها ولا قيل وقال + فماذا بعد الحق
الا الضلال + وبحينا عن خباثة التفرقة + واغواء الشياطين الزنادقة
وابعدنا عن التامين بالجهر والقراءة خلف الامام + وكل ذلك من
المحذورات والاثام + واصلي واسلم على من بعث بالدليل + فيه
شفاء لكل عليل + وعلى اله واصحابه الذين هم جاهدون في
سبيل الله للدين القويم + وهداة الضالين الى الصراط المستقيم +
بدليل ساطع وبرهان قاطع + اما بعد فلا يخفى على من له
ذوق سليم + وطبع مستقيم + ان في هذه الايام خبت انوار الدين
وخمدت نار اليقين + لقلة العلماء الراسخين + وكثرة الجهلاء والسفهاء
الفاسقين + سيما في هذا الزمان + قد خرجت فرقة لا دين لهم
ولا ايمان + يقال لهم اللامذهبون الضالون + الفاسقون المبتدعون

دينهم انكار تقليد الائمة الاربعة + وشريعتهم التلهي والتلفيق والتفرقة
فلا يميزون الحق من الباطل لعدم عقولهم وعلومهم + بل ختم الله
على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم + الا ترى ان بعضهم يتجر
بالدنيه من بضاعة كاسدة + وبعضهم يتفاخر بما عنده من اراء فاسدة
فيوما يفتى بجواز نكاح الخالة وهذا من العجائب + ويوما يفتى باباحة
المطلقة الثلثة بغير التحليل وذلك من الغرائب + ويجوز الافطار لمن
يطيق الصيام + وكرة ينهى عن التراويح والقيام + وهكذا امر خرافاتهم
اكثر من ان تحصى + وبلغ لعبهم بالشريعة الغراء غاية القصوى + لاسيما
بالاحاديث والفرقان + الى ان هلم جرا الى الرسول في الرحمان + فاي
فرق بينهم والجماد + هم ايها المؤمنون شر العباد + ومع هذا يدعون
انهم محمديون + وانهم هم العاملون بالحديث وانهم يفعلون ما
يؤمرون + فلما راي العالم العلام + الذي ترقى به مراتب العلوم
والاسلام + والذى انتشر به انوار الدين الاحمديه + وزالت
عنه غياهب الغباوة وضلالة السرمديه + والذين تفرد بالعلوم
وتوحد بالفنون كالشمس بين النجوم + افقه الفقهاء + واكمل الكملاء
فريد الدهر + وحيد العصر + زبدة الفصحاء + اسوة البلغاء + قرة
الصلحاء + امام الاتقياء + الذى تحقق به العلماء ورثة الانبياء
استاذ الدنيا علاء الدين + شيخ المحققين والمدققين اعنى الحاج
الماهر في العلوم العقلية والنقلية والظاهر + شيخنا مولانا علامة

الفهامة ابو عبد القادر من الفساد وظن انهم لقنوا
في البلاد + فصنف بحمد الله وسبحانه كتابا عجيبا + وحجوا باغريبا
الذي يسكت الخصام ويهدي الانام + يروق بالنواظر + ويجلوا
به البصائر + شعر كتابا لو تامله ضرير + لاصبح وهوذوا
بصر صحيح + ومضامينه مزينة وموشحة بالدلائل في البرهان من
الاحاديث والفرقان + بل هو سيف مذرب يكتفي لقطع اعناق +
اللامذهبين المبتدعين الذين هم شرار الاشرار + وانهم هم
النار يون لقوله عليه السلام + من شذ شذ في النار ولقوله تعالى ومن
يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل
المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا فلا رتيا
لانكارهم التقليد الائمة انهم من الزنادقين + وجعل الله لهم جهنم
مستقرا ومسيرا + وعليكم ايها الخلان + ان تخرجوا من ترئ
وحاراتكم الشيطان + الذي ياتي عندكم بزي الانسان + ويوسوس
في صدور الناس بالتلهي والتفرق خصوصا في هذا الزمان + وان تقتلوهم
وتجدلوهم + لقوله عم من اراد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم
فاقتلوه + فجزاه الله تعالى المصنف لمولانا ومرشدنا جزاء موفورا +
وجعل سعيه مشكورا + امين اللهم امين + نمقه العبد
الجاني المحقود + دليل الرحمن الحنفي المفتقر
الى رحمة الرب المعبود + صانه الله تعالى

مرشد الحق + درجهٔ فوزی النظام فوزی

بسم الله	الاسلام آباد حفظه آية الله ذو الايادي	الرحمن الرحيم

الله شكراً لك يا من انعم علينا بالتفقه في الدين + ولو كره بعض
الكارهين + والصلوة على من امرنا باتباع سواد الاعظم الانور
الاقوم + ونهانا عن الوقوع في حفرة الشذوذ الاضعف الاظلم
وعلى آله واصحابه الذين هم مقدمات الدين + وبهؤلاء الكرام
فزنا بسعادة المذهب المتين + وعلى التابعين وتبعهم الذين
جهدوا في الاجتهاد + راغبين عن طرفي الاقتصاد + فهم الائمة
المجتهدون المهتدون + الذين ابتغاء لمرضات الله اعمارهم باذلون
كيف وقد اقتدى بهم الاولياء العظام + ولا ارتياب في وصولهم
للخواص والعوام + اللهم اجعل منازلهم في اعلى عليين + متكئين
على سرر متقابلين + وقد انتشر قول هؤلاء الراسخين عجماً وعرباً +
بل شرقاً وغرباً + ومن لدن ذلك العهد الى اليوم جارٍ هو المسلك
المبين + بلا رد الرادين ومن غير انكار المنكرين + كالشمس الشارقة
يستضيء به الشجر والمدر + وقد اقر به الماضون العارفون وكل النفر +
الآن في هذا الزمان خرجت طائفة من المتعصبين + يطعنون على
الائمة المجتهدين + متفوهين بانهم عاملون بالقرآن والحديث + ولا
يتمكنون من تميز الحديث عن الخبيث + ويتماشون الى الاقطار

والرساتيق + يوقعون بين العوام كالانعام التفاريق + وان سئلوا
عن نحو جاءني جعفر + فطالما اجابوا بان جعفر مبتدأ وجاءني خبر
فباي وجه يكون لهم بالآثار خبر + وكثير من الاحاديث جوامع الكلم +
هل تعلمون الحديث بهذا البحر والفهم + فضلا عن اللطائف القرآنية +
والنكات الفرقانية المخرجة فيه + فلدفع شر شرار اولئك القرناء للخناس
الذي يوسوس في صدور الناس + صنف رسالة عجالة نافعة موشحة
بالدلائل من الحديث والقرآن + معرضا عن الادلة الفقهية لجحدهم
بحقية غير الاثر والفرقان + فصفعهم بايديهم + وخفض بنو لاء
الرافعين ايديهم + بعصى الادلة الظاهرة + واخفى اولئك المجاهرين
ببيض البراهين الباهرة + ونصب بنادق الحجج الساطعة المتفق عليها +
لكسر الرقاب اولئك المغضوب عليها + فضرب الامثال التي يهدي
بها كثيرا + ومع ذلك لم لا يكون احد من هؤلاء الليام ولا غيرة لهم
خبيرا + كلها موجودة في تلك المختصرة وما هي احسن الادلة القوية +
لدفع الحيل الوهابية + عوايدها بهية + وفوايدها غير خفية لمن له ادنى دراية +
فله هي كفاية + المصنف الذي لقلب نقاد وقاد الثقة من الثقات
المتبحرين + مقدام مشاهير فحول المحدثين والمفسرين + حاج الحرمين
المنيفين + الذي من الزوارين المستفيضين من روضة سيد الثقلين +
الذين هم احقاء بالشفاعة لقول رسول الخافقين + من زار قبري
وجبت له شفاعتي + اللهم ارزقنا هذا النعم السرمدي مولانا

استاذنا الحاج محي السّنة محمّد عبد القادر مدرّس في
مدرسة الفوكلي صانه الله عن الشرور الخفي والجلي +
الذي من مشايخ الاسلام آباد + قاتل الله حساده وابادهم + اللّهمّ
بطول حياته وبقائه انفعنا + واظلل افضاله على رؤسنا + ومن قبل
الف ذلك القمقام الهمام تذكرة المذاهب خالصا لوجه الكريم + وذكر
فيها الادلة مبيّنا مفصّلا احياء لدين الرؤف الرحيم + وهذه الرسالة
بين فيها الدلائل القاطعة كانها سيف جلي فتاك هصّار + تمزيقا لرؤس
هؤلاء الاشرار بالجملة شموس فضل ذلك العلامة طالعة يبصرها
المبصرون + ولو لم يرها اولئك الخفافيش + قصرت عن اعتداد
مكارم المتخلق بالخلق العظيم + فبذا اكتفيت بهذا البيت المستقيم +
شعر ان الشمس شمس وان لم يرها الضرير + وان العسل عسل وان لم
يجد طعمه المرور + وربما ميلهم الى عقايد الروافض الغدارين + فمن
ثم رفضوا الحاق الحق وكانوا عن السنّة والجماعة مائلين + ولا يبعد ان
تكون بدعة هؤلاء المعاندين الهوام + من فتن الدجال الكذاب عليه
اللعنة الى يوم القيام + فنرجوا الله ان يضمحلوا بطلوع النجم الثاقب السهيل
اعني المصنف الافخم + جزاه الله في الدارين بحرمة نبيه الاكرم +
سطر هذه السطور العبد المذنب الحقير خادم الطلبة محمد بشير الله
الاسلام ابادي غفرلها ذنوبها وكفى عنه سيئاته اللّهمّ اهدنا الى دينك القويم انك
تهدي من تشاء الى الصراط المستقيم + واستعملنا بسنة سيد المرسلين +

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۝ تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد جمیع حضرات اصحاب ایمان وارباب ایقان کو مژدہ جانفزا ونوید فرحت افزا سناتا ہون اور سائر لامذہبان بدسیرتان غریق چاہ ضلالت وسرگشتہ وادی جہالت کو ہدایت کا رستہ بتاتا ہون کہ اس دور پرشر وفتن مین اکثر جا لامذہبونکی یورش ہی فتنہ وفساد کی شورش ہے تحریرا وتقریرا بیچارے عوام کالانعام کو گمراہ کررہے ہین خلق خدا کو تباہ کررہے ہین لہذا انہون ان کے ردمین جناب فضیلت اکتساب عالم باعمل فاضل اکمل قدوۃ المناظرین وزبدۃ المحققین حضرت حاجی مولنا عبد القادر صاحب مدرس مدرسہ ہوگلی لا زالت شموس فیوضہ نے نہایت عمدہ ایک کتاب ہدایت انتساب مصداق اسم بامسمی الموسومہ بہ احسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الوہابیۃ تحریر فرمایا ہے گمراہونکو راہ مستقیم دکھلائی ہے وہ کتاب من اولہ الی آخرہ احقاق حق وابطال باطل سے مالامال ہی اسکی صفت مین نطق ناطقہ لال ہے یہ اوسکی ادنی صفت ہی س

ہر حرف از وشگفتہ باغے + افروختہ تر زشب چراغے + ہان ای لامذہبو ہلکم اللہ للہ ذرا بنظر انصاف لابعین الاعتساف اس کتاب مستطاب کو تم لوگ دیکھو اور ہٹ دہرمی کی پٹی آنکھونسے کھولو خبردار مسیلمہ کذاب کے پیرو نہ بنو راہ ضلالت پر اڑے نرہو ورنہ

بروزِ قیامت پچتاؤگے اپنے گروگھنٹال کو یاد کر کے یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلا کہہ کر روؤگے چلاؤگے ع من انچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم + تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال +
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحبہ وائمۃ المجتہدین اجمعین + حررہ احقر العباد اصغر الافراد محمد عبد الشکور المتخلص بہ مرحبا عفی عنہ متوطن بلدۂ ٹانڈہ ضلع فیض آباد +

+ ولہ +

نظر سے مرے گذری جب یہ کتاب + میں اے مرحبا ہو گئے بس شادمان +
تھا بادِ سرادبی ساختہ + ہوئی خوب تنبیہ بدمذہبان +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ درالمصنف کہ این رسالہ سنیہ مرضیہ نور علی نور ست مرمہتدین دین قویم را وہدایت ست مرزا یغین قلوب را بصراط مستقیم واہب العطایا وملہم الخطایا مساعی مصنفش را مشکور کناد وجزایش وفور دہاد +

ابو الطاہر دلاور حسین گلاوی سابق مدرس اول مدرسہ حسینیہ گلی

وجہ تسمیۂ شیعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بعد اسکے جاننا چاہیئے کہ شہر مکہ معظمہ و نیز کفر کے دوسرے شہر اور مکانون کے فتح ہونیکے بعد فوج فوج ہو کر کفار عرب وغیرہ مسلمان ہوئے پھر جب آنحضرت صلے اللہ وسلم اس جہان سے رحلت فرما ہوے تب وہ سنئے مسلمان پھر کافر مرتد ہو گئے بس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہو کر لڑکے بہتونکو اُن مین سے قتل کیا اور بہت لوگ اُنسے تائب ہو کر پھر مسلمان ہو گئے لیکن وہ لوگ بظاہر مسلمان ہوے مگر بباطن کفر و نفاق رکھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین درپردہ رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین خارجی بنگئے اور انکو قتل کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر بنکر اور مددگار ہو کر اُنسے لڑائی و مجادلہ کیا آخر انجام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُن خارجیون کے تائید سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرکے خلافت چھین لینے کو آئے حضرت بڑے امام صاحب موصوف نے

لڑائی کو مصلحت نجان کر انکو خلافت حوالہ کی اور شہید ہو گئے پھر حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کے رحلت کے بعد اُن خارجیون نے یزید کے لشکر
کے ساتھی و مددگار ہو کر حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا اور اُسکے حکم سے
مدینہ مُنورہ کو لوٹ کر بہت سارے صحابیونکو قتل عام مین لائے پھر یزید کے
ہلاک ہونیکے بعد مختار نے کوفہ مین خلیفہ ہو کر یزید کے لشکر و مددگارونکو
قتل عام کیا بعد اُسکے ایک دوسریکے پیچھے بہت آدمی خلیفہ ہو کر اُس اطراف مین
اقسام طرح کے فساد برپا کرتے رہے جسکے باعث مُلک عرب وغیرہ مین ظلمت فساد
فسق و فجور سے اندہیارا ہو گیا پھر دین مغلوب و عاجز ہو گئے دین اسلام مین فتور
و قصور حد سے زاید پڑ گیا ایسے وقت مین پہلے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
نے مشہور روایت کے روسے اسّی ہجری مین پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے کتنے یار و اصحاب تابعین سے علم دین حاصل کر کے کمالیت واجتہاد
کے درجہ مین پوہنچکر مسائل احکام شرع کو قرآن شریف و احادیث سے استنباط
و نکال کر ہزارون شاگردونکو فیض عام دین کے علم کا پوہنچایا اور ابن المبارک نے
مناقب مصحف مین امام اعظم رح کے کہا ہے + کہ لا ینبغی لاحد ان یقتدی
مردونہ غیراً واثبت فی مناقبہ ما اثبت وما ادریکم ما اثبت الی ان
قال شعرا +

لقد زان البلاد ومن علیہا + امام المسلمین ابو حنیفہ + باحکام واثار و فقہ
کآیات الزبور علی صحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا
بکوفہ + یبیت مشمرا سہر اللیالی + وصام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابی حنیفہ

في علاه + امام الخليقة والخليفه + ثم اعتقادي مذهب النعمان
ثم اتبع اجتهاده المالك الذى ولد فى سنة خمس ٩٥ وتسعين ثم الشافعي
الذى ولد فى سنة مائة وخمسين ١٥٠ ثم الحنبلي الذي ولد فى مائة واربعة ١٦٤
وستين لكنهم استنبطوا فى بعض فروعاته استنباطا تفريقا وحققوا فيها
تحقيقا + وكان لكل واحد منهم اصحاب احرزوا اصولهم احرازا وابرزوا
فروعاتهم ابرازا + ويعملون على اصولهم مقلدين لهم ويرجحونها
ترجيحا + ويصرحونها تصريحا فلذلك صار المذاهب في الاربعة من الله
تعالى مرضيا ومحصورا + لانه من استنبط ممن سواهم كان استنباطه
مخطورا ومدحورا + لانه كان في الارض منتشرا ومنشورا + فليس
في كتاب مجموعا ومسطورا + فلا ريب ان انحصار المذاهب في الاربعة كان
فضلا الهيا + وحكما شرعيا + فلا طاقة لاحد ان يبدله تبديلا او
يكثره تكثيرا + او يؤوله تاويلا + ولا ينبغي لغير المجتهد ان يتبعها
تلفيقا + لانه كان تلهيا تحقيقا + وكان التلهي حراما + ولا يكون الحرام في الشرع
حراما ثم الف المحدثون في الصحاح من بعد المائتين وغيرهم من بعد ثلث
مائة احاديثا واثارا + فالف كل منهم بطاقة البشرية تاليفا حميدا اختيارا
اختصارا + ليستحكم ما استنبطه الائمة الاربعة استنباطا محيطا + واستخرجوا
استخراجا بسيطا + ولان احدهم اراد ان يجدد للناس منها مذهبا جديدا
وان يتخذوه بمخالفة الائمة قولا سديدا + لان كل واحد منهم كان عطارا
حريزا رطبا ويابسا + وما كان لباس اجتهاد لابسا + وما كان فيه حكيما

كاملاً + وطبيباً حاذقاً عاملاً + بل كان لاحد الائمة مقلداً متبعاً سعيداً
ومقتدياً ومعتقداً ومريداً + امّا من الّف منهم الاحاديث متعصباً لامام
الائمة ومعانداً فلا تلتفتوا اليه ابداً فالحمد لله الذي جعلني مقلداً لمن
كان ولياً كاملاً مجاهداً صالحاً زاهداً عارفاً برّاً تقياً نقياً مجتهداً تابعياً + و
كان افضلهم فضلاً + واعلمهم علماً + واورعهم ورعاً + واقربهم زماناً +
واعظمهم اماماً + **اور شرح سفر سعادت مین مرقوم ہے**
که این چهار تن از امامانِ دین ومقتدیان ملّت اند که ضبط و ربط احادیث
واقوال صحابه وسلف وتطبیق وتوفیق میان آنها نموده وتفسیر وتاویل
وبیان ناسخ ومنسوخ کرده وغایتِ بذل مجهود درین باب فرموده
استنباطِ احکام بقیاس واجتهاد از نصوصِ کتاب وسنت نموده اند در
غیر مجتهد آنرا جز تابع ایشان بودن چاره وحیلے نیست ومشایخ طریقت
وبزرگانِ ایشان همبرین مذاهب بوده اند یا رب مگر آنها نیکه از ایشان
بپایهٔ اجتهاد رسیده موافق یا مخالف ایشان برای خود اجتهادی نموده
باشند + وبالجمله مذاهبِ حق وطرقِ وصول بمنزل مقصود وابواب آمد خانهٔ
دین این چهار ست وهر که راهے ازین راهها وَدَری ازین درها اختیار نموده
براهِ دیگر رفتن ودرے دیگر گرفتن منظور کند عبث وبیهوده باشد وکارخانهٔ عمل را
از ضبط و ربط بیرون افگندن واز راهِ مصلحت بیرون افتادن است + .
ولد البخاری یوم الجمعة لثلاث عشرة ليلة خلت من شوال سنة ۱۹۴ اربع وتسعين
ومائة وتوفی لیلة الفطر سنة ستة وخمسين ۲۵۶ ومائتين وولد مسلم سنة

۲۰۴
اربع و مائتین و توفی عشیۃ یوم الاحد لخمس او ست بقین من رجب بنیشاپور سنۃ
۲۶۱
احدی و ستین و مائتین + و ہر دو از امام احمد حنبل و دیگر ائمہ اعلام
حدیث دارند و چون بخاری در آخر عمر بہ نیشاپور آمد مسلم ملازمت او کرد
و استفادہ نمود رحمۃ اللہ علیہما و اما ابوداؤد وے نیز شانی عالی دارد
۲۰۲
در علم حدیث و از مصاحبان امام احمد ست + ولد سنۃ اثنتین و مائتین و
۲۷۵
توفی بالبصرۃ لاربع عشرۃ بقیت من شوال سنۃ خمس و سبعین و مائتین
رحمۃ اللہ علیہ و اما ترمذی نیز یکے از حفاظ اعلام حدیث ست و او را در فقہ
نیز ید طولی ست و از محمد بن اسمٰعیل بخاری اخذ حدیث کردہ و لد و فی
۲۷۹
و توفی بترمذ لیلۃ الاثنین الثالث عشر من رجب سنۃ تسع و سبعین
و مائتین + و معنا کہ این مرد را با ائمہ اہل قیاس و اجتہاد تعصبے بود خصوصاً
با امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و لہٰذا ذکر این امام اجل و اصحاب وی در کتاب
خود در ذکر اقوال علماء صریحاً ہیچ جا نکردہ + و اما نسائی نام او احمد ست و وفات او
۳۰۳
بمکہ سنۃ ثلٰث و ثلٰث مائۃ وی نیز یکے از علماء حفاظ و فقہا ست اخذ کردہ
حدیث را از ابی داؤد و عبداللہ بن احمد بن حنبل را ملاقات کردہ و طبرانی و طحاوی
از شاگردان او یند + و در بعضے مواضع کہ ابوداؤد و ترمذی اخراج حدیث
کردہ اند نسائی از ان اجتناب نماید بلکہ از اخراج حدیث از بعضے رجال
شیخین نیز تجنبے می کند اما سادس نزد بعضے سنن ابن ماجہ ست و نزد بعضی موطا
و مختار صاحب جامع الاصول ہمین ست و موطا جمع امام مالک است و وے مقدم
۹۵
ست بر این مذکورین زماناً و فضلاً و برکتاً و لادت امام مالک در سنۃ خمس و تسعین

ووفات در تسع وسبعین ومائة ۱۷۹ وعمر شریف وی ہشتاد ۸۴ وچہار سال وبعضے نود گفتہ اند ووے امام ست در فقہ وحدیث اخذ کرد علم را از قدمای تابعین وکبار ایشان ووے شیخ مشایخ احمد بن حنبل ویحیی بن معین ست ویحیی بن سعید القطان گفتہ ست کہ نیست در قوم اصح حدیثا از مالک وگفتہ اند اول کسیکہ تصنیف کرد در حدیث اوست ولیکن کتاب وے جامع ست صحاح را وغیر آن را واول کسیکہ تصنیف کرد در صحاح مجرد بخاری ست واما ابن ماجہ توفی سنة ثلث وتسعین ومائتین ۲۹۳ وگفتہ اند بعضے از رجال احادیث وی مطعون اند ومتہم بکذب وبعضے احادیث وحکم کردہ شدہ ست بر آنہا ببطلان وسقوط ونکارت وآنہا کہ تقدیم کردہ اند او را بر موطا ویکی از کتب ستہ شمردہ بجہت کثرت زوائد اوست بر کتب خمسہ بخلاف موطا وبعضے گفتہ اند کہ کتاب دارمی سزاوار تر ست بگردانیدن وے سادس کتب زیرا کہ رجال وے در ضعف کمتر اند ووجود احادیث منکرہ وشاذہ دروی نادر ست اگرچہ احادیث مرسلہ وموقوفہ در وے بیشتر از کتاب ابن ماجہ ست توفی یوم الاربعاء ودفن فی یوم عرفہ سنة خمس وخمسین ومائتین ۲۵۵ ❊ بیان منشاء اختلاف مجتہدین وذکر ائمہ اربع وبیان حکم واتباع ایشان ❊ بدانکہ صحابہ را رضی اللہ عنہم برکت صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونورانیت باطن وصفائی عقیدت اختلافے واشتباہی درمیان نبود وبجہت سطوع انوار کتاب وسنت وحضور نور نبوت وشہود موارد وحی وتنزیل حاجت بقیاس واجتہاد نہ مگر در مسئلہ چند کہ بعد از رحلت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اختلاف گونہ پدید آمد ہر کدام از ایشان مثل نہرے

یا حوضی یا جدولی بود از دریای علم و چشمهٔ فضل و باران رحمت وی صلی الله
علیه و سلم و چون اوقات صحبت مختلف بود و همه در یک وقت همیشه در
مجلس شریف مجتمع و نیز فعل آنحضرت صلی الله علیه و سلم در نوافل و مستحبات
و فضائل اعمال الا در فرایض و واجبات دایم بر یک نسق بود بجهت وفور شفقت
و توسعهٔ رحمت بر امت تا بسر حد وجوب نرسد و اکثر چنان بودی که هر عمل که وی
صلی الله علیه و سلم مواظبت نمودی واجب گشتی و حکم الٰهی بفرضیت و وجوب آن
نازل گردیدی باین سبب که مذکور شد هر کدام از ایشان دید و دریافت آنچه دیگری
ندید و در نیافت و ازینجا مخالفتی و مغایرتی در علوم صحابه پیدا آمد و بعد از
گذشتن آن سرور هر کدام از ایشان با نصیبهٔ از فیوض علمی انوار سنت در بلاد
و امصار اسلام متفرق گشتند و نشر علوم و احکام نمودند و جماعهٔ دیگر از عرب و
عجم که نه بشرف حضور آنحضرت صلی الله علیه و سلم و دریافت زمان نبوت شرف
و فائز گشتند بخدمت ایشان بشتافتند و بملازمت صحبت ایشان اقتباس انوار
علوم نمودند و ایشانرا تابعین خوانند و جماعهٔ که شرف ملازمت صحابه را نیز در نیافتند
و بملازمت تابعین در آمده استفاضه و استفاده نمودند ایشانرا تبع تابعین گویند و
این هر سه گروه یعنی صحابه و تابعین و تبع تابعین مقتدایان دین و بهترین امت
اند بحکم حدیث متفق علیه که فرمود خیر امتی قرنی الذین انا فیهم ثم الذین
یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث + و در تابعین و تبع تابعین بجهت اختلاف
علوم و کثرت وقایع و حوادث و انسداد حجاب بجهت بعد زمان نبوت در ورود انوار
وحی اجتهاد کثرت یافت و اختلاف شایع شد و در حقیقت باعث توسیع امر

وسعت دائرۂ رحمتِ حق گشتند ولابد چون مجتہد را اطلاع بر معانی قرآن
واحادیث واقوال سلف ومعرفت ناسخ ومنسوخ شرط است ایشان ہم
فقیہ باشند وہم محدث تا آوردہ اند کہ نزد امام اعظم ابو حنیفہ رح صندوقہا
بود از صحایفِ حدیث ولیکن اشتغال وی ویارانِ وی رحمۃ اللہ علیہم در جانب
فقہ ووضعِ مسائل واستیعاب اصول وفروع آن غالب افتاد وسلسلہ روایت
احادیث از ایشان کمتر برپا شد نہ آنکہ تمسک واستدلال ایشان باحادیث
نبود حاشا وبعضے گویند غالباً مذہب ایشان عدم صحت نقل بالمعنی ہست واکثر احادیث
اینچنین منقول ومروی اند پس از جہت عدم احتیاط درین شان کمتر روایت
کردند واین سخن مدخول است با آنکہ اگر نقل بالمعنی نزد ایشان جائز نبودی تمسک
بآنہا نیز نکردندی یارب مگر فرقے نہند در روایت وتمسک فتدبر وجماعۂ دیگر
براہ تاویل واجتہاد کمتر رفتند وبعمل بظواہر احادیث اکتفا کردند وایشان را اصحاب
ظواہر خوانند چنانکہ دیگران را اصحاب الرأی گویند وتمامۂ مجتہدان اصحاب الرأی اند
خصوصیت بابو حنیفہ واصحاب وی ندارد یارب مگر خصوصیت این اسم با ایشان از
جہت شیوع وکثرت باشد ودر اواخر زمان تبع تابعین واتباع تبع ومن بعدہم
سلسلۂ علم حدیث قوتِ دیگر گرفت وشیوع پذیرفت ورواجی تازہ ورونقے
بی اندازہ یافت وچون در آخر زمان صحابہ واوایل تابعین بدعت خروج واعتزال
پیدا شدہ بود وبحکم تعصب وخیانت بقصد ترویج مذہب مبتدع مستدرش وضع
افترا باحادیث راہ یافتہ پس ائمہ حدیث واساطین ملت در مقام تصحیح وتنقید
احادیث آمدہ وتقبیح وتفضیح اہل بدعت نمودہ حق را از باطل وقوی را از ضعیف

جدا ساختند و در علم حدیث کتب تصنیف کردند و مجتهدان امت بسیار بودند
و آنچه قرار یافت و باقی ماند از مذاهب اهل سنت و جماعت چهار مذهب مشهور
است که در اعتقاد و اصول دین باهم یکی بوده اند و در فقه و فروع در بعضی
مواضع مختلف اقدم و اسبق ایشان امام اعظم ابو حنیفه نعمان بن ثابت
کوفی ست ولادت وی در سنه ثمانین و وفاتش در مائة و خمسین ١٥٠ و جماعه را
اختلاف در آنکه وی از تابعین ست یا تبع تابعین باتفاق بر آنکه در روزگار
وی چندین از صحابه بوده اند انس بن مالک ببصره و عبد الله بن ابی اوفی در
کوفه و سهل بن سعد الساعدی بمدینه و ابو الطفیل عامر بن واثله که آخر صحابهٔ
رسول الله صلعم اند در وفات بمکه و بعضی جز این چهار تن را نیز شمرده اند صاحب
جامع الاصول گوید که ملاقات ابو حنیفه باینها و اخذ حدیث از ایشان نزد ارباب
نقل بثبوت نرسیده و اصحاب وی میگویند که وی جماعهٔ از صحابه را دریافته و از
ایشان روایت کرده است و وی را مسندیست که احادیث را در وی از صحابهٔ
مذکورین روایت کرده است گفت بندهٔ مسکین عبد الحق بن سیف الدین
خصه الله بمزید العلم و الیقین و در واقع از حساب عقل بعید می نماید که صحابهٔ
رسول الله صلعم در روزگار وی باشند و وی قصد ملاقات ایشان نکند و ایشان را
درنیابد با آنکه وجود قدوم او درین بلاد که ایشان بوده اند ثابت شده و مدت
بست سال زندگانی کرده چه وجود صحابه تا آخر مائة بصحت رسیده است مانا که
حق باصحاب اوست که گویند جماعهٔ صحابه را دریافته است و الله اعلم و وی جماعهٔ کثیر را
از قدمای تابعین دریافته و در فتاوی و اجتهادات با ایشان مزاحمت کرده

ومشارکت نموده ست عبد الله بن مبارک وداود طائی وفضیل بن عیاض
رحمة الله علیهم از شاگردان و یاران اویند اگر جمله از مناقب وی نقل کنیم سخن
دراز گردد و کتابی دیگر تصنیف باید کرد اهل ماوراء النهر وروم وهندوستان
تمام بر مذهب اویند و در بعضی بلاد دیگر مختلط بعد از وی امام ابو عبد الله مالک
بن انس بن مالک اصبحی ست ولادت او بر قول مشهور سنه خمس وتسعین ۹۵ و وفات
او در مائة وتسع وسبعین ۱۷۹ چنانکه گذشت و وی از تبع تابعین باتفاق و
امام ست در فقه وحدیث وشافعی از شاگردان اوست وبا ابو حنیفه ملاقات
نموده و بر فهم وذکای وی ثنا کرده ست اهل دیار مغرب همه ها بر مذهب اویند خاصة
و در بلاد دیگر مختلط + **هذا انتخاب** من عقود الجواهر المنیفة فی ادلة
مذهب الامام ابی حنیفة رح **اما بعد** فهذا کتاب نفیس اذکر
فیه احادیث الاحکام التی رواها امامنا الاعظم المشار الیه روح الله
روحه واعاد الینا سره وفتوحه مما وافقه الائمة الستة البخاري ومسلم
وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجة فی کتبهم المشهورة +
وسننهم الماثورة او بعضهم واشیر الی موافقاتهم باللفظ فی سیاق
المتن والسند او بالمعنی وقد اذکر غیرهم تبعا لهم واذا وجدت
حدیثا للامام + استدل به علی حکم من الاحکام + ولم یخرجه
احد من هؤلاء الاعلام + لم اعرج علیه + اذ المقصود موافقات الائمة
المذکورین فقط لما اشتهر فضلهم المعلوم + وسارت کتبهم فی
الافاق مسیر النجوم + حتی ظن من لا دراية له فی الفن ان کل حدیث

لا يوجد فی کتب احد هولاء فلا یعول علیه وهذا القول لیس بصحیح بل مخالف
للنص الصریح ففی سنن الدارمی + والدارقطنی + والموطاء + ومسانید
احمد + ومسدد + وابی بکر بن ابی شیبه + والبزار + والحارث بن ابی
اسامی + وصحیحی ابن حبان + وابن خزیمة + والمستدرک للحاکم ومعاجم
الطبرانی + وابن جمیع + والمنتقی لابن الجارود مما انفرد فیها من صحاح وحسان
شیئ کثیر یحتج به عند الائمة + وکم من احادیث صحاح لم یخرجها البخاری
ومسلم ولیس فی ترکها ایاها دلیل علی ضعفها کما حققه البیهقی فی المدخل
(وقصدت) بهذ التالیف الرد علی بعض المتعصبین ممن اعتسف
عن واضح الشارع ونسب الی امامنا انه یقدم القیاس علی النص عن
الشارع وهذه النسبة الیه غیر صحیحة فان الصحیح المنقول فی مذهبه
تقدیم النص علی القیاس وذلک فی مسائل کثیرة یعرفها من مارس کتب
مذهبه وهذا عکس ما فعله غیره من تقدیمه علی الخبر الواحد وقال
القیاس اولی منه معللا بین الخبر ما اخذنا به الا بحسن الظن برواته
والشارع صلی الله علیه وسلم قد نهانا عن مثل ذلک بخلاف القیاس
الی الاصول الصحیحة (ویحتاج) هذ الموضع الی بسط عبارة لیزیل
بعض الاوهام القائمة فی بعض الناس مع زعمهم ان ادلة الامام مع غالبها
ضعیفة لتعصبهم علیه بغیر حق مع ان من طالع ادلة مذهبه وجدها
ما بین صحیح وحسن وهو الاکثر وضعیف کثرت طرقه من
ثلاثة الی عشرة ومعلوم ان الحدیث الضعیف کثرت طرقه قام فی صحته

ان يحتج به عند كثير من المحدثين وهذا النوع يوجد كثيرا في غير
مذهبه كما يعرفه من مارس الفن (فاعلم) ان مذاهب الائمة الاربعة
رحمة الله عليهم اجمعين + منسوجة من الشريعة المطهرة سداها ولحمتها
لا سيما مذهب امامنا الاعظم لكن وجوه استنباطه تدق عن ادراك
غالب عقول طلبة العلم وما يوجد في بعضها مما يخالف ظاهر الاحاديث
فهو بالنسبة الى مدارك افهامنا والاصح عنده من قوله صلى الله عليه و
سلم او فعله او من آثار الصحابة ما قام عنده بمقام اليقين وجعله حجة ثم
ايده بالنظر فيه والاستكشاف لما يعارضه ويخالفه اذ لا يقول عاقل
ان الامام رح يجد في مسئلة نصا عن الشارع ويخالفه بقياس او رأي حاشاه
من رأي او قياس يخالفان الشريعة والذي اجمع عليه اهل مذهبه انه رح ياخذ
بخبر النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به فان اختلف خبران وكان لاحدهما
وجه في التاويل يوافق به الخبر الاخر الذي ليس له الا وجه واحد في الظاهر
وفق بينهما فان لم يجد خبرا عن النبي صلى الله عليه وسلم اخذ من آثار الصحابة
ما كان اقرب الى كتاب الله وسنة نبيه ويسمى ذلك اجتهادا (وروي)
ابو جعفر الشيرماذي بسنده الى الامام انه كان يقول نحن لا نقيس في مسئلة الا
عند الضرورة وذلك اذا لم نجد دليلا في الكتاب والسنة ولا في اقضية الصحابة
(وفي رواية) اخرى عنه انه قال انا ناخذ اولا بالكتاب ثم بالسنة ثم باقضية
الصحابة فنعمل بما تتفق عليه الصحابة فان اختلفوا قسنا حكما على حكم اذا اشتركا
في العلة الجامعة بينهما حتى يتضح المعنى (وفي رواية) اخرى عنه انا نعمل

بكتاب الله ثم بسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ثم باحاديث ابي بكر
وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم (وفي رواية) اخرى عنه ما جاءنا
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بابي هو وامي فعلى الراس والعين
وليس لنا مخالفة وما جاء عن الصحابة تخيرنا وما جاءنا عن غيرهم
فهم رجال ونحن رجال (وروي) عن ابي مطيع البلخي قال دخل سفيان الثوري
وحماد بن سلمة ومقاتل بن حبان وجعفر بن محمد وغيرهم على الامام
ابي حنيفة فقالوا بلغنا عنك انك تكثر من القياس في الدين واول من
قاس ابليس فناظرهم الامام يوم الجمعة في جامع الكوفة وعرض عليهم
مذهبه وقال لهم اني اقدم العمل بالكتاب ثم بالسنة ثم انظر بعد
ذلك في اقضية الصحابة فاذا اختلفوا ولم يتفقوا على شيء قست حينئذ
فقبلوا كلهم يده وقالوا انت سيد العلماء زاد في رواية فاعف عنا ما مضى
فقال عفا الله عنا وعنكم (وكتب) ابو جعفر المنصور اليه قبل ان يجتمع
به بلغني عنك انك تقدم القياس على الحديث فقال ابو حنيفة ليس الامر كما
زعم من بلغك عني ذلك اذا جاءك فاعلم ايها الخليفة اني اعمل بكتاب الله
عز وجل ثم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم باقضية الصحابة ثم
اقيس بعد ذلك وليس بين الله تعالى وبين خلقه قرابة فهذا تصريح
من الامام بانه كان يقدم الاثر على القياس فضلا عن الحديث النبوي
وانه كان لا يقيس الا بعد ان لا يجد ذلك الامر في الكتاب ولا في السنة
ولا في اقضية الصحابة (وقال) علي ابن المديني ابو حنيفة روى عنه الثوري

وابن المبارك وحماد بن زيد وهشيم ووكيع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا باس به ولذلك قول الامام الشافعی فیه الناس کلهم عیال علی ابی حنیفة فی الفقه (قلت) اما الجواب عن الرای والقیاس فقد تقدم ویکفینا فی ذلک قول معاذ رضی الله عنه حین ارسله النبی صلی الله علیه وسلم الی الیمن وسئله بم تحکم قال احکم بکتاب الله قال فان لم تجد قال اجتهد برائی ولا الو فقال النبی صلی الله علیه وسلم حینئذ الحمد لله الذی وفق رسول رسوله وهذا الحدیث صحیح ثابت فی الکتاب فمن طعن علی الامام ابی حنیفة فی استعمال الرای والقیاس فقد طعن علی معاذ بل علی النبی صلی الله علیه وسلم وقد راینا مذاهب جماعة ممن تکلم فی ابی حنیفة قد ذهبت واضمحلت ومذهب ابی حنیفة باق الی یوم القیامة وکلما تقدم ازداد نورا وبرکة والناس الا ما طبقون علی ان اصحاب السنة والجماعة هم اهل المذاهب الاربعة مثل ابی حنیفة ومالک والشافعی واحمد وکل من تکلم فی مذهب ابی حنیفة درس مذهبه حتی لا یعرف ومذهب ابی حنیفة باق ملاء الارض شرقها وغربها واکثر الناس علیه

اور اسیطرح امام صاحب موصوف کے مناقب واوصاف درمختار ورد مختار کی شرح رد المحتار وغیرہ ہزارون حدیث وفقہ کی کتابون مین مرقوم ہین الغرض امام اعظم کے اوصاف اذکار کہانتک بیان ہو سارے جہان مین اُنکے مناقب واوصاف وفتاوی واحکام ومسائل ہزارون کتاب ورسالون مین مذکور ومشہور ومعروف ہین اُن کتابون دیکھنیسے بینائی کہلجاویگی وی اصل اُستاد وپیشوا سارے امامون واستادون کے ہین پرہیزگاری وپارسائی وعلم ودینداری مین اور امامون ومحدثون سے بہمہ صورت فوقیت وسبقت رکھنے والے ہین اور اصحاب وتابعین وتبع تابعین کے زمانہ سے آج تک تقلید واقتدا وپیروی ایک دوسرے کی بچلتے ہوکر کے ساری جہان کے

[illegible] من الصحاح الخ عن الحسن

مسلمان لوگ عمل کیے چلے آتی ہین امام صاحب ممنا کی تقلید و تعلیم سے ہزارہا آدمی پیشوا جہان کے ہوئے پس تعصب و نفسانیت کی راہ سے
ایسے امام موصوف سے ضد و عداوت و بغض و مخالفت و عناد رکھنا اور
تقلید و پیروی اُنکی نکرنا بڑی بے انصافی و حق تلفی و بی ادبی و گمراہی ہے
مشکوة مصابیح والے شافعی ابن حجر شافعی بیہقی شافعی نسائی شافعی
وغیرہم بہت محدثین نے تعصب کی راہ سے اپنے امام کی طرفداری اور
اپنے اپنے استادون کے پیر استاد کیطرف اخذ احادیث ضعیفہ وغیرہ
سے کے منسوب کیے اور یہہ فکر و خیال نکیا کہ امام اعظم رح اصل پیر و اُستاد ہین
صحابہ اور تابعین کبار سے علم دین کا حاصل کر تابعین سے ہوکر اصل اُستاد ہوے
اور سب امامون و محدثین اُن کے شاگرد یا اُن کے شاگردونکے شاگرد
جہانتک پہنچے جاوین چنانچہ امام مالک رح نی امام صاحب موصوف کی ملاقات
و ملازمت حاصل کی اور اُن کے اجتہاد کا اتباع کیا اور بہت سے تابعین سے
بھی علم حاصل کیا مجتہد ہوکر جدا امام ہوگئے اور ابو یوسف رح اور زفر رح اور
محمد رح امام ابوحنیفہ کے شاگردونسے علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوکر اپنے اُستاد
کی تقلید و تابعداری مین قایم و مستقیم رہے پس امام مالک و امام ابویوسف رح
و امام زفر و امام محمد رح علیہم تبع تابعین سے ہوے اور شافعی رح امام محمد رح کی
تقلید شاگردی سے علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوے اور اُن کے گھر مین طفلی
وقت سے پرورش پاکر اُن کے پسر ربیب ہوگے کیونکہ امام محمد رح جب وی طفل تھے
اُن کے ماکو اپنے نکاح مین للیے تو امام شافعی رح امام ابوحنیفہ رح کے
شاگرد کے شاگرد ہوے پھر امام مالک رح کے شاگرد بھی ہوے اور اُنسے بھی

کچھ علم حاصل کیا پس امام شافعی رح بصورت امام ابو حنیفہ رح کے شاگرد کے
شاگرد ہوئے لیکن وے اپنے استاد کیطرح مجتہد ہوکر امام ابو حنیفہ رح کی
تقلید و تابعداری مین موافقت نکرکے بہت فروع مسائل مین امام صاحب
موصوف سے اختلاف کیا اور امام مالک رح بہی امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ
اصول و فروع مسائل مین اکثر موافق ہین مگر کہیں فروع مسائل مین فرق
کیا پہر امام مالک رح امام احمد بن حنبل کے شیخون کے شیخ ہین اور امام
شافعی رح کے شاگردی سے بہی علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوکر امام ابو حنیفہ رح
کے ساتھ اصول و فروع مسائل مین اکثر موافقت رہی مگر کہیں فروع مسائل مین
فرق کیا پس امام شافعی اتباع تبع تابعین سے ہوے اور امام احمد حنبل اتباع اتباع
تبع تابعین سے ہوئی بہی بخاری محدث او مسلم محدث امام احمد حنبل رح سے علم
حاصل اور دوسرے لوگونسے بہی اور بہی مسلم نے بخاری کی ملازمت پاکر استفادہ
حاصل کیا اور ابوداود محدث بہی مصاحبونسے امام احمد رح کے ہین اور ترمذی
محدث بخاری محدث کے بیٹے محمد سے اخذ حدیث کا کیا اور امام احمد رح کے بیٹے عبد اللہ
سے بہی ملاقات کی اسیطرح اور محدثین بہی ایک دوسرے کے شاگردونسے ہین
غرض کہ تمامی امام مجتہدین تمامی محدثین وغیرہ ابو حنیفہ رح کے عیال مین داخل ہین
اب چاہے کوئی اسباتکو مانے یا نمانے اصل حقیقت و نور علم امام ابو حنیفہ رح کا
چاند سا روشن ہو رہا ہی اگر کوئی اندہی کو یہہ نسوجہے اور بینائی نہووے تو
کوئی کیا کریگا ہزارون لاکھون آدمی انسے فیضیاب ہوے سارے جہان مین ہزارون
لاکہون آدمیونکی آنکہین انسے کہل گئین اور انسے نسلا بعد نسل آدمینکا علم کامل حاصل

کر کے ہزاروں لاکھوں آدمی صراطِ مستقیم پر قایم و مستقیم ہوے بیت
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ اگر کتنے محدثین تعصب
و نفسانیت کی راہ سے امام اعظم رح کی مخالفت و معاندت کرے تو اِس سے
امام صاحب ممدوح موصوف کا کیا نقصان ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ محدثون نے
اپنے امام کے فتاوے و مسائل و احکام کو ترجیح دینے کے لئے امام
اعظم رح کے فتاوے و مسائل و احکام کا خلاف کیا اور اُن کے فتاوے
و مسائل کے دلیلونکو اپنی کتابونمین کم نقل کیا اور اُن خارجیون کے نسلاً بعد نسلاً
کے اولاد و اولاد کے اولاد بھی جہانتک پہنچ جاوے کہ جنہون نے مسلمانی دین
فتنہ و فساد ڈالنیکے لئے وضع احادیث و نقل بالمعنی تبدیلات و تغیرات کے ساتھ
بنا بنا کیا اخذ احادیث کرنے لگے اس شر القرون مین بہت شرار الناس پیدا
ہوے بہت موضوع حدیثین وضع کین بنئے بنئے استخراج کئے اِس صورت
مین رطب یابس ناسخ و منسوخ قوی و ضعیف مرفوع و موضوع وغیرہ ہر قسم کے
سب جمع ہوگئے ایک دوسرےکے رجال و راویونکو غیر اعتبار و طعن کرنے لگے
چنانچہ نسائی نے بعضے مواضع مین ابو داؤد و ترمذی کے اخراج حدیث
سے اجتناب کرتے ہین بلکہ بخاری و مسلم کے رجال سے کہ اُنہنے اخراج
حدیث کا کیا ہے تجنب کرتے ہین اور ابن ماجہ کے بعضے رجال تو مطعون
و متہم ساتھ جہوٹ بولنے و چوری احادیث کے ہین اسیطرح حدیث کی
کتابونمین بہت سے خلاف و اختلاف ہین اُنمین تمیز و امتیاز صحیح و غیر
صحیح وغیرہ کا کرنا بہت مشکل ہے پس اُن کتابون کے رِوایتونکا اعتبار

کہ سکے امام صاحب موصوف کے فتاویٰ کی کتابونکو رد کرنا اور اعتبار نکرنا
بلکہ اونسے اعراض و انکار کرنا امر حق سے دور پڑنا اور صراط مستقیم سے
بہکنا و بھٹک جانا ہے العیاذ باللہ منہ اللہ تعالی مجھکو اور سب مسلمانونکو
اس سے بچاوے اب اس آخر زمانے مین واقف اسرار فروع و اصول
عارف اخبار معقول و منقول عالم محقق فاضل مدقق جناب مولوی عبد القادر بدرس
رحمۃ اللہ نے اس امر درپیش مین عوام مومنین کے افہام اور لامذہبون کے
مکر و فریب و شک کے دوری کے لیئے بہت کوشش کر کے تذکرۃ المذاہب
اور احسن الادلۃ القویۃ یہہ دونون معقول و مقبول کتابین جو تصنیف کین ہین
بس اللہ تعالی کے درگاہ مین انکی کوشش مشکور ہوجاوے اس سے زیادہ بیان کرنیکی
کچھہ حاجت نہین جنکی آنکھین بینائی کھلی نہ ہونگی + البتہ ان باتونسے کھل
جاوینگی پس اب مومنونکو چاہیئے کہ ان لامذہبون کے اغوا و دغا بازی
و مکر و فریب و حیلہ سازی سے دور بھاگین اور انکی چکنی چکنی باتونسے
بہک و بھٹک و گمراہ نہو جاوین + واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم +

تمت

فقیر حقیر ہدایت اللہ سہرامی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و
اصحبہٖ اجمعین ۞ امابعد ناظرین رسالہ ہذا کی ضمیر مہر تنویر پر روشن
و ہویدا ہو کہ چند روز سے بعض اشخاص گم کردہ راہ نے اپنے زعم
باطل اور خیال خام مین وسعت آباد دین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو
ہزبران بیشئہ تحقیق و شیران معرکہ تدقیق سے خالی تصور کر کے اغوا
و اضلال عوام کالانعام شروع کیا یعنے آیات فرقان حمید و اخبار سید
المرسلین مین بانواع حیل تاویلات لاطائل پیدا کر کے نقیض و خلاف مین
آئمہ ہدیٰ رضوان اللہ علیہم علے الخصوص امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم
رضی اللہ عنہ کے بیڑا اوٹھایا ۔ اور اون کے اجتہاد و تحقیق کو عکس کتاب و سنت
ٹھہرا کر حتی الوسع سواد اعظم سے بچاکر من شذ شذ فی النار ۔ کا
مصداق بنایا لیکن اس سے بیخبر کہ اجتہاد آئمہ ہدیٰ نور بصر ہے اور کتاب و سنت
اشعہ شمس و قمر جسطرح شعاع شمس و قمر سے بلا نور بصر دیدہ کور کو استفادہ
نور سے معذور ہے اسیطرح بلا واسطہ تقلید ائمہ موصوفہ منزل مقصود
تک پونہچنا معلوم اسلیے کہ تقلید کو عین اتباع شریعت نبوی صلعم ہے
اور اُس سے انحراف سراسر ضلالت و گراہی ہے ۔ اونکے درجہ اجتہاد کے
پونہچنے پر اجماع اکثرین امت ہے اور ایسی جماعت عظیم کا اجماع علی الباطل
خلاف قیاس اہل بصیرت ہے ۔ چونکہ فی الحال منبعان و تابعان عبدالوہاب

نجدی خصوصًا میان نذیر حسین صاحب نے تمام ہمت کو اس امر مین صرف
کرنا شروع کیا کہ کسیطرح حضرات آئمہ ہُدیٰ سے لوگونکو بدظن کرکے زمرہ
ید اللہ علی الجماعۃ سے خارج کردین بناءً علیہ عالم نبیل فاضل جلیل عدیم
فقید المثیل + بقیۃ السلف حجۃ الخلف جناب مولٰنا عبد القادر صاحب دام
فیضہم نے محض بنظر اظہار حق و خیر خواہی مسلمین رسالہ ما احسن الادلۃ القویہ
لدفع الحیل الوہابیہ باوجود قلت فرصت و کثرۃ شغل عرصہ قلیل مین ایسا
تالیف کیا کہ ہر موافق اور مخالف کے زبان سے وجاء الحق وزہق الباطل
ان الباطل کان زہوقا + بے اختیار زد ہوا + مقلدونکو چاہیئے کہ
اسکو حرز ایمان سمجھ کر دلمین جگہ دین اور ہرگز غیر مقلدون کے طرف
مائل نہووین تاکہ صراط مستقیم و سواد اعظم سے منزل مقصود کو پہنچین
ایسا نہو کہ قافلہ سے نکلکر راہ مین سرگردان و پریشان ہوکر متاع ایمان کھو بیٹھین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

حررہٗ محمد حسین ساکن لاکھنوال ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الله الله ما اعظم شانه وما احسن ما شرع سبحانه في
وصف عن عقول + هو الذي ارسل رسوله يهدي الى الصراط المستقيم
ويهدي الى الدين القويم والصلوة والتحيات عليه وعلى اله الطيبين
الطاهرين واصحابه المخلصين الراشدين وائمة المجتهدين الراسخين
سيما اولهم واولهم رتبة وازمنة امامنا ومقتدانا الامام الاعظم
النعمان + ابن الثابت الكوفي شكر الله سعيه في احياء كلماته واستنباط
احكامه من الكتب والسنة والاجماع والقياس اما بعد فقد القي
الي كتاب كريم وما ادريك ما الكتاب هو كتاب عزيز لا ياتيه الباطل
من بين يديه ولا من خلفه اما هو كتاب يكشف السوء عن وجوه المترددين
وما هو خطاب ينزع السواد عن قلوب الزائغين وما ظنك انه سيف
مسلول على عنق الوهابية الخبيثة وسهم مسموم في اكباد النجدية النجسة
الذي اعلى بضاعتهم الطعن في ائمة الدين واقصى صناعتهم القدح في الاولياء
المتقدمين على قلوبهم اكنة لا يفقهون حديثا ويحسدون الناس على ما
اتيهم من الله فضلا عظيما عاملهم الله بعدله وابعدهم من فضله فطالعته
على سبيل الكمال فوجدته صحيحا مقرونا بالحق والصواب ويلقى بالقبول
لدي اولي الالباب ابوابه مقاصد الهداية كالجاثمين من اصل الدراية ورواياته
مروية عن الثقات العدول كاسناده مصححة من الروايات المتحول تماهيده

براعات الاستدلال على المهمات النبال وتقاريبه سهلة المجال الحل
عقد الاضلال دلائله رشيقة المرام وبراهينه انيقة النظام واشكاله
كشكل المجسطی معضلة الانحلال ولموانعه كموانع الفلسفی متعسرة الزوال
ما من بديع الا روعی وما من بيان الا اودع فيه كيف لا وقد صنفه
الفاضل العلامة وصف النحرير الفهامة صدر الافاضل فخر الاماثل
عالم الفروع والاصول ماهر المعقول والمنقول مولانا اللوذعی اللالمعی
ذو المجد والجاه مولوی محمد عبد القادر هوگلوی
لا زال علم ارشاده وافادته مرتفعا فی مضمار العالم وما برح قلم اصلاحه
واقلامه ناسخا علی صفائح المعالم فلله دره وعلی الله اجره ولعمری
ان مولانا جد قد جهد غاية الجهد فی تزييفهم وبذل اقصی الهمه
فی تزعيفهم عند فساد الزمان فی الاتباع والتقليد وغلائل العناد فی
النبوة والتوحيد واندراس آثار الشريعة الحنفية السمحة البيضاء
والتباس رسوم الفقه المتفقهة المنقحة الغراء وشيوع مسائل اهل البدع
والاهواء وذلوع رسائل الخدع والارداء فهم اضلوا وضلوا عن
سواء السبيل والله يهدی كل غوی وضليل فهذا تذكرة
منه للطالبين المسترشدين وموعظة للمتقين المهتدين
شعر فما مات من خير واصل وما غاب عن ذكره حاضر
والله يهدی من يشاء الی صراط المستقيم فقط تمام شد تقريظ
از بنده امام الدين ساكن لكهنو ضلع گجرات پنجاب

امام الدين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تزیین کلام ایزدیست و توشیح نظم ثنای یزدانی + ابتدای امور در بدایهٔ ابتری حیران و سرگردان + تا آنکه رهنمای محمدت دستش نگیرد و کارش ذوبال در تیه رسوائی و بیر کیتی سراسیمه و پریشان تا آنکه قائد ستایشش بمنزل مقصودش نرساند + صلوة که رفیق راه حمدست در ید و هر امر خطیر بحدیکه نهایتش چون عدد لاینتهی الی الابد و درودیکه انجاحش چون انات غیر المنتهی الی الحدست بر سید بشیر عدیم النظیر بل ممتنع العدیل و المثیل محمدن الهادی الی سواء السبیل المهبط الجبرئیل و بر آل نبیل و اصحاب جلیل او فائز باد + سطفی نوائر فتن نجدیه و ماحی رسوم محدثهٔ وهابیه رساله ما احسن الادلة القویه لدفع الحیل الوهابیه که ادلهٔ کامله اش چون بنیان مرصوص + براهین قطعیه اش معقول و منصوص + اظهار حق از هر نکته اش پیدا + انتصار اسلام از هر لفظش هویدا + نقوض وارده اش بر مزعومات خصم ارتفاعش از طوق لبشر خارج اجوبهٔ ساطعش از شبهات واهیه معاندش مثل سیف علی رضیست بر گردن خوارج + ماهران علوم شرعیه و واقفان فنون عقلیه که ژرف نگهان تحقیق و باریک بینان تدقیق اند + اگر پرتو از جمال آبکار افکارش و اشعه از حسن عرائس انظارش بر ایشان تابد جان و دل مرهون نگاهش سازند و عقل و هوش باختهٔ مشاهده اش گردانند + چرا نباشد که مطرح اشعهٔ نیر اعظم و مطلع انظار و مجمع آب زلال افکار بحر عذب اعنی جناب محی مراسم ملت رافع اعلام سنت هادی گم گشتگان تیه ضلالت سد یاجوج طغیان دستگیر لغزیدهٔ

قدمان مولنا محمد عبد القادر صاحب مد الله ظلال نوالهم علی
رؤس الطالبين والمستفيدين امين يا رب العلمين

حررہ کریم بخش مفتی ساکن اکمی متعلقہ ککھنوال
ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

رأيت هذه الرسالة مسمى بما احسن الادلة لدفع حيل الوهابية
فوجدت ما فيها مطابقا لما في الكتب المعتبرة المتداولة وموافقا
لما عليه اهل السنة والجماعة والله اعلم +

حررہ مولا بخش الملک خاطر ساکن نوشہرہ ضلع گجرات پنجاب +

بسم الله الرحمن الرحيم مطلب کتاب ما احسن الادلة القویہ لدفع حیل الوہابیہ بہت
خوب ہی اور درست ہی لائق ہے عمل کرنیمیں + حررہ فیض احمد مفتی ککھنوال ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم یہ کتاب ما احسن الادلة القویہ لدفع حیل الوہابیہ + جسکو مولنا
محمد عبد القادر صاحب گنگوہی نے ہزار محنت اور ہزار جانفشانی سے تصنیف کی ہی
سو بلا ریب قابل عمل ہے اور کتب معتبرہ متداولہ اسپر گواہ ہے جزاہ الله عنا خیر الجزاء

کتبہ مسکین محمد امین ساکن ککھنوال ضلع گجرات پنجاب

محمد الدین

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله القوى المتين والصلوة والسلام على رسوله الامين وعلى آله وصحبه الاكرمين وعلى الائمة المجتهدين رضى الله عنهم اجمعين اما بعد فيقول العبد الضعيف **لطف الله** جعل الله آخرته خيرا من اولاه انى طالعت هذا الكتاب واطلعت على ما تضمنه من العجب العجاب فوجدته كتابا قد اشتمل من التحقيقات الرائقة على ما هو مختار العظماء واحتوى من التقريرات الفائقة على ما ذهب اليه جم غفير من الفضلاء يرشد الناظر الى الحق الصريح والقول المنصور ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور

اى كه هستى طالب راه صواب + رو مگردان زين كتاب مستطاب + خويش بنگر دليل از من مخواه + آفتاب آمد دليل آفتاب +

جزى الله مصنفه احسن الجزاء واوصله الى امنياته بحرمة سيد الانبياء عليه من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها

تقريظ جناب مولوی لطف الله صاحب ساكن كويل عرف على گڈه دام فيضهم

نقل مہر مولوی صاحب ممدوح



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب لیهتدی بمفاهیمه العزیزة اولوا الالباب
الذین افصح منهم بکرمه ولطفه ما هو المکنون المبطون من الکتاب
الحمد لله الذی نزّل علی عبده القرآن العظیم المجید الذی فی اللوح المحفوظ
لیکون للعالمین نذیراً وداعیاً الی الله باذنه وسراجاً منیراً یهتدی به
من ابتغی الهدی وابتدر + ویضل به الذی غمره الغیّ ونکر فلله الحمد
علی ما اقتضی وقدر فی نهی او امر + وسنّ لنا من الدّین الحنیفی وما رشدنا به
ما هو اهدی وامرهٗ بلسان عربیّ مبین + لکیلا یثقل علی التالین
المؤمنین + وان سولا الفضل المبین رحمة ومنة منه لتاه انضل فی دلاهم
ظلام الجهل + ولولاها لهوینا الی الخطاء والزلل + ولانکسنا فی هوة الخطل
وارسل رسوله بالهدی ودین الحق الاکمل الاعدل الاهدی ورضی الله تعالی
لنا به وخصنا به نکرمه بالحسنی + تا نگهدارد مان به بیان راست ترو انهار
آن حق از گمراهی وچنان پیدا و آشکار گفت که یارانش را جای آشکار کردن
نگذاشت + سلمنا اگر ماند باندیشه نیک وراه روشنی که ببرکت همدمی وهم نفسی
وهمقدمی حضرت رحمة للعالمین صلی الله علیه وسلم و اندرون شان بود گیتی
وشیتی میان خود بنهاده جای اندیشه نگذشتند وازکیت وذیت وارستند
وان هذا الا بمحض فضله واحسانه علینا ان الله ذو الفضل العظیم علی الناس وعلینا و
لکن اکثر الناس لا یعلمون + همچنین پیشروان شان رحمهم الله بصفائی دل که

(آن نور یقین است) و قرب منزل (از حضرت جناب رسالت مآب) صلی الله
علیه وسلم که قرآن بعینه زمان اصحاب رضی الله عنهم است) چندان سخنها کشیدند
که تا بروز واپسین پاینده ماندند و نیز بعد ازان هم پاینده خواهند ماند + یعنی چندی
ازانها در گیتی تا پایدار بکار آمدند و می آیند و خواهند آمد و چندی ازان برای
روز رستخیز و پس از ذخیره پاینده و ارزنده خواهند ماند هزارها دفاتر الکتب ازانها
مملو و مشحون اند + جناب اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب کرم الله وجهه از برای
افهام معانی ازان کلمات طیبات یعنی (کلام الله تعالی و کلام الرسول ص و کلام اصحاب رض)
درجه درجه بمنزله قواعد و ضوابطی پیدا کرد و ابوالاسود دیلمی که (او استاد صاحبزادگان
رض بود) حسب ارشاد فیض آباد آن سلطان بارگاه شهامت بروزی دو صد
کما بیش مسئله استخراج نموده اجزا مرتب داشت یعنی (شاید ازاین قواعد حاجتی نا
نبود) بلکه برای همچو پس ماندگان کم فهم کم رای راهی رست بیافرید بالعرض شئ
نیابیم و از پای در آئیم و هلم جرا الی یومنا هذا اگرچه یاران و پیروان در استخراج مکنونات
قرانیه و حدیثیه برای ما کمتر نیان جای نگذاشته اند مگر خیلی رحم دلی و شفقت
درونی آن والیان ملک هدایت باید دید که با وجود چندان کد و کاوش که در اظهار
فرمودند رعایتاً لاحوالنا و صوناً لاقوالنا قواعد هم برای ما استنباط فرمودند نگذاشتند
ناگونه لغزشی بما راه یابد و تغیری و تبدلی در الفاظ حامله معانی پیدا نماید و الی الآن
همچنان نجم سعادت ما بندگان در ترقی است + اکنون بندگانی چند پیدا شده اند
که در آن راه نمائیها دستی می اندازند و کرده های و گفتهای آن بزرگواران را
از راه تعلی نفس و امید تجلی خودها از راه گردانده و بشره نفسانیت شتافته و بگو

گمراهی سرنگون گشته هدایات نیک شان ابر کران ماندند وهم شان را رحمهم الله
وهم گفتار وکردار شان زابدی وپلیدی آمیخته نمایند + همیسان جیلا بعد جیل ودهرا
بعد دهر ع یکی میرود دیگر آید بجا + سیما فی زماننا هذا بسبب بعد زمان این
گروه شقاوت پژوه دامن همت بکمر خذالهم چست بسته بآمرزگاری رئیس علیه اللعنة
وفرزندانش خذلهم الله فی الدارین در گمراه کردن اولاد ایمانداران جانفشانی
از حد گذرانیدند و دروغهای سربسته بفروغ آراسته بآموزگاری رئیس خود
علیه اللعنة وفرزندانش خذلهم الله فی الدارین حواله نوک قلم داده در افزایش
وساوس خاطر مسلمانی چند درآمده درپی تضلیل وتلبیس شان افتاده
وبا فاویل واهیه وهابیه رخنه در سد عزت آن بزرگواران گذشته شکر الله
سعیهم انداخته راسا براس ز تقلید وپیروی شان انکار آوردند حالانکه ابیات
قد الف کل کتب + فی الفقه الفاز اهر + یلقی الی یوم الجزاء + من فضل رب قادر +
ویل لمن قد جنبا + عنهم وزیغ خاطر + با آنکه دانند شان + حیران وهائم
بی حرج + مغبون عقل ناکل + مفتون شیطان بی سر + یزعم بانه عالم +
نصا حدیث مکثر + لو یکثرث فی زهوه + عن اخذ رب جابر + ینزل
علیه وابل + لا القهر الا له القاهر + ینکسر فی بحر الغوایة والنکایة ماکر +
لا علم له فو مکره + لو اخذ بالابتر + ارفض سوادا اعظما اعلی
واولی مذهنر + واختار حزبا ناشزا + بطال قد اقتدر + واخی اشقیا طغیٰ
المذلة للخلائق کافر + اهوی جهنام القبائح + والفقه نامی زجر +
والکلام وان یطول ولکنی نقوله اجول واقول + این قوم را

انکار ائمهٔ اربعه سیّما حضرت اعلی و اقدس ابو حنیفه رضی الله عنه به بینند که از کجا تا کجا
می بروی یعنی از عبدیت و معبودیت می کشد + باید شنید معنی لغوی تقلید
(قلاده در گردن کسی انداختن (کار بگردن کسی سپردن) تیغ بگردن آویختن
آمده) باید شنید که چون روز نخستین خلعت خلافت انّی جاعل فی الارض
خلیفة + زیب تن مبارک حضرت ابو البشر علیه و علی نبینا الصلوة و السلام شد
و تاج اصطفی مزیّن فرق والا یش گشت ملاء اعلی ندا، امر فاسجدوا گوش کرده
شمش سعادت اطاعت فسجدوا آمدند (و این امتثال است تقلید نامند) که در گردن شان
قلاده اطاعت استادی خواجه ابو البشر علیه السلام انداخته شد که این استاد شماست
حقش دانید و این را قلادهٔ اطاعت نام نهادند و همچنان شد و مقلِّد و مقلَّد آمدند
مگر آن یک نفر که سرکش و نافرمان آمد و بطمع خام از آن امتثال سر باز زد و رکن
الی ما رکن شیخ حماشیخ + علاوه بر آن کلمه دعوی انا خیر منه بر زبان
رانده بدلیل عقلی چنگ زده ونه دانست که بحضور خداوند خداوندان دلیل عقلی نمی چلد
و مورد طرد و لعن ابد الآباد آمد + و این قلادهٔ شقاوت خوانند که از آن براه
گمراهی کشیده شد + فمن اولی السبب آن اطاعت و انقیاد محفوظ الحال و معصوم
المقال آمدند + فمن ثانیه یعنی آن یک نفر همچنان کان شیخص بصره الی مد
الی السماء لکی ینظره انه انما یقع طوق الطرد من الهوا رفال امره الی ما آل فی نقص
علیه الوبال و بطر از پر نکال + انّ علیک لعنتی الخ در خور اقبال آمد + فالحمد لله العلی
الحکیم حیث اکرمنا بفضله العام بتقلیده وجعلنا بالاطاعة
کما مکنته علیهم السلام و ادخلکم فی متابعة الشخص الرجیم اللئیم

والقی علیه وعلیکم ما القی علیکم من النفرت عن قبول الحق والمیل عنه
والنزح عن تقبله والزیغ عن الصراط الحقیق بالتدقیق والتصدیق والصلوة
والسلام علی نبیه الکریم المبعوث الی کافة الخلق وهو بالاهتداء
حقیق + ازین گزارش دریافته شد که تقاید ائمه ع بعینه تقلید صحابه است
و وی بعینه تقلید حضرت سرور کائنات است صلی الله علیه وسلم و بیخ این تقلید در
عالم ارواح واقعه خواجه حضرت ابو البشر است علیه السلام اکنون منکر آن تقلید را باید
که از کجا تا بکجا رفت + آری آری سه چون خدا خواهد که پرده کس درد +
میلش اندر طعنه پاکان دهد + بگذر از پاکان که پاکی خداه + در نظر نا دیده را زه
کج رواه + ازانجا که من حیث الجبلت بنای آفرینش شان بر بدی افتاده است
ناچار اند که براه خیر و خوبی چه رنگ خرامند ع از کوزه همان برون تراود که
در وست +. چارناچار بر آن راه می تگنند + خار خار وساوس بچو انسر املی
خود در راه اهل ایمان می اندازند وخود را مصدر حکم مثبته نص الهی سیصلی
نارا ذات لهب می گردانند وان هذا الا التقلید الشیطانی +. عجب و شگفت
ازین قوم آنکه با وجود مقلد بودن شان بانیگونه تقلید بخس رمین بخس خود باز
از سر تقلید منکر اند + وان هذا لشیئ عجاب فهذا هو الجهلاء الذین
نسوا اصل منشاء اصل تقلید السوء الذی شهدته فی الصدر ونحن
العقلاء الذین نحن منشاء التقلید الحسن الذی اظهرته بلا وزر فاعاذنا الله
بفضله العمیم من التقلید السوء وهدینا الی التقلید الحسن فله الحمد
والشکر وله الثناء الحسن علی ما رفدنا انعمت التقلید الحسن (فتحن)

احق بالملک منه) وانا اوید قولی هذا بقول صاحب القصیدة
الامالی ع وایمان المقلد ذو اعتبار + لفقه لائح فی یمن الهلال +
فتدبر انکنت ذو تدبر + ازآنجا که هر کس را در هر حالت و هر وقت دولتِ
علم دینیه نقلیه آسان نیست لهذا این قوم نوبت بنوبت دار بوار در صدد
تلبیس ره آمده اند علی الخصوص درین ایام که معالم علوم عربیه نقلیه وبا ندرس
آورده است وگرد جهالت بهوای بطالت بفلک برانگیزیده این فرقهٔ خناس را
زیاده تر خیال اضلال بدماغ پیچیده ناخواندگان علوم نقلیه را ازجا برده علم
ناموری ببام فلک برده اند + مگر با وجود اینهمه حالت قبیحه و تواردِ حدثان شنیعه
بازشیران بیشهٔ فصاحت و کمال داد شجاعت کلیمی سیدهند و بسر پنجهٔ تقریرات فصیحه
انیقه و تبیان رشیقه جلوداد له قبیحه شانرا از هم می درند + درین زمان که بکشاکش
آب و دانه بنده مسکین از وطن مالوف بر آمده باگره رسید + فلما حضرت حضرت من
سدته مجمع الاکابر والاصاغر محط کل وارد وصادر مولنا و مولی افضل المولوی
امام الدین احمد حفظه الله عن صدمة کل لدیت ولدو فزت بمطالعة ما احسن
الادلة الی دفع الحیل الوهابیة + حرت فی شحاذت طبع مصنفه حیث
ابرز حومة الکمال لابراز هیمات النزال للفرقة القاسیة قلوبهم الارذال +
حمی حوزة دین الحق الاسلام علی طراز الفصال + وانشر معالم بیان الحق
والحق انه اتی فی تصفیه بالسحر الحلال من بین اقرانه وعصر انه
قد فاز فوز النجاح عن الجلال عقیدة الشرذمة الشریرة القبیحة
الشریرة المثلیة بطرق السداد والصواب النکیلة عن سوی الصراط المستقیم

ياويل لمن يرغ صدور العلمين بدنس الافتراء والوبيل ياويح لمن يسف بوغاء الاصرار والاوزار على فرق الافاضل النبيلة مع انهم قد صعدوا عوالي شرفات السعادة الازلية وانهم سوار ايادي الهمة العلية من ابدائهم سراح ذوائب النهمة البهيئة من اهدائهم وصفى قرائحهم عن ادناس الاهوية النزيلة ونقى زجاج شكيمتهم عن صدأ حب الدنيا الرذيلة اللهم اهدنا صراطك المستقيم ولا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا الى سلوك طريق اللئيم الرجيم انك انت الرؤف الرحيم فلله در المصنف حيث سعى وبذل مجهوده وما آل من نفسه في اعلان ما هو مقصوده اللهم ارحمه واسبل عليه سجال رحمتك يا ودود يا ودود يا ودود بجاه نبيك الودود وآله الودود واصحابه الودود وها انا العبد المفتقر الى الله الصمد خليفه ولي احمد شاه نزيل آگرة البلد الهزاروي المولد القريشي الحسب والنسب بلا ريب ولا الرد

تمت

بالخير والعافية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الّذی هو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تخبرون ـ ربّ اعوذ
بك من همزات الشّیاطین واعوذ بك ربّ ان یحضرون ـ والصّلوة
والسّلام علی رسوله الّذی فرض علینا له الاطاعه ـ الّذی قال من
اراد بحبوحة الجنّه فیلزم الجماعه ـ وآله واصحابه وعلماء دینه
منهم من یحفظون الحکمة باللسان ومنهم من به وبالفقه یتنبه
فصدّق قوله علیه السّلام فربّ حامل فقه الیٰ من افقه وربّ
حامل فقه لیس بفقیه ـ امّا بعد فاعلموا ایّها الامجاد ـ ان الفساد
قد شاع فی البلاد وزاد ـ علی الخصوص بارض الهند ـ من بنقالة
الی ثغر السّند ـ هذه الدار مملوة باصناف النّاس مختلفة الالوان
والاراء والادیان ـ فهی معدن الخیر والشّر ـ لکن مثقال ذرّة
من الشّر ـ یدنس الف خیر ولا یقتر ـ کلّ یوم نشاء فیه دین جدید
وواضعه فاسق او رشید ـ خصوصاً من عهد سلطنة آل تیمور
الی هذا الزّمان ـ نشاء فی الهنود والاسلام مذاهب وادیان ـ ففی الهنود

الست مزامی والثالث شامی والیهما۔ وللاسلام المهدویة ودین شاه اکبر وغیرهما۔ فلم یلبث الا انقشع ظلماتهم من جوّ الهند وتشققت شقوقا۔ فصدّق ان الباطل کان زهوقا۔ فصاروا مذ مومین مدحورین وارباب الحق لایزالون منصورین۔ فکذلك سیندرس اثار الوهابین اصحاب الظواهر منکری تقلید الائمة الاکابر یخبثون اثلة هولاء الکرام ولا یبالون۔ کفی لهم سبّ المومنین کفر لکنهم لا یعقلون۔ هم الذین باعوا الدّین بثمن بخس۔ وو کسوا فی تجارتهم غافلین عن الوکس۔ لاعوجاج درکهم عن الشّریعة یثیرون الفتن۔ لقصور باعهم عن احصاء السّنن یمیلون الی الشّر والضغن۔ مکرهم فی التجنب عن مناظرة العلماء شیٔ عجیب۔ دابهم انّك اذالم تغلب فاخلب۔ فلمّا ضاق الهند من شرهم وضدلهم۔ اخذ العلماء یصنفون فی ردّهم ونکالهم هم غرر الاماجد والاکابر۔ کانهم قال فیهم الشاعر

شعر

الا انهم ووجوههم وسیوفهم فی الحادثات اذا دجون نجوم
منها معالم للهدی ومصابح تجلوا الدجی والاخریات رجوم

منهم العلامة الحبر ذوالمجد والمفاخر الحاج محمد عبد القادر مصنف ازهار تذکرة المذاهب۔ فجاء بحمد الله الواهب۔ نکبة للمفسدین وهو علیهم غالب۔ ثم لما طار الیه سهام سوالات جدیدة من کل جانب من هولاء الطوائف ذوی المعائب صنف هذا الکتاب بالمسائل الرعابیه۔ المسمّی بما احسن الادلة القویة لدفع الحیل

الوهابيه - لله دره كيف حاورهم واضلهم - بحيث طار عقلهم - كيف اثبت التقليد بانواعه - والاجماع باسجاعه - وزندقة الوهابين وضلالهم - وكراهة امامتهم ووبالهم - بخ بخ كيف غلب عليهم بحججه الساطعة - كيف فاق عليهم ببراهينه القاطعة فى اثبات انقطاع الاجتهاد المطلق لا امكانه - وللمسائل المختلفة عند المجتهدين الكبار بل فائق قول ابى حنيفة رح ورجحانه - وانه فاز الكمال باستخراج اصول الحوض الكبير - فهو لثناء العلماء لجدير - الم يدهش الباب المعاندين بانوار البيان - فى انحصار المذاهب بالاربعة استقراءً فى هذه الازمان - لله دره ثمّ لله دره لاثبات كون ابى حنيفة من التابعين - بل تابعيّة صاحبيه رحمة الله عليهم اجمعين - وانظروا الى اثبات حقيّة المذاهب الاربعة مع اختلافها - لقد استحوذ على مسمان حججهم وعجائبها - ويل للكاذبين كيف ينكرون فضيلة ابى حنيفة مع قرب زمانه بزمان الصّحابة لعمرى انّما هذه من الخلايه الا تعلمون ان فضائل الامام لا تحصى - و مناقبه لا تستقصى - ليس هذا الا الحسد - يسرى فى الرّوح منكم والجسد - الا تعلمون انّ الحسد حسبك - من تعلق به هلك كفاكم جهالتهم عن العربيّه والكتاب والسنّة والاجماع - بحكم بجواز اجتماع الزّوجات فوق الاربعة من فانكحوا ما طاب لكم من النّساء مثنى وثلث وربٰع - فرّه قولهم هذا بالبراهين والحجج -

حیث حرب الخصم یلجلج الکلام و یجمجم - حسبکم ماقلنہ فیہ
فاکتفوا وانظروا الی کتابیہ فتحظوا - لان البیان - لیس کالعیان
ولان عدّ جمیع مسائل ہذا الکتاب + یطیل الکلام و یطول بہ
الخطاب - فبالجملۃ انہ مشحون بالعجائب والغرائب - ولتثقیب
صدور المخالفین رمح ثاقب - غیر انہ اغلظ الکلام فی مواضع
عدیدۃ - لعلہ عمل علی ان یفلح الحدید بالحدید ولا وجہ
لخشونۃ کلامہ فی بعض المقام سواہ - لانی لاعلم حلمہ و
وقارہ وتقاۃ - لنغتنم وجودہ لاشتغالہ لقمع معاندی
الدّین - فابقاہ اللہ لقطع دابر القوم الی یوم الدّین - ولنشکر
سعیہ فی الدّین وندعوالہ الخیر - فنختم الکلام بہذین
الشعرین بلا ضیر - **شعر** الشمر انا ملہ فلسن انا ملا +
لکنہن مفاتح الاغلاق + واشکر صنائعہ فلسن صنائعاً +
لکنہن قلائد الاعناق + العبد الضعیف خدا انوار الحسینی
البردوانی عفی اللہ عنہ وافاز - مدرس اوّل پٹنہ کالج

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی احسن الینا باحسن الادلّة القویّة البهیّة لدفع الحیل وتزهیق اغلوطات الفئة الواهیة الوهابیة النجدیّة ٥ فصارت شبهاتهم وخدعاتهم واباطیلهم منکوسة ومردودة ٥ والذی انعم علینا باتقن البراهین السّنیة السُّنیة ٥ لردّ خدع وتمزیق تشطیطات الشرذمة اللاغیه اللاهیة اللدیّة ٥ فظلّت خدشاتهم ومبتدعاتهم واعاطیلهم مطموسة ومطرودة ٥ والصلوة والسّلام الاتمان الاکملان ٥ علی سیّد الاواخر والاوائل ٥ المبعوث بالحجج والدلائل ٥ محمّد ن الموصوف باعظم الخلق واکرم الشمائل ٥ المنعوت بنبع العیون من الاناملِ وتبیان المسائل مع الدلائل ٥ المتخول بالصعالیق والارامل ٥ الذی هو من اشرف الشعب وافضل القبائل ٥ وعلی اله الامجاد الاطهار ٥ واصحاب الانجاد الاخیار ٥ الی ماسار السیّار ٥ ودار الدوّار ٥ وبعد فقد رئیت الرسالة المسمّاة باحسن الادلّة القویّة ٥ لدفع الحیل الوهابیة ٥ فطوبی لمن سرح النظر فی ریاض معانیها ٥ وتنزه العیون فی حیاض مبانیها ٥ واجتنی ازهار المنی من افنانها ٥ وقطف اثمار النهی من اغصانها ٥ فانها تغنی الناظرین عن وساوس الفرقة الزائغة ٥ وبعین الطالبین علی دفع الهواجس ومکائد الطائفة الطاغیة ٥ لقد رصفها شمس سماء المعالی وقبس الایّام

واللیالی قدوة العلماء ومقدمة الحکماء الحبر المصقع العلام النحریر القمقام البحر القمقام الجواہر الفرد الباہر المولوی عبد القادر انجاہ اللہ من اسقام البواطن وآلام الظواہر ومن شر العوالم والمظاہر نمق ہذا المقرظ وقرظہ العبد الاواہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ماجناہ من الجناح فی المساء والصباح المدرس الاول للمدرسة الاسلامیة الواقعة فی بلدة اکبراباد صانہا اللہ عن الشر والفساد

سراج الاسلام امام مسجد جامع آگرہ

شہادت نامہ علماے کبار وفضلائے نامدار متعلقین عدالت عالیہ ہائی کورٹ کلکتہ

اشہاد

واقعی یہہ کتاب لاجواب جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب مدرس کالج مسیہ ہوگلی کی منکران تقلید کی تردید مین گویا نسخہ اکسیر ہے × علما وفضلا بلکہ خاص وعام کے لئے گویا دستور العمل دلپذیر ہے × ہر یک سوال منکر بے ادب کے لئے جواب باصواب انکا نہایت خوبی واستحکام کے ساتھہ منطبق وچسپان × سچ تو یہہ ہے کہ نجوم دلائل انکے خرچ تلقی طبائع پر لمعان وفروزان ×

منکران تقلید نے اچھی طرح سے طابق النعل بالنعل کے جواب کے طمانچے کہائے ۔ اور
ثمرہ سعادت ابدی بر تقدیر اذعان وایقان کے پائے ۔ ہم لوگ بجان شکریہ اس حق
نویسی کا ادا کرتے ہین ۔ اور اپنی اپنی ناموں کو بمنزلہ شہادت شاہدین کی درج کرتے ہین ع

۱
سید احمد علی عفا عنہ
پیشکار ہائی کورٹ

۲
خواجہ عابد حسین عفا عنہ
یکی از محصلین پیشین مدرسہ محسنیہ ہوگلی

۳
عبد العزیز
یکی از سابق محصلین مدرسہ کلکتہ

خورشید حسین غفر لہ
یکی از طلبہ مدرسہ سیتاپور

عبد الباری عفا عنہ
یکی از محصلین مدرسہ کلکتہ

۶
معین الدین احمد غفر لہ اللہ احد
یکی از سابق محصلین مدرسہ کلکتہ

۷
عبد الفتاح یکے از
محصلین پیشین مدرسہ عالیہ کلکتہ

۸
حسن داؤد عفی عنہ
محصلین میں سے مدرسہ عالیہ کلکتہ کے

۹
لطف احمد یکے از
محصلین مدرسہ عالیہ کلکتہ

۱۰
الجواب قاطع ارادت اللہ
یکی از محصلین مدرسہ محسنیہ ہوگلی

۱۱
فقد جاء الحق وزہق الباطل
محمد عبد الرؤف غفر لہ ربہ المعطوف مترجم ہائیکورٹ

۱۲
سید بذل الحسن عفی عنہ
مترجم ہائی کورٹ کلکتہ

۱۳
وحید الدین احمد عفا عنہ
مترجم عدالت عالیہ ہائی کورٹ کلکتہ

۱۴
الحق مصنف صاحب نے بحسب عقاید اہل سنت وجماعت جواب ترکی بترکی دیا اس تحریر کے
صلہ مین جو صاحب جو کچھ لکھین تھوڑا ہی
مختصر یہ ہی کہ منکران کے لئے شہاب ثاقب ہے ۔ خادم الطلبہ شیخ غلام اکبر جاد عنہ
یکے از محصلین مدرسہ محسنیہ ہوگلی

خاتمة الطبع از جانب مطبع

حمد بیحد مر خدای پاک را — آنکه ایمان داد مشت خاک را
طارم افلاک را برپای کرد — زیرشان بسط زمین را جای کرد
رافع افلاک و داحی زمین — برسر آب از کرمهای بهین
هو ودود او رحمن و رحیم — برمراد خویش قیوم و حکیم
عقل را در کنه او پای کبون — پای اندیشه در و گشته زبون
کبریت آمد غور در ذات اله — الحذر ثم الحذر راه تباه
نے حد انسان که دریابد ورا — نے حد انسان که برتابد ورا
خالق بیچون و بیچند و چگون — هر یکی را سوی خود شد رهنمون
عقل با بید و بعکس او روی — کوش تا بو کوش یارا کوش هو
گاه آید بانعم در فسنج وی — فسنجم فسنج آمد ای حری
رہبرو گورفت اندر کوی وی — گشت اندر کوی وی
سیما سلطان جهان فخر رسل — هادی دین رهنمای جزو و کل
سید کونین ختم المرسلین — باعث ایجاد علم و عالمین
ما عرفنا گفت و ایضا ما عبد — تا مخلع گشت از واحد صمد
پس دگر را طاقتے کو تا درین — تنگ میدان بردواند خنگ هین
من کیم تا چون چرا آرم زدے — نیست حول نیست قوة جز بوے

از برائے رہنمائے بندگان — پے بہ پے ارسال کردہ مرسلان
تا ز میدان غوایت وارہند — سوئے میدان ہدایت برکشند
سرور شان افضل شان فارقلیط — تا تم قارزک رسید آن شہ خلیط
تا میان رہ بردمارا آن سنی — داد مارا از تحالک روشنی
علم او برداشت اصر و وزر را — حکم او برداشت دین کفر را
رحمت عالم ز زیر و تا زبر — ملکت او شد ہمہ جن و بشر
مالکِ ملک رسالت آن ملیک — ملک او ملک و ملک چار اخشیک
چار سو زیر و زبر فرمان او — ہست ہر جا اے منم قربان او
نام پاکش رحمت للعالمین — ذرۂ الوانش چرخ چنبرین
یکصد و چار از صحف آمد فزود — پر ز احکام خداوند ودود
چار زیشان شد کتاب منزلہ — ہین بناشی در کلامم دودلہ
از جہت ہم چار شد منظور تر — از ملک ہم چار شد بس معتبر
از صحابہ ہم چہار آمد پدید — تابع شین ہم چہار آمد پدید
زین چہارانے کہ بشمردہ شدند — یک یکے زیشان لب بُرہ شدند
ہمچو قرآن جبرئیل و بوبکر — رحمت للعالمین ہم شبقدر
بیت اقدس نیز رمضان را نگر — ثابت لقمان خہی تابع بشمر
از اوامر فرض آمد بس بہین — از نواہے حرمت آمد بس کہین
تا یکے بشمر توان این چار را — اندکے بہتر لیبے اذکار را
از خبر دہ مندان دین پرور یکے — بر سر آمد اے حذاقت پیشگی

من ندانم ناقص دین و خرد — چون کند در امر ایزد رد و کد
ریشخند عاقلان مگیرد او — چون حجاب پاکبازان دید او
چشم بینا قلب دانا نیستش — فهم کامل پائے پویا نیستش
همچو مورے نقره طشتے خواهد او — مرد گول آخر چه دستے خواهد او
پس بود شان هیچ یزدان در کتاب — عقل گر داری ببین دستے کتاب
چون خداوند جهانبان چشم وے — کور گر داند از راه سوے
چون تواند دید راه مستقیم — الحذر ثم الحذر اے دل سلیم
نشدة الشیطان ورا از راه برد — در گو زلت فرود افتاده مرد
تخت نشین چاربین طارم چگون — چون پس انگشت پوشد آن خردون
اے بسا کو عقل دارد تیز و تار — فضل حق را کے ببیند آن نزار
در طبیعت کمتر آمد هم فضول — زان سبب ناگم شود مرد جهول
شپرک نتوان که بیند روز را — شب برو زار دنه بیند روز را
جعل را بینی که سرگین جوید او — در خزو در روے و گوه می پوید او
چون خدا خواهد که پرده کس درد — میلش اندر طعنهٔ پاکان برد
جز که بدگوید ندارد کار هیچ — جز که بد پوید ندارد بار هیچ
گر بهفت آبے بشوئی کلب را — کے توانی پاک کردن کلب را
در جبلت گشت داؤ دون از خدا — کے شود بر راه حق آن بے نوا
اے دریغا از کژی وے راست بخش — پس کژی اندر کژی از راست بخش
داور داد ار را بستائما — کوست بر هر شے قیوم و تا نما

بر صراط مستقیم آور و بان — راه حق بر ما کشاد اندر زبان

کاش در و ستم بدے تیغ حسکم — باز مید بدی کہ چون بیشد ہفتم

وہ شد لامین در ضلالت گمرہے — در بطالت دید خود را فہی

ہر کہ در پاکان بچشم عیب دید — بیشک اندر حق بچشم عیب دید

چونکہ در حق عیب دید آنکہ چہ ماند — لعنت اللہ بر وے و بر آنچہ ماند

مرجع دینا و دین حضرت رسول — چار یارش از خداوندش قبول

تابع یارانش حضرت بو حنیف — در طہارت در نظافت بس شریف

ان سے دیگر در ولایت در علم — تابع راہ حنیفی از کرم

گرچہ اولاد رسول اللہ بود — جعفر صادق قبول اللہ بود

در شریعت بو حنیفہ را بدید — نیک و بد در دین از و آمد پدید

کور چشم احمقے بے دیدہ — خود نہ بیند آنکہ بد بے دیدہ

نقص ہو را اندر جہان نامد پدید — لعنت اللہ گم شد از راہ سدید

تمام شد

اغلاط ما احسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الوہابیۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	افتلی	افتلی	۳۶	۹	مخز	مخبر
۱۱	۳	المالک	المبارک	〃	۱۰	عیاباذ	عیاذاًباللہ
۱۸ ۱۸	۲ ۹	روت وشیادۃ	رثوت والشہادۃ	〃	۱۵ ۱۸	الرحیم	رحیم
۲۱	۸	اربعہ لامام	الاربعۃ الامام	۴۰	۱۱	باسٹھہ	پانسٹھہ
〃	۱۲	کالمزتی	کالمزنی	۴۱	۱۸	الاتمۃ	الامۃ
۲۳	۱۶	اور	اولا	۴۲	۱	شاءللہ	انشاءاللہ
۲۴	۱	رکہتاہون تم ہمکو	رکہتاہون کہ تم ہمکو	〃	۱۴	قرنۃ	قرنہ
۲۵	۱۵	ہم	خصم	〃	۱۸	القران	القرن
۲۷	۱۸	الامارۃ	لامارۃ	۴۸	۲	ضایع	ذایع
۲۸	۵	دین شمار	دین مین شمار	〃	〃	المعاندین	معاندین
۳۱	۴	القران	الاقران	〃	۱۰	کم سکے	کرسکے
〃	۴	وحشۃ	وحسنۃ	۴۹	۸	کالباءمنشور	ہباءمنثورا
۳۲	۱	حدوث	حدیثا	〃	۱۸	معغول	مفصول
〃	۸	البعد	البعد	۵۲	۱۵	ہان اگر	ہان
۳۳	۴	لیا	گیا	۵۳	۳	سے	سیے
〃	۹	پونہچین	نہ پونہچین	〃	۹	تصف	تضعیف
۳۴	۱	انہین اہنی	اپنے ہی	〃	۱۲	اقدام	اقدم
				〃	۱۳	نباسے	نپاسے
۳۵	۸	فتقی	فنقی	۵۴	۱	نسئلوافانتوا	فسئلوافافتوا
〃	۷	العوایق	الصوایق	〃	۱۳	بالاشر	بالاکے شر
〃	۱۳	انشا	افشا	۵۵	۴	اونٹون	گہوڑون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	١٠	٣٦٣	٢٦٣	٨٣	٧	ابردو	ابردوا
٥٦	٤	رفع الیدین	برفع الیدین	٨٤	٧	قبیل	قبیل ایک
〃	١١	غیر بحر	تخریج	٨٥	١	موطاء	موطا
٥٨	〃	سہیے	کہے	〃	١٠	بالضہر	بی الظہر
٦٣	〃	جزاء	خذاء	٨٦	٩	یسرو	یسروا
٦٤	٤	شئی	سئی	〃	١٤	تعبردو	خذوا
〃	٧	متحکم	متکلم	〃	١٩	سے	سے
٦٦	٩	مستورک	مستدرک	٨٩	٦	نقصان	نقصانی
٦٧	٩	فاری	نادی	〃	٩	توئمن تکفر	تؤمن نکفر
〃	١٤	نعوذ	نعوذ	٩١	١٧	الجحاد	الجہاد
٦٩	١٢ ١٣	خیفہ	خفیہ	٩٢	١٢	ملون	نان
٧١	١٨	بالقرارۃ	بالقرارۃ	〃	١٤	معنی اللہ	معنی براللہ
٧٢	٤	قرارۃ	قراءۃ	٩٤	١٠	بحث معنی	بحث مین معنی
〃	٣	نکفیک	تکفیک	٩٥	٦	اِس	اُس
٧٣	٥	اِنَّ	اَنْ	〃	١٢	مہدر	مہندر
〃	١٢	سمریۃ	سرّیۃ	٩٦	١٣	العقود الجواہر	عقود الجواہر
٧٤	٩	انّا	انا	〃	١٩	جواد	جود
٧٥	١٧	الامام انصت	الامام انصت	٩٧	١	بہ مامور بہ	مامور بہ
〃	١٩	السندر	الدر	〃	١٦	پوچھتے	پوچھتے
٧٨	١٨	من شئنا	من القرآن شیئا	٩٨	١٣	انخاج	انجاح
٨٠	٧	قاض	قاضیہ	〃	١٤	کیسے	کیا
٨٢	١٤	فان	فان	١٠١	١٣	چراچرا	چرالبب
〃	١٧	فابردو	فابردوا	١٠٢	٢	سبہی	سہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۴، ۱۹	یانت	بانت	۱۱۰	۶	پخان	چسان
〃	۱۴	نسیم	ضیم	〃	۹	ظن کے	طعن
۱۰۳	۲	یانت	بانت	〃	۱۱	ہوئی	نہ ہوئی
〃	۵	- سنہ	سنہ	۱۱۱	۱۹	جب - کلکتہ	جب یہ - کلکتہ کو
〃	۴	مستخمد	مستحمد	۱۱۲	۴	+	تو
〃	۸	طھرو	طھور	〃	۱۸	ففقظ	فقط
۱۰۴	۵	نزجوہا	ترجوہا	۱۱۷	۹	کیونکر	کیونکہ
〃	۷	انشدرہ	حد	۱۱۹	۸	جوہر	جوہری
۱۰۵	۱	آدمی کے	آدمی	〃	۱۹	جب	حسب
〃	۶	غیر	غبر	۱۲۱	۱۰	صرایقا	طریقاً
〃	۸	انتہیا - حار	انتہیا - حار	〃	۱۲	بین	مین
〃	۱۰	اکرمہ	عکرمہ	〃	۱۳	اسعلامی	عسقلانی
〃	۱۱	قال رسول	قال ہو رسول	〃	۱۵	المدلی	المدنی
۱۰۶	۱	ما احذت	ما اخذت	۱۲۲	۱	اسطرح	اسطرح کی
〃	۴	درندیکے	درندیکا حوض یا	〃	۱۶	انہی	انتی
〃	۵	غدیر کے حوض کا	غدیری کا	۱۲۴	۱۶	جواب	سوال
〃	۱۸	صلی	علی	۱۲۸	۱۹	لبغضیت	بعضیت
۱۰۷	۸	تشتقی	نستقی	۱۳۰	۱۰	حتی	حیؔ
۱۰۸	۴	رفعہ - صحیمہ	رفعہ - صحیحہ	۱۳۱	۵	بہی	یہ ہی
〃	۱۰	غدیر	غدیر سے	۱۳۶	۱۰	رہے	گئے
〃	۱۹	کے - لے	کی لئے	〃	۱۸	جنگ	ہولے جنگ
۱۰۹	۹	(رسول	لرسول	۱۳۷	۴	ہاے	ہائی
〃	۱۷	مہوی	طھور	۱۳۸	۴	منقول	مقتول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٣٩	٦	٣٣٧ھ	٣٣٥ھ	١٨٠	٢	۰۰ لاسئے	نے - لائی
″	١٣	الفقمہ	علقمہ	″	٣	العمر	العلی
١٤٠	١٠	رنباع	زنباع	″	٩	دلیل	(ت) دلیل لاانی
١٤١	١٣	بسر	بشر	١٨١	٩	لفتوی	بفتوی
″	١٤	شکنت	اسکت	١٨٧	٣	شرح سعادت	شرح سفر سعا
″	١٩	روز کی پیدائش	انکی روایت	″	٤	عین العلم	شرح عین العل
١٤٤	١٠	ایک	ایکسو	١٨٩	١١	اپکی	ایکی
١٤٧	١	کورہ	کوفیۃ				
١٥٤	٩	کے	سے				
١٥٥	٤	حقیقت	حقیت	١٩٣	٦	حقیقی	حقیت
١٥٧	٧	عجرد	بنت عجرد	″	١٠	تعد	بعد
١٦٠	١٩	احد	احدًا	″	١٩	لکھنے	کہتے
١٦١	٦	ناہنمہ	نافہمون نے	١٩٦	٣	قرات	قرائت
١٦٧	٨	گردن	گردی	١٩٧	١٣	ھذ	ہذا
″	١٨ ١٩	الجنۃ - تخبہ	النخبۃ - نخبہ	١٩٨	١٠	قال الی	قال انی
١٦٩	١٤	جب	حسب	١٩٩ ٢٠١	١٩ ١٤	ھکذا لتعرف	ھکذا التعرف
١٧٠	٩	سمانین	ثمانین	″	١٦ ١٧	خذعا	خدعا
١٧١	١٧	صدی	+	٢٠٢	٤	نارۃ	تارۃ
١٧٤	٤	بہی	ہی	″	٥	عدہ - علیہ	عدہا - علیہا
١٧٥	٣	کتابون	کتابون سے	″	٧	صاحب	الصاحب
″	٦	خضیفہ	حقیقیہ	″	١٥	بمقابلہ	بمقابلۃ
١٧٦	٢	منتب	منتسب	٢٠٣	٢	نلانقل	نلا نقل
١٧٩	٢	بیفہا	بینہا	″	٥	الی تعبدہا تعتبر	الی ما بعد ما عبرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۱۸	مخلقون	مخلوق	〃	۱۷	فاقام بکم	+
۲۰۳	۷	فالحقیقه	فالحقیقة	〃	〃	ربتین	رکعتین
۲۰۴	۸	من الامام	من الامام بالتعقب	۲۲۲	۱	فالدو	فابدوا
〃	۱۵	التذکرة	التذکرة کتبت	〃	۲	الشیان	الشیخان
۲۰۵	۷	المعروفة	للتعرفة	〃	۸	تهض	نهض
〃	۱۵	حصتم	خفتم	〃	۱۰	سکانون	دونون
〃	۱۶	تجدو	تجدوا	۲۲۳	۷	اثانا	اتانا
〃	۱۳	لاتفرق	لانفرق	〃	۹	مین	+
〃	۱۵	مین	مَن	〃	۱۸	بنیذ	نبیذ
۲۰۸	۱۶	حقیقت	حقیقت	۲۲۴	۱	الملتی	الملقی
۲۰۹	۱۰	کرے	کر	〃	۱۰	ولکبة	ولکنه
۲۱۰	۱۳	یا با	یا ابا	۲۲۷	۵	غلادر	فلله در
〃	۱۷	لمکان	لکان	〃	۱۱	ایفا	انفا
۲۱۱	۱	اصول	رسول	۲۳۰	۵	فضی	قضی
〃	۱۰	امّ	بامّ	۲۳۱	۵	فتحة	وتحته
۲۱۲	۵	مثاة	مشاة	〃	۱۸	ولا	ولا
۲۱۴	۲	اباته	ایّامه	۲۳۲	۱۹	..ی	بی
۲۱۵	۱۵	لستقبل	استقبل	۲۳۵	۶	کو	تو
۲۱۷	۱۷	وتسمیة	تسلیمة	۲۳۶	۱۳	العقد	انعقد
〃	〃	فلقاء	تلقاء	۲۳۷	۱۱	شان	شان نزول
۲۱۸	۱۹	المحاری	البخاری	۲۳۹	۱۳	بمیل	بمیل
۲۲۰	۱۰	نبیا	بنیا	〃	۱۸	مقتضی	مقضی
〃	۱۹ / ۱۳ / ۱۵	بقصر	یقصر	۲۴۰	۳	مین	مرح بنو تعالی حولن تستطیعوا ان تعد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۶	۴	وہ راست	وہ راہ راست
؍؍	۸	احضر	احضرا
۲۷۷	۷	بہتان ما	بہتان کا
؍؍	۸	اگرچہ	اگر
؍؍	۱۱	نکھی	کہی
۲۷۸	۳	یون نکیا	کیون نکیا
؍؍	۱۵	حقیقت	حقیت
۲۷۹	۲	کیسا	کرنیکی
؍؍	۱۲	این	ہمہ
۲۸۷	۱	ولعنہا	ولعنہما
؍؍	۶	وفے	ولمافی
؍؍	۱۴	مخالف	المخالف
۲۸۸	۱۷	تکفر	نکفر
۲۹۲	۱۲	الطایفتان	الطایفتین
۲۹۴	۱۶	فرد	فردوا
۲۹۵	۱	مشرکون	المشرکون
؍؍	۲	فردًا	فردوا
۲۹۳	۶	زان	زمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
؍؍	۱۱	نیل	قیل
؍؍	۱۸	ورنعع	ضرر نفع
؍؍	۱۹	ندبور	مزبور
۲۹۴	۵	اکور	مذکور
۲۹۶	۱	تشیعہ	اہل تشیعہ
؍؍	۲	اجمال	جمال
	۱۴		غفرلہ الغفار و
			سترلہ الستار
	۱۵		منصوصہ اشریہ
۳۳۱	۶	نفادت	تفاوت
۳۳۱	۵	وغیرو	وغیرہ
۳۳۱	۱۶	اذلام	ازلام
۳۱۹	۱۷	یلظی	یفضی
۳۰۶	۹	ابی عبدالقادر	ابی عبدالقاہر
۳۰۸	۱۱	؍؍	؍؍
۳۰۹	۳	؍؍	؍؍
۳۲۱	۱	؍؍	؍؍
۳۴۵	۱۰	ومعنا	مانا

تمت

التماس مہتمم مطبع

چونکہ اس کتاب مین کارپردازان مطبع کی جانب سے غفلت وقوع مین آئی لہذا جابجا مضامین مین تقدیم وتاخیر ہونے کے سبب ہندسے بے ربط ہوگئے ہین ناظرین ہندسہ کے ربط پر خیال نفرماوین - ربط عبارت کا ملاحظہ کرلین کیونکہ مہتمم نے خود اسکو ترتیب دیا ہے دفتری کا بھروسا نہین کیا ہے

الملتمس - عاصی امام الدین احمد مہتمم میڈیکل پریس